سہ ماہی نئی دہلی

خبر نامہ

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

جلد نمبر-۱	اپریل، مئی، جون ۲۰۰۷ء	شمارہ نمبر-۳

ایڈیٹر

(مولانا) سید نظام الدین

خط و کتابت کا پتہ

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

76A /1، مین مارکیٹ اوکھلا گاؤں، جامعہ نگر، نئی دہلی-۲۵

Tel:. 011-26322991, Telefax:. 011-26314784

E-mail:aimplboard@vsnl.net

ایڈیٹر پرنٹر و پبلیشر سید نظام الدین نے اصیلہ آفسیٹ پرنٹرس دریا گنج نئی دہلی-۲ سے چھپوا کر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ 76A/1، مین مارکیٹ اوکھلا گاؤں، جامعہ نگر، نئی دہلی-۲۵ سے شائع کیا

سرپرست:

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب

نگراں

حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب

مجلس ادارت

ڈاکٹر مولانا سید کلبِ صادق صاحب، مولانا محمد سالم قاسمی صاحب، مولانا سراج الحسن صاحب، مولانا مختار احمد ندوی صاحب، سید شاہ محمد محمد الحسینی، مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب محمد عبد الرحیم قریشی صاحب، جناب عبد الستار یوسف شیخ صاحب، پروفیسر ریاض عمر صاحب

اعلامیہ چنئی (مدراس)

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا یہ نمائندہ اجلاس مسلمانانِ عالم کو اس حقیقت کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ اس وقت پوری دنیا میں مسلمانوں کو مسلکی، تنظیمی اور نسلی بنیادوں پر تقسیم کرنے، ان کی صفوں میں بکھراؤ پیدا کرنے اور انہیں ایک دوسرے کے خلاف اکسانے کی منظم سازش کی جا رہی ہے، جس کا مقصد امت مسلمہ کو کمزور، بے اثر اور بے وقار کرنا اور ان کے اختلاف سے فائدہ اٹھا کر مغربی استعماریت کو تقویت پہونچانا نیز عالم اسلام اور ترقی پذیر ممالک کے اندرونی معاملات میں مداخلت کرنا اور بالواسطہ طریقہ پر پوری دنیا میں صیہونی تسلط قائم کرنا ہے، مسلمان خواہ کہیں بھی ہوں اور ان کا تعلق کسی بھی رنگ و نسل اور زبان و علاقہ سے ہو، لیکن وہ ایک ہی امت کے افراد ہیں، اور پیغمبر اسلام ﷺ نے حاملین حق کا جو قافلہ مرتب کیا ہے وہ اس کا ایک حصہ ہے، اس لئے تمام مسلمانوں کو اور خاص کر عالم اسلام کو مغرب کی اس سازش کو خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے اور ہرگز ان کا آلۂ کار نہیں بننا چاہئے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ اس امت کے درمیان جتنے اختلافی مسائل ہیں ان سے کہیں زیادہ وہ امور ہیں جن پر پوری امت کا اتفاق ہے، موجودہ حالات کا تقاضا ہے کہ اختلافی نکات کو ابھارنے کے بجائے مشترک قدروں کو سامنے رکھتے ہوئے اتفاق و اشتراک کی فضاء پیدا کی جائے، اور دشمنانِ اسلام کو اس کا موقع نہ دیا جائے کہ وہ ہمارے صفوں میں بکھراؤ پیدا کردیں۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس وقت پوری دنیا میں مسلمانوں کے خلاف نہ صرف عسکری بلکہ فکری یلغار بھی جاری ہے اور اس صورت حال نے صلیبی جنگوں کی یاد تازہ کردی ہے، لیکن مسلمانوں کو ایسے واقعات سے ہرگز حوصلہ نہ ہارنا چاہئے اور شکستہ دل نہیں ہونا چاہئے، عالم اسلام اور امت مسلمہ پر پہلے بھی ایسے حالات گذر چکے ہیں، ان حالات نے وقتی طور پر مسلمانوں کو ضرور زخم پہونچایا ہے، لیکن اسلام کی سربلندی اور مسلمانوں کی اپنے دین سے وابستگی پر کبھی کوئی آنچ نہ آسکی، موجودہ سخت اور مشکل ترین حالات کی بہت سی خوشگوار جہتیں بھی ہیں، مسلمانوں کی ایمانی حمیت میں اضافہ ہوا ہے، نئی نسل میں اپنے دین سے وابستگی اور اس کے لئے ہر طرح کی قربانی کا جذبہ بڑھا ہے، پوری دنیا میں دعوت اسلام کی کوششیں شروع ہوگئی ہیں، لوگ قرآن مجید اور پیغمبر اسلام ﷺ کے بارے میں جاننے اور حقائق کو سمجھنے کے لئے کوشاں ہیں، اور یہ سوچ مسلمانوں کے لئے نہایت ہی نتیجہ خیز اور ثمر آور ہے، کیوں کہ مسلمانوں کو تو شکست دی جاسکتی ہے، لیکن اسلام کو شکست نہیں دی جاسکتی ہے، اس دین کو معقولیت، قانون فطرت سے ہم آہنگی، دل و دماغ کو فتح کرنے کی صلاحیت اور اس کی سادگی اور انسانی ضرورتوں اور مصلحتوں سے توافق وہ خوبیاں ہیں جنہوں نے ہمیشہ مخالف فاتحین کے دلوں کو فتح کیا ہے، اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ حوصلہ و ہمت سے کام لیں، شکستہ دل نہ ہوں، اور اپنے اندر داعیانہ کردار پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اس بات کو فراموش نہ کریں کہ مسلمان جس ماحول میں رہتا ہے وہ وہاں خیر، انسانیت نوازی، عدل و انصاف کی قدروں کو فروغ دیتا ہے۔

ہر قیمت پر اپنی صفوں کو متحد رکھنا، اپنے قول و فعل کے ذریعہ اسلامی صحیح تصویر پیش کرنا، اپنے اجتماعی فیصلوں میں حکمت و تدبر کے پہلو کو محفوظ رکھنا، بے موقع اشتعال سے اپنے آپ کو بچانا اور دینی مراکز کو تقویت پہونچانا موجودہ حالات میں پوری دنیا کے مسلمانوں اور خاص کر مسلمانانِ ہند کی ذمہ داری ہے، اس کے بغیر ہم ان سازشوں کو ناکام نہیں بنا سکیں گے، جس کے جال ہمارے گرد بُنے جارہے ہیں۔

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	اسمائے گرامی	صفحہ
۱	اعلامیہ چنئی (مدراس)		
۲	اداریہ	(حضرت مولانا) سید نظام الدین	۳
۳	جموں وکشمیر میں مسلم پرسنل لا کا نفاذ	محمد عبد الرحیم قریشی	۴
۴	شادیوں کے لازمی رجسٹریشن بل کا مسودہ ۲۰۰۵ء	ادارہ	۶
۵	نوٹیفکیشن بہار میرج رجسٹریشن قواعد ۲۰۰۶ء	ادارہ	۱۴
۶	خواتین کو خانگی تشدد سے تحفظ کا ایکٹ ۲۰۰۵ء	ادارہ	۲۰
۷	گھریلو تشدد اور تحفظ خواتین - نئے قانون کا تجزیاتی مطالعہ	پروفیسر احمد اللہ خان	۵۳
۸	مسز شبنم ہاشمی بنام حکومت ہند و دیگر	ادارہ	۵۸
۸	اجلاس عمومی چنئی میں منظور کردہ اہم تجاویز	وقار الدین لطیفی ندوی	۸۴
۹	کارروائی مجلس عاملہ بورڈ منعقدہ ۲۲/اپریل ۲۰۰۷ کی مختصر رپورٹ		۸۵
۱۰	بورڈ کے نائب صدر حضرت سید شاہ محمد الحسینی صاحب کا انتقال	ادارہ	۸۸

اداریہ

یہ وقتِ عمل ہے!

سید نظام الدین
جنرل سکریٹری بورڈ

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا قیام جن نازک اور پرآشوب حالات میں عمل میں آیا ہے ہندوستانی مسلمان آج بھی انہیں حالات سے دوچار ہیں ۱۹۷۲ء میں قانون ساز ادارے اور ملکی عدالتیں اسلامی قوانین میں مداخلت کی کوشش کر رہی تھیں تو آج یہ قوانین شریعت کی تعبیر وتشریح میں خودرائی سے کام لے رہی ہیں، ماضی قریب میں ایسے بہت سے عدالتی فیصلے ہوئے جن سے محسوس ہوتا ہے کہ کورٹس کے فاضل جج صاحبان اسلام کو ایک رواجی مذہب خیال کرتے ہیں اور کتاب وسنت کی غلط تعبیر وتشریح کرتے ہوئے رسم ورواج کی بنیاد پر فیصلے کر دیا کرتے ہیں حتی کہ وہ قضاء وافتاء کے بنیادی فرق کو بھی ملحوظ خاطر نہیں رکھتے، ابھی حالیہ مہینوں میں نظام قضاء وافتاء کے خلاف جورٹ پٹیشن داخل ہوا، اس کے بارے میں دارالقضاء کے نظام کے تعلق سے جو سوالات کئے گئے اس سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ اسلام کے نظام قضاء سے متعلق ان کی واقفیت محدود ہے۔ ہم جج صاحبان کی نیک نیتی پر کوئی شک نہیں کرتے مگر یہ ضرور کہنا چاہتے ہیں کہ اسلامی قوانین وحی الٰہی سے ماخوذ ہیں اس کے بنیادی اصول وضوابط میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی، کتاب وسنت کے حدود سے آگے بڑھنے کی کسی کو اجازت نہیں، بدلتے ہوئے حالات میں بھی اصولِ دین کو ہی مشعلِ راہ بنانے کا حکم ہے۔

اس مسئلے کا ایک دوسرا پہلو یہ ہے کہ مسلمان خواہ کہیں بھی رہیں انفرادی طریقوں پر چلیں اور اپنے ایمان وعقیدے کی پختگی کے ساتھ عبادات، معاملات، اخلاق اور معاشرتی مسائل میں پورے طور پر مضبوطی کے ساتھ شریعت اسلامی کو اپنی زندگی میں نافذ کریں۔ اپنے عائلی معاملات میں اس فن کے ماہرین سے رجوع کریں۔ سرکاری عدالتوں کا چکر لگانے سے جہاں وقت اور روپے کا ضیاع ہوتا ہے وہاں فیصلے بھی دیر سے ملتے ہیں۔ مسلم سماج کو ایک صالح مسلم معاشرہ کی تشکیل کے لیے شادی بیاہ میں فضول خرچی اور تلک وجہیز کے مطالبات سے پاک کرنے کی ضرورت ہے۔ اس وقت حکومت نے تلک وجہیز کے بڑھتے رواج کو روکنے کے لیے جو ڈوری ایکٹ بنایا ہے اس کے غلط استعمال سے بےقصور افراد میں بےچینی پھیل گئی، جس سے مسلم وغیر مسلم سب متاثر ہو رہے ہیں۔ ہم اصلاح معاشرہ تحریک کے ذریعہ تلک وجہیز کی رسم کا تدارک کرسکتے ہیں۔ تاکہ وہ دوسری قوموں کے لئے نمونہ بن سکے۔ اسی طرح وراثت کے معاملہ میں جو ناانصافیاں پائی جاتی ہیں اس کا علاج بھی عدالتوں کے ذریعہ نہیں ہوسکتا۔ بلکہ خود مسلمانوں میں یہ جذبہ پیدا کریں اور بتائیں کہ خدا کے سامنے جوابدہی کے جذبے سے کسی کی حق تلفی سے باز آئیں۔ یہی حال اوقاف کا ہے۔ وقف فی سبیل اللہ عوام کے فائدے کے لئے ہوتا ہے لیکن اس وقت اوقاف جہاں متولیان کی لاپرواہی سے ضائع ہو رہے ہیں وہیں مرکزی وریاستی حکومتیں اس کی زمینوں پر قبضہ جمائے ہوئی ہیں۔ اگر مسلمان اوقاف کو مقدس ورثہ قرار دیں اور اس کی آمدنی کو متاثر نہ ہونے دیں تو اس سے ملت کے بہت سے مسائل حل ہوسکتے ہیں۔

بورڈ کا موقف یہ ہے کہ مسلمان اپنی پوری زندگی میں اسلامی قانون اور خاص کر عائلی قوانین میں کتاب وسنت کے احکام پر عمل کریں۔ ہر طرح کے خلاف شرع عمل اور رسم ورواج سے خود بچا جائے۔ اور مسلم معاشرہ کو پاک کرنے کی محنت کی جائے۔

ہمارے بورڈ کے ارکان، اصحاب مدارس، ائمہ مساجد، اصحاب خانقاہ اور مسلم تنظیمیں جو اپنا بڑا حلقہ اثر رکھتی ہیں اگر یہ سب ایک صالح معاشرہ کی تعمیر وتشکیل کی تحریک چلائیں تو ہمارے معاشرے سے بہت سی سماجی برائیاں مٹ سکتی ہیں اور خاندانی تنازعات حل ہوسکتے ہیں۔ خدا ہم سب کو اس کی توفیق بخشے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز.

جموں وکشمیر میں مسلم پرسنل لا کا نفاذ

محمد عبدالرحیم قریشی
معاون جنرل سکریٹری بورڈ

یہ بات بڑی خوش آئند ہے کہ ریاست جموں وکشمیر میں شریعت کا عائلی قانون اب نفاذ پا چکا ہے۔اس ریاست میں جس میں مسلمانوں کی بڑی بھاری اکثریت ہے، شریعت کے قوانین جو عائلی یعنی خاندانی امور سے تعلق رکھتے ہیں نافذ نہیں تھے اور مسلمانوں میں بہت سی ایسی روایتوں اور رسوم رواج پا چکے تھے جو شریعت کے احکامات کے عین خلاف ہے۔ایک عرصہ سے وہاں کے مسلمانوں کے باشعور طبقہ اور بالخصوص دینی رجحانات رکھنے والے اصحاب اور علمائے کرام کے درمیان یہ بات چل رہی تھی کہ بھاری مسلم اکثریت کی اس ریاست میں نکاح، طلاق، وصیت، وراثت و ہبہ کے معاملات میں شریعت کے قانون کا اطلاق ہونا چاہئے ۔ جس طرح کے ہندوستان کی دوسری ریاستوں میں ان کا اطلاق ہوتا ہے اور عدالتیں مسلم پرسنل لا کے مطابق فیصلہ دینے کی پابند ہے اور اس کے لئے کوئی تحریک منظم کی جانی چاہیے ۔

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے بھی اپنے کشمیری ارکان کو اس پر توجہ دلائی، چنئی میں منعقدہ انیسواں اجلاس عمومی کے موقع پر بورڈ کے ارکان جناب مفتی نذیر احمد قاسمی صاحب، اور جناب مولانا غلام قادر صاحب نے یہ اشارہ دیا کہ اسمبلی میں ایک رکن جناب اے آر راتھر صاحب نے اس تعلق سے بل پیش کیا ہے اور یہ خانگی بل ہونے کے باوجود اس کی امید ہے کہ جموں وکشمیر قانون ساز اسمبلی اس کو باتفاق آراء منظور کر لے گی ۔

جموں وکشمیر قانون ساز اسمبلی نے اس بل پر تشکیل کردہ کمیٹی کی رپورٹ پیش ہونے کے بعد اس کو منظوری دیدی اور اب یہ بل ایکٹ یعنی قانون بن چکا ہے۔اس بل کے پیش کرنے کے سلسلہ میں اے آر راتھر صاحب نے جو اسباب و وجوہات بیان کئے تھے ان سے اس ریاست کی بہت سی حقیقتیں ہمارے سامنے آتی ہیں جو درج ذیل ہیں ۔

’’ریاست جموں وکشمیر میں وراثت کے معاملات پر سری پرتاب جموں وکشمیر لاز کنسالیڈیشن ایکٹ سموت ۱۹۷۷ کے ضوابط کا نفاذ ہوتا ہے۔ اس قانون کی دفعہ ۴ میں کہا گیا ہے کہ وراثت، ترکہ، تبنیت، ولایت، یا نابالغی، ناجائز نسل، خاندانی رشتوں، وصیت، ہبہ، وقف، تقسیم جائیداد، ذات پات، یا مذہبی رواج یا اداروں کے بارے میں سوالات کے تعلق سے جہاں فریقین مسلمان ہوں محمڈن لا کے مطابق فیصلہ ہوگا اور ہوا کرے گا اور جہاں فریقین ہندو ہوں ہندو لا کے مطابق فیصلہ ہوگا اور ہوا کرے گا۔ بجز اس کے کہ یہ لا کسی اور قانون کے ذریعہ تبدیل یا ختم کردیا گیا ہو یا فریقین کے کسی رواج کے ذریعہ تبدیلی کی گئی ہو اور جو انصاف، عدل اور ضمیر کے خلاف نہ ہو اور جس کو اس قانون یا کسی اور قانون کے ذریعہ بدلا نہ گیا ہو اور کسی حاکم مجاز نے کالعدم قرار نہ دیا ہو ۔

ہندوؤں میں وراثت کے معاملات ہندو سکسیشن ایکٹ ۱۹۵۶ء کے تحت طے پاتے ہیں ۱۹۳۷ء کا ہندوستان کا شریعت کا قانون جو باقی ملک کے مسلمانوں پر مسلم پرسنل لا کو نافذ کرتا ہے، ریاست جموں وکشمیر میں اس کا اطلاق نہیں ہوتا جموں وکشمیر ہائی کورٹ نے یعقوب لاوے و دیگر بنا گلا و دیگر (2004 (II) SLJ 761) میں اسکا جامع انداز میں جائزہ لیا ہے جوڈیشیل ایڈوائزرس کے بورڈ نے اور نیز جموں و کشمیر ہائی کورٹ نے یہ اصول طے کیا ہے کہ وراثت کے معاملہ میں پرسنل لا کا اطلاق فریقین پر ہوگا اور کسی رواج کی تائید میں کوئی معتبر بنیاد نہیں ہے رواج کا اطلاق صرف اس صورت میں ہوسکتا ہے جبکہ بطور خاص فریقین کی جانب سے جو اس کو پیش کررہے ہیں مطالبہ کیا جائے اور اس کو ثابت کرے۔ معزز ہائی کورٹ اور جوڈیشیل ایڈوائزرس کے بورڈ نے یہ بھی طے کیا ہے کہ رواج کو دیوانی عدالت میں ثابت کرنا ہوگا اور دیوانی عدالت تا آنکہ متعین طور پر ادعاء نہ پیش کیا جائے اور اس کو ثابت نہ کیا جائے کسی رواج کی موجودگی کو فرض نہیں کرسکتی۔ جموں وکشمیر کے معزز ہائی کورٹ نے متذکرہ مقدمہ میں یہ بھی طے کیا کہ کسی رواج کے وجود کے لئے قانون شہادت کی دفعہ ۵۰ کا سہارا نہیں لیا جاسکتا۔

ریونیو عہدیدار خارج داخل کے اندراجات کے موقعوں پر قانون کی تابعداری اس پر عمل کرنے سے کہیں زیادہ اس کی خلاف ورزی کی صورت میں کی ہے۔ ایسے سیکڑوں واقعات میں جبکہ ایک ہی خاندان کے تعلق سے مختلف اوقات میں مماثل صورتحال میں اپنے اغراض کو حاصل کرنے کے لئے کبھی پرسنل لا اور کبھی رواج کا اطلاق کیا گیا جس کی وجہ سے غریب دیہاتی عوام نہ صرف غیر ضروری مقدمات میں مبتلا ہوئے بلکہ اس سے بدنیت عہدیداروں کے لئے رشوت خوری کے دروازے کھلے، مختلف ریونیو عدالتوں میں زیر تصفیہ مقدمات کی پچاس فیصد سے زیادہ کی تعداد اسی نزاع سے متعلق ہے۔ بعض رواج جس کی بنیاد پر کھلے طور پر فرق کرتے ہیں اور بعض فریقین کے بنیادی حقوق سے متصادم ہیں، صورتحال اتنی سنگین ہے کہ یعقوب لاوے و دیگر بنام گلا و دیگر کیس میں معزز جموں و کشمیر ہائی کورٹ یہ تبصرہ کرنے پر مجبور ہوئی کہ

> ''ریاست میں جاری رواجی قانون کا نتیجہ انتشار و بحران ہے اور اکثر کیسیس میں مقدمہ بازی کا لامتناہی سلسلہ شروع ہوجاتا ہے اور کیسیس کے تصفیہ میں تاخیر ہوتی ہے، رواج کا کوئی مستند ریکارڈ نہیں ہے، قبائلی رواج کا کوڈ اب از کار رفتہ ہوچکا ہے، اس میں شامل بعض رواج فرسودہ ہوچکے ہیں اس میں مندرجہ رواجات کے بعض اہم واقعات ذکر نہیں کئے گئے ہیں اور مندرجہ بعض رسومات صاف غیر معقول نظر آتے ہیں''۔

ان اسباب و وجوہات کو بیان کرتے ہوئے جموں وکشمیر کے رکن اسمبلی اے آر راتھر صاحب نے اس ریاست میں مسلمانوں پر مسلم پرسنل لا (شریعت) کا اطلاق کے لئے بل پیش کیا اس بل کی اہم دفعہ دفعہ ۲ ہے جس کا ترجمہ درج ذیل ہے:

> ''کسی مخالف رواج اور عمل درآمد کے برعکس، ان تمام نزاعات میں جو وراثت خواتین کی خصوصی جائیداد جس میں وراثت میں حاصل کردہ شخصی جائیداد یا کسی معاہدہ، عطیہ یا پرسنل لا کے کسی ضابطہ کے تحت حاصل کردہ شخصی جائیداد شامل ہے، نکاح، فسخ نکاح بشمول طلاق، ایلاء، ظہار، لعان، خلع ومبارات، مہر، ولایت، ہبہ، ٹرسٹ اور جائیداد ٹرسٹ سے متعلق ہیں، ان مقدمات میں جہاں فریقین مسلمان ہوں فیصلہ مسلم پرسنل لا (شریعت) کے مطابق ہوگا''۔

جموں وکشمیر اسمبلی نے سموت ۱۹۷۷ کے شری پرتاپ قانون کے اطلاق کو مسلمانوں کی حد تک منسوخ کردیا ہے، یہ قانون جموں وکشمیر کے مہاراجہ پرتاب نے ۱۹۲۰ء میں نافذ کیا تھا۔

❁ ❁ ❁

شادیوں کے لازمی رجسٹریشن بل کا مسودہ ۲۰۰۵ء

پیش کردہ نیشنل کمیشن برائے خواتین

نکاح کی لازمی رجسٹریشن سے متعلق سپریم کورٹ کی ہدایت پر نیشنل ویمن کمیشن کی جانب سے قانون کا مسودہ تیار کرنے کا مسئلہ کونسل کی ماہانہ میٹنگ منعقدہ ۱۸ مارچ ۲۰۰۵ء میں زیر بحث آیا۔

نکاح کی لازمی رجسٹریشن سے متعلق اجلاس میں درج ذیل نکات سامنے آئے تھے

۱۔ رجسٹریشن کو لازمی کرنا قابل عمل نہیں ہے

۲۔ رجسٹریشن کے لئے ایک ہی فارم بلا لحاظ مذہب سب کے لئے ہوگا۔ جبکہ مسلمانوں کے پاس نکاح کی شرائط دوسرے مذاہب والوں سے مختلف ہیں۔

۳۔ یہ لازمی رجسٹریشن یکساں سول کوڈ کی طرف پہلی جانب ایک قدم ہوگا۔

۴۔ دیہاتوں میں غیر تعلیم یافتہ ناخواندہ مسلمانوں کے لئے اس سے مسئلہ پیدا ہوگا۔

۵۔ رجسٹریشن کے لزوم سے شادی کے مصارف میں اضافہ ہوگا۔

تاہم یہ رائے بھی سامنے آئی کہ لازمی رجسٹریشن کی مخالفت کے بجائے متبادل شکلیں پیش کی جائیں۔ مثلاً:

۱۔ ہمارے نکاح خواں حضرات کے ذریعے پڑھائے جانے والے نکاح کو قانونی جواز (سند) فراہم کرنے کی کوشش کی جائے۔

۲۔ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ رجسٹریشن نہ کروانے کی صورت میں شادی کے انعقاد پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

چنانچہ مسودہ کا جائزہ لینے اور بورڈ کی جانب سے تحفظ وغیرہ طے کرنے کی غرض سے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ جس نے مذکورہ بالا تحفظات کی روشنی میں اٹھائے گئے سوالوں کے نکات جواب فراہم کرنے کی کوشش کے ذیل میں نیشنل ویمن کمیشن کی جانب سے بل کا مسودہ حاصل کیا۔ اس پر پہلے دہلی میں محترم جنرل سکریٹری حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب کی صدارت میں ایک میٹنگ ہوئی۔ بعد ازاں ۲۵ نومبر ۲۰۰۵ء کو ان کمیٹی کی میٹنگ ہوئی۔ دہلی میں جناب سید شہاب الدین صاحب نے اصولی طور پر بل کے مندرجات سے اتفاق کیا۔ جناب سید شہاب الدین صاحب نے لڑکی کے لئے ۱۸ سال اور لڑکے کے لئے ۲۱ سال کی عمر کی شرط سے بھی اتفاق کیا۔ تاہم مذکورہ بالا دونوں میٹنگوں میں مسودے کے تفصیلی مطالعے کے بعد درج ذیل امور متفقہ طور پر طے کئے گئے

۱۔ مسودے سے لازمی (Compulsory) کا لفظ ہٹایا جائے۔ علاوہ ازیں مسودے کی دفعہ ۲ میں کہا گیا ہے کہ کسی شادی کو محض اس بنا پر غیر قانونی نہیں مانا جائے گا کہ وہ اس قانون کے تحت رجسٹرڈ نہیں کی گئی ہے (تاہم دفعہ ۱۲ ایک دوسرے سے متصادم بھی ہیں) رجسٹریشن ایک Voluntary عمل ہوتا ہے۔ رجسٹریشن کو لازمی نہ کروانے کی متعدد وجہیں ہو سکتی ہیں۔ تاہم ان میں ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ ہندوستان کی کثیر آبادی بالخصوص مسلمانوں کی اکثریت ناخواندہ ہے۔ ناخواندہ طبقہ میں Procedural معاملات میں اکثر استحصال ہوتا ہے۔

۲۔ مسودہ میں رجسٹریشن سے متعلق بیان کردہ درج ذیل عناصر سے شدید اختلاف ہے۔

۱- بچوں کی شادی سے روکنا اور اس بات کو یقینی بنانا کہ شادی کے لئے کم سے کم عمر کے قانون ۱۸ اور ۲۱ کا احترام ہو۔ ۲- تعدد ازدواج کو روکنا۔ ۳- پہلی بیوی کو دوسری شادی کی اطلاع کا ہونا۔ تعدد ازدواج کے دائرے سے ان شادیوں کو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے جہاں مذہب نے یا روایات نے اس کی اجازت دے رکھی ہے۔ لہذا ہمارا مسئلہ اس وضاحت سے حل ہو جاتا ہے۔ البتہ اسلام دوسری شادی کے لئے صرف دونوں بیویوں کے درمیان انصاف کی شرط لگاتا ہے۔ جہاں تک تعلق ہے دوسرے نکاح کی اطلاع خود دینا ہے پہلی بیوی کو یا پہلے سے اطلاع دینے یا اس کی مرضی حاصل کرنے کی کوئی شرط اسلام نہیں لگاتا ہے۔ لہذا اس شق کو اس مسودے سے خارج کیا جائے

۳۔ جہاں تک دیگر عناصر کا تعلق ہے اس سے اتفاق ہے یعنی ہر عورت کا استحصال سے بچانا، عورت کے لئے مکان اور خرچ کو یقینی بنانا، بغیر مرضی کے شادی کرنے والی خواتین کے حقوق کا تحفظ، لڑکیوں کی خرید و فروخت پر پابندی لگانا، مرد کے لئے عورت کو مشکل چھوڑ دئے جانے کے معاملات پر روک لگانا وغیرہ۔

۴۔ دفعہ ۸ میں رجسٹریشن کی ذمہ داری والدین اور گارجین پر ڈالی گئی ہے یہ مناسب نہیں ہے۔ بلکہ نکاح خواں پر یہ ذمہ داری ڈالی جائے کہ وہ نکاح کو رجسٹرڈ کروائے۔ اگر نکاح کا رجسٹریشن لازمی نہ ہو تو پھر قانونی طور پر یہ ذمہ داری کسی پر بھی عائد نہیں ہوتی۔

۵۔ دفعہ ۱۲ میں نکاح کے بعد تیس (۳۰) دن کے اندر رجسٹریشن کی قید مناسب نہیں ہے۔ تیس (۳۰) دن کی مدت کم ہے لہذا اس پر جرمانہ عائد کرنا صحیح نہیں ہے۔ اگر یہ رقم Nominal ہے تاہم غریب اور بے بس افراد کے لئے یہ بھی بہت ہے۔

۶۔ رجسٹریشن کے لئے دونوں کی عمر کے سرٹیفکیٹ کو لازم قرار نہ دیا جائے بلکہ نکاح خواں نے اپنے نکاح نامہ میں جو عمر درج کی ہے اسی کو مان لیا جائے۔

۷۔ دفعہ ۹ غیر ضروری ہے (Exemption from Personal Appearence)

۸۔ دفعہ ۱۰ میں رجسٹرار کے لئے یہ ضروری قرار دیا گیا ہے کہ وہ رجسٹر میں اندراج سے قبل فریقین سے یہ وضاحت حاصل کر لے کہ یہ نکاح ان کی مرضی سے ہوا ہے۔ اس سلسلے میں کمیٹی کا خیال ہے کہ نکاح کے وقت کی رضامندی ہی اصل رضامندی ہے لہذا اسی کا اعتبار کیا جائے۔ عبارت میں اسی کی وضاحت ہونی چاہئے۔

۹۔ دفعہ ۸ کی شق (ب) مسلمانوں کی حد تک غیر ضروری ہے لہذا مسلمانوں کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔ (۱۸ سال اور ۲۱ سال کی قید)

۱۰۔ دفعہ ۸ کی شق (ب) بھی صحیح نہیں ہے۔ جہاں تک جبر کا تعلق ہے اگر نکاح کے وقت کسی جبر کی کوئی شکایت نہیں کی گئی اور دونوں نے رضامندی ثبت کیا، ایجاب وقبول کا عمل طے پا گیا تو اب جبر کی شکایت صحیح نہیں ہے۔ جبر کو ثابت کرنے کے لئے بھی پرسنل لا کے مطابق ہی معاملہ ہوگا۔

۱۱۔ دفعہ ۱۶ کی عبارت کو مسلمانوں کے اعتبار سے تبدیل کیا جائے (Child Marriage سے متعلق معاملہ)

۱۲۔ رجسٹریشن سے متعلق فارم میں گواہوں کے نام بھی درج ہونے چاہئیں اور یہ وضاحت بھی کہ یہ نکاح کس نے پڑھایا۔

۱۳۔ رجسٹریشن فارم میں مہر کا ذکر بھی ہونا چاہئے۔

۱۴۔ قانونی الفاظ سے الفاظ الگ نہ ہونے چاہئیں۔

کمیٹی کی رائے میں اگر لازمی رجسٹریشن قانون سے لازمی کا لفظ ہٹا دیا جائے اور مذکورہ تجاویز کو منظور کیا جائے تو اس کی مخالفت نہیں کرنی چاہئے۔ (ماخوذ از کمیٹی رپورٹ)

اغراض واسباب کی بابت وضاحت (بیان):

کمیشن اپنے آغاز سے ہی شادیوں کے لازمی اندراج (رجسٹریشن) کی حمایت کرتا رہا ہے۔ کیونکہ کمیشن کی رائے میں خواتین کے لئے یہ رجسٹریشن بڑا نازک مسئلہ ہے اور یہ:

۱۔ بچوں کی شادی کے انسداد میں معاون ہوگا اور شادی کے لئے کم از کم عمر کی تعیین بھی ہوگی۔

۲۔ تعدد ازدواج کو روکنے میں مددگار رہوگا، بشرطیکہ کسی قانون یا رواج کے تحت اس کی اجازت ہو۔

۳۔ پہلی بیوی کو پیشگی اطلاع دینی ہوگی کہ شوہر دوسری شادی کا ارادہ رکھتا ہے۔

۴۔ اس سے شادی شدہ خواتین بشمول خواتین کے جنہوں نے غیر مقیم ہندوستانیوں (این آر آئی) سے شادی کی ہے اس بات کی ضمانت ہے کہ وہ رہائش اور نان ونفقہ (گذر بسر) کے لئے اپنے حق کا مطالبہ کرسکیں۔

۵۔ اس سے اس طریقہ پر بھی روک لگے گی کہ شوہر شادی کے بعد بیوی کو تنہا چھوڑدیتا ہے اسی کے ساتھ اس پر روک لگے گی کہ بعض لوگ شادی کے نام پر اپنی بیٹیوں کو فروخت کردیتے ہیں (بعض اوقات غیر ملکیوں کے ہاتھ)۔

کیونکہ شادی کا اندراج لازمی نہیں ہے۔ اس لئے مرکزی سرکار شادیوں کے اندراج کے لئے ضابطے بنائے تاکہ وہ تمام شادیاں جو مرکزی علاقوں یا دیگر مقامات پر عمل میں آئیں ان کا اندراج کیا جائے۔

لہٰذا وہ تمام شادیاں جو کسی بھی طریقہ یا رواج کے مطابق انجام پائیں ان کا رجسٹریشن ہونا چاہئے تاکہ خواتین کو مشکلات سے بچایا جائے، لہٰذا خواتین کا رجسٹریشن مطلوب ہے۔

شادی کا اندراج نہ ہونے سے خواتین کو بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، خاص طور پر تعدد ازدواج کے سبب جو مسائل پیدا ہوتے ہیں، اور جائیداد کے تنازعات میں اپنی شادی کا ثبوت عدالت میں پیش نہیں کرپاتیں اس لئے وہ مقدمہ ہار جاتی ہیں۔

تمام ریاستوں میں مرکزی حکومت نے بچوں کی پیدائش کے رجسٹریشن کو لازمی قرار دیا ہے اور یہ بھی ہدایت کی ہے کہ شادیوں کے لازمی رجسٹریشن کے لئے قانون سازی کی جائے۔ دلیل یہ ہے کہ اس سلسلے میں ریاستیں متعلقہ علاقوں میں رائج رسوم و رواج کے بارے میں زیادہ واقفیت رکھتی ہیں۔ لہٰذا پیدائش کے لازمی رجسٹریشن کی طرح پورے ہندوستان میں شادیوں کے رجسٹریشن کو بھی لازمی ہونا چاہئے کہ اس بارے میں مذکورہ بالا امور کے پیش نظر کوئی وجہ نہیں ہے کہ ایسا ایکٹ نہ بنایا جائے، جس کا اطلاق پورے ہندوستان، تمام ہندوستانیوں اور غیر مقیم ہندوستانیوں پر ہو۔ لہٰذا اس بل کی ضرورت ہے۔

شادیوں کے لازمی رجسٹریشن اندراج کی بابت بل ۲۰۰۵ء

تمام شادیوں کا لازمی اندراج اور اس سے متعلق اور اتفاقی طور پر پیش آنے والے مسائل کی بابت جمہوریہ ہندوستان کے ۵۶ ویں سال میں پارلیمنٹ میں یہ بل پاس کرے جو حسب ذیل ہے:

باب (۱) ابتدائی

مختصر عنوان: اطلاق اور آغاز: اس ایکٹ کو شادیوں کا لازمی اندراج ایکٹ ۲۰۰۵ء کہا جائے گا۔

(۲) اس کا اطلاق ہندوستان اور تمام ہندوستانیوں یعنی ہندوستان کے اندر اور ہندوستان سے باہر (غیر مقیم ہندوستانیوں) پر ہوگا۔

(۳) اس کا اطلاق اس تاریخ سے عمل میں آئے گا جبکہ حکومت ہند سرکاری گزٹ میں اس کا نوٹی فکیشن (اعلامیہ) جاری کرے۔

(۲) اطلاق: اس ایکٹ کا اطلاق اس کے نفاذ کے بعد سے انجام پانے والی تمام شادیوں پر ہوگا، جن میں دونوں یا فریقین میں سے ایک (شوہر/بیوی) ہندوستانی ہو۔

تعریف: اس ایکٹ میں شرط ہے کہ جب تک سیاق وسباق سے دیگر مفہوم مطلوب نہ ہو۔

اے: شادی سے مراد بشمول وہ تمام شادیاں ہیں جو ایک مرد اور عورت کے درمیان عمل میں آئیں، اس میں زوجین کے مذہب، ذات وغیرہ کی کوئی تفریق نہیں۔ نیز اس میں وہ تمام شادیاں شامل ہیں جو کسی

رواج، رسم، قانون یا زوجین میں سے کسی ایک کے رواج کے مطابق انجام پائیں۔ اس میں دوسری شادی بھی شامل ہے۔

بی: مقامی اتھارٹی سے مراد گرام پنچایت، میونسپلٹی، یا میونسپل کارپوریشن ہوگی (جیسا بھی کیس ہو اس کے مطابق)۔

سی: گورنمنٹ سے مراد ریاست یا مرکزی علاقہ ریاستی حکومت یا بصورت دیگر حکومت ہند ہے۔

ڈی: میمورنڈم (یادداشت) سے مراد میمورنڈم آف میرج ہے جو دفعہ (۴) کے تحت مذکور ہے۔

ای: رجسٹر سے مراد وہ شادی کا رجسٹر ہے جسے ایکٹ کے تحت رکھا جائے گا۔

ایف: شیڈول سے مراد اس ایکٹ سے متعلق منسلکہ جات ہیں

جی: ریاستی سرکار کے تحت کسی مرکزی علاقہ کا ایڈمنسٹریٹر ہی شامل ہوگا۔

(۴) دیگر قوانین کے اطلاق پر بندش نہیں، سوائے اس کے کہ اس کے برخلاف مذکور نہ ہو اس ایکٹ کے ضوابط کا اطلاق ان قوانین کے علاوہ ہوگا جو فی الحال نافذ العمل ہیں، سوائے ان ضابطوں کے جو اس ایکٹ کی دفعات سے متصادم ہوں۔

باب ۵۔ رجسٹرار جنرل ہند برائے شادی: حکومت ہند ایک نوٹیفکیشن کے ذریعہ ایک شخص کا تقرر کرے گی، جسے رجسٹرار جنرل برائے شادی کہا جائیگا۔

(۲) حکومت ہند ایسے دیگر افراد کا تقرر بھی کرے گی جنہیں وہ مناسب تصور کرے اور ان کا منصب متعین کرے جو رجسٹرار جنرل کی نگرانی اور ہدایات کے تحت کام کریں گے رجسٹرار جنرل وقتاً فوقتاً جو ذمہ داریاں انہیں سونپے گا وہ اس کی انجام دہی کریں گے۔

(۳) رجسٹرار جنرل اس ایکٹ کے تحت آنے والے علاقوں میں شادیوں کے رجسٹریشن سے متعلق تمام ہدایات جاری کرے گا اور متعلقہ سرگرمیوں کو باہم مربوط کرنے کے اقدامات کرے گا اور شادیوں کے رجسٹریشن کی بابت چیف رجسٹرار کے ریکارڈ کی ان ہدایات کے مطابق تالیف کرے گا جو حکومت ہند کی جانب سے اس ایکٹ کے تحت جاری کی گئی ہوں۔

(۶) چیف رجسٹرار برائے شادی: ریاستی حکومتیں ایک نوٹیفکیشن کے ذریعہ جسے سرکاری گزٹ میں شائع کیا جائے گا، ریاست کے لئے چیف رجسٹرار، برائے شادی کا تقرر کریں گی۔

۲۔ ریاستی حکومتیں ایسے منصب کے مطابق جسے وہ مناسب سمجھیں ایسے افسران کا تقرر بھی کرسکتی ہیں جو ان متعلقہ مقاصد کی بجاآوری کے لئے چیف رجسٹرار کی نگرانی اور ہدایات کے تحت کام کریں گے، اور وہ ذمہ داریاں انجام دیں گے جو وقتاً فوقتاً انہیں سپرد کی جائیں۔

۳۔ چیف رجسٹرار متعلقہ ریاست میں چیف ایگزیکٹو اتھارٹی (عملی اختیارات کا حامل افسر اعلیٰ) ہوگا جو اس ایکٹ کی دفعات ضوابط اور احکامات پر عمل درآمد کرے گا جو ریاستی حکومت کی جاری کردہ ہدایات (اگر ایسی کوئی ہدایات جاری کی جائیں) سے مشروط ہوں گی۔

(۴) چیف رجسٹرار احکامات و ہدایات وغیرہ جاری کرکے ریاست میں شادیوں کے رجسٹریشن کے کام کو مربوط کرے گا اور ریاست میں رجسٹریشن کے کام کو مؤثر بنانے کے لئے ضروری اقدامات کرے گا۔

(۷) رجسٹریشن ڈویژن:

ریاستی سرکار ایک نوٹیفکیشن کے ذریعہ جو سرکاری گزٹ میں شائع کیا جائے گا، ریاست کے علاقوں کو مختلف رجسٹریشن خطوں میں تقسیم کرسکتی ہے، اور ہر خطہ میں ایک علیحدہ چیف رجسٹرار کا تقرر کرسکتی ہے۔

(۸) **ڈسٹرکٹ رجسٹرار برائے شادی:** (۱) ریاستی سرکار ہر مالیاتی ضلع (ریونیو ڈسٹرکٹ) میں ایک ڈسٹرکٹ رجسٹرار کا تقرر کرے گی، نیز اگر مناسب ہو تو ایڈیشنل ڈسٹرکٹ رجسٹرار کا تقرر بھی کرے گی جو ڈسٹرکٹ رجسٹرار کی نگرانی اور کنٹرول کے تحت ان فرائض کو انجام دیں گے جو ڈسٹرکٹ رجسٹرار وقتاً فوقتاً انہیں تفویض کرے۔

(۲) ڈسٹرکٹ رجسٹرار چیف رجسٹرار کی ہدایات کے مطابق اپنے ڈسٹرکٹ میں شادیوں کے رجسٹریشن کے کام کی نگرانی کرے گا اور ضلع میں ایکٹ کی دفعات کے تحت چیف رجسٹرار کی جانب سے وقتاً فوقتاً جاری کردہ ہدایات کو بروئے عمل لانے کا ذمہ دار ہوگا۔

(۹) **رجسٹرار برائے شادی** (۱) ریاستی سرکار ہر ایک لوکل ایریا (مقامی علاقہ) کے لئے جو پنچایت، مونسپلٹی یا دیگر اتھارٹی کے دائرہ اختیارات کے

تحت آتا ہوا ایک رجسٹرار مقرر کرے گی یہ علاقہ ایک یا ایک سے زیادہ علاقوں کو ملا کر بھی تشکیل دئے جا سکتے ہیں، نیز اگر ریاستی سرکار چاہے تو ان علاقوں میں رہنے والے کسی خاص فرقے کے لئے بھی رجسٹرار کا تقرر کر سکتی ہے۔

(۲) جس علاقے کے لئے رجسٹرار کا تقرر ہوگا وہ اس علاقے میں اپنا دفتر قائم کرے گا۔

(۳) رجسٹراران ایام اور اوقات کے مطابق جن کا تعین چیف رجسٹرار کی جانب سے کیا جائے گا اپنے دفتر میں حاضری دے گا تاکہ شادیوں کے رجسٹریشن کو بروئے عمل لائے نیز اپنے دفتر کے باہر کسی نمایاں مقام پر ایک بورڈ نصب کرائے گا، جس پر انگریزی ہندی اور مقامی زبان میں (اگر کوئی ہو) رجسٹرار کا نام اور عہدہ یعنی رجسٹرار شادی برائے علاقہ (جس علاقہ کے لئے اس کا تقرر کیا گیا ہو اس کا نام) تحریر کیا جائے گا نیز اس بورڈ پر اس کے ایام کار اور اوقات کار کا اندراج بھی کیا جائے گا۔

(۱۰) **رجسٹرار کا دائرۂ اختیار**: ہر ایک رجسٹرار کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ اپنے زیر اختیار علاقے میں منعقد ہونے یا انجام پانے والی ہر شادی کا رجسٹریشن کرے، یا ایسی شادی جس میں فریقین (شوہر/بیوی) میں سے کوئی ایک اس کے زیر اختیار علاقہ کا باشندہ ہو۔

(۱۱) **موجودہ افسران کا تقرر یا ان کے عہدہ پر از سر نو تقرر**: مرکزی سرکار یا ریاستی سرکار (جیسی بھی صورت حال ہو اس کے مطابق) ایک نوٹیفکیشن جاری کرے (اے) کسی بھی شخص یا عہدیدار کو بطور چیف رجسٹرار جنرل، چیف رجسٹرار یا ڈسٹرکٹ رجسٹرار کے عہدہ پر تقرر یا از سر نو تقرر کر سکتی ہے۔

(بی) کسی شخص یا مجاز عہدیدار کو جو کسی دیگر قانون یا رواج کے تحت شادیاں رجسٹر کرنے یا کسی خاص مقامی علاقہ کے لئے یا کسی خاص علاقے میں رہنے والے کسی خاص فرقے کے فرد کو بطور رجسٹرار مقرر کر سکتی ہے۔

(۲) اس ایکٹ کی دفعات کے تحت جن افراد یا ذمہ داران کا تقرر یا از سر نو تقرر کیا جائے گا وہ اس ایکٹ میں مندرجہ دفعات کے تحت شادیوں کے رجسٹریشن سے متعلق اپنی ذمہ داریوں کی بجا آوری کریں گے۔

باب (۳) شادیوں کا رجسٹریشن

(۱۲) شادیوں کا لازمی رجسٹریشن

(۱) اس ایکٹ کے آغاز کے بعد ہندوستان کے باشندگان کے درمیان ہونے والی شادی یا ایسی شادی جس میں سے ایک فریق ہندوستان کا باشندہ جو اس ملک یا کسی اور جگہ کسی رواج یا قانون شادی کے تحت انجام پائی ہو اسے رجسٹرار شادی کے ہاں لازمی طور پر رجسٹر کرایا جائے گا۔ لیکن اگر کوئی شادی اس وقت نافذ العمل قانون کے تحت رجسٹرڈ کی جا چکی ہو اس کا اندراج (رجسٹریشن) ضروری نہیں ہوگا۔

مزید یہ کہ کسی بھی دیگر ایکٹ یا قانون کی مندرجات فریقین کو اس ایکٹ کے تحت شادی کے رجسٹریشن سے مستثنیٰ نہیں کر سکتیں۔

(۲) یہ فریقین (شوہر/بیوی) میں سے دونوں کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ شادی کے رجسٹریشن کے لئے ضروری اقدامات کریں۔

(۱۳) شادی کی دستاویز (میمورنڈم اور آف میریج) (۱) شادی کے فریقین (شوہر/بیوی) اس ایکٹ کے شیڈول اے میں دئے گئے فارم کے مطابق ۳۰ دن کے اندر اسے مثنیٰ (ڈپلی کیٹ) فارم کے ساتھ متعلقہ رجسٹرار برائے شادی کے دفتر میں پیش کریں گے۔ شادی کی یہ دستاویز ۳۰ دن کی معینہ مدت کے بعد بھی داخل کی جا سکتی ہے اس میں تاخیر کے ہر دن کے لئے ۲ر روپیہ بطور جرمانہ ادا کرنا ہوگا۔ تاہم اگر اس تاخیر کے لئے کوئی معقول عذر موجود ہو تو رجسٹرار اس کے جرمانہ کو معاف بھی کر سکتا ہے۔

(۲) دستاویز شادی کے ساتھ مقررہ فیس بھی ادا کی جائے گی۔

(۳) دستاویز شادی کے ساتھ فریقین (شوہر/زوجہ) کی عمر کا سرٹیفکٹ بھی منسلک کیا جائے گا۔

(۴) ہر شخص جو دستاویز شادی دفتر میں پیش کرے گا اسے رجسٹرار کے دفتر سے اس دستاویز کی وصولی کی رسید دی جائے گی۔

(۱۳) **اے۔ فیس کی ادائیگی سے استثناء**۔ حکومت ایک حکم یا مناسب نوٹیفکیشن کے ذریعہ بعض زمروں یا طبقات کے افراد کو ایکٹ کے تحت شادی رجسٹریشن فیس اور فیس تاخیر کی ادائیگی سے مستثنیٰ قرار دے سکتی ہے۔

(۱۴) **بعض کیسوں میں شادی کی دستاویز پیش کرنے کے لئے اصالتاً (ذاتی طور پر) حاضری سے استثناء**۔ رجسٹرار کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ اس بارے میں تحریری درخواست موصول ہونے پر کسی ایک فریق یا دونوں کو ذاتی

طور پر دستاویز شادی پیش کرنے کے لئے دفتر میں حاضری سے مستثنیٰ کردے، اگر فریقین میں سے دونوں یا ایک جسمانی معذوری کا شکار ہوں یا دیگر ایسے اسباب ہوں جس سے وہ حاضری سے معذور ہوں، اور رجسٹرار کی رائے میں یہ عدم حاضری کا یہ عذر معقول ہو تو وہ فریقین کی جانب سے کسی دوسرے شخص کو با اختیار بنا کر دستاویز شادی دفتر میں داخل کرنے کی اجازت دے سکتا ہے۔ رجسٹرار عدم حاضری کے استثناء کی مکمل وجوہات اور دستاویزات پیش کرنے والے شخص کی شناخت کی بابت تفصیل اس دستاویز کی پشت پر درج کرے گا۔ مزید یہ اگر وہ فریقین یا دونوں میں سے ایک حاضر ہونے سے معذور ہوں تو رجسٹرار اپنے اختیار تیزی کے تحت ان کی رہائش گاہ پر جا کر صورت حال کی تحقیق کر سکتا ہے یا ایسی انکوائری کر سکتا ہے جو اس کی رائے میں ضروری ہو۔ تا کہ تصدیق کر سکے کہ دستاویز شادی میں دی گئی معلومات صحیح ہیں یہ کارروائی شادی کا رجسٹریشن کرنے سے قبل کی جائے گی اور اس کی تفصیل دستاویز کی پشت پر درج کی جائے گی۔

(۱۵) دستاویز شادی موصول ہونے پر رجسٹرار شادی کو کیا طریقہ کار اپنانا چاہئے۔ (ا) رجسٹرار کے دفتر تمام شادیوں کے اندراج کے لئے ایک رجسٹر ہوگا۔

دستاویز شادی موصول ہونے پر وہ فریقین سے اس بابت تصدیق کے بعد کہ شادی ان دونوں کی رضامندی سے عمل میں آئی ہے اس دستاویز کو متعلقہ رجسٹر میں درج کرے گا۔

(۲) موصولہ دستاویز شادی کا رجسٹر میں علیٰحدہ اندراج کیا جائے گا اور ہر مندرجہ دستاویز کا تسلسل کے مطابق علیٰحدہ نمبر اندراج ہوگا، اور اندراج کا یہ تسلسل ہر سال کے شروع ہونے کے ساتھ نئے رجسٹر میں کیا جائے گا، اور سال کے اختتام پر یہ مسلسل جملہ مکمل ہو جائے گا۔ نئے سال کے آغاز سے نمبروں کا نیا اندراج شروع کیا جائے گا۔

(۳) رجسٹرار: اس کے ہاں اندراج کی گئی تمام شادیوں کا ریکارڈ رجسٹرار جنرل آف انڈیا کی جانب سے جاری کئے گئے فارم کی خانہ پُری کر کے اپنی ریاست کے چیف رجسٹرار اور رجسٹرار آف انڈیا کو ارسال کرے گا۔

(۱۶) میرج رجسٹریشن سرٹیفکٹ (اندراج شادی کا تصدیق نامہ) شادی کی دستاویز موصول ہونے کے پندرہ دن کے اندر رجسٹرار شادی کے فریقین (شوہر/بیوی) کو اندراج شادی کا سرٹیفکٹ فراہم کرے گا، یہ سرٹیفکٹ ایکٹ کی شیڈول بی میں دیئے گئے فارم کی خانہ پری کے ذریعہ مرتب کیا جائے گا۔

(۱۷) رجسٹریشن سے انکار (ا) رجسٹرار برائے شادی کسی بھی دستاویز نیز شادی کو جو با ضابطہ خانہ پری کے ساتھ اسے پیش کی گئی ہو اندراج کرنے سے انکار نہیں کرے گا، سوائے مندرجہ ذیل صورت حال کے۔

(اے) جبکہ شادی کی دستاویز میں وہ تمام تفصیلات پیش نہ کی گئی ہوں جو اندراج کے لئے مطلوب ہوں۔

(بی) جبکہ دلہن کی عمر ۱۸ سال پوری نہ ہوئی ہو اور دولھا کی عمر ۲۱ سال سے کم ہو۔

(ڈی) جب کہ فریقین (شوہر/بیوی) میں سے کسی ایک کی پہلے ہی شادی ہو چکی ہو اور جس کا اندراج کسی بھی دفتر رجسٹرار برائے شادی میں ہو چکا ہو اور اس کا شوہر/بیوی زندہ ہو۔ (ڈی) جبکہ فریقین (شوہر/بیوی) کوئی ایک رجسٹرار کے روبرو واضح طور پر یہ بیان دے کہ یہ شادی جبراً کی گئی ہے اور اس میں اس کی رضامندی کو دخل نہیں ہے۔ اس شرط کے ساتھ کہ دفعہ (سی) کا اطلاق ایسے شخص پر نہیں ہوگا جسے اس کی شادی کے وقت نافذ العمل کسی قانون کے تحت ایک سے زیادہ بیوی رکھنے کی اجازت ہو۔

(۲) مندرجہ بالا معاملات میں دستاویز موصول ہونے کے ایک ہفتہ کے اندر رجسٹرار فریقین کو شادی کے رجسٹریشن سے انکار کے بارے میں مطلع کرے گا، جو کیس ذیلی دفعہ (ا) یا ذیلی دفعہ اے کے تحت آتے ہوں ان میں رجسٹرار فریقین کو موقع دے گا کہ وہ دستاویز شادی میں کسی خامی یا نقص کو دور کرلیں یا یہ ثبوت پیش کریں کہ شادی ہونے کی تاریخ پر ان کا کوئی شوہر/بیوی زندہ موجو نہیں تھا/تھی۔ یا یہ کہ شادی کی تاریخ تک نافذ العمل قانون کے تحت متعلقہ فریق کو ایک سے زیادہ فریق شادی رکھنے کی اجازت حاصل تھی۔

(۳) تصحیح شدہ دستاویز شادی موصول ہونے پر یا اوپر مذکور ذیلی دفعہ (۲) کے تحت ثبوت پیش کئے جانے پر (جو بھی صورت حال ہو اس کے مطابق) رجسٹرار دفعہ (۱۴) کے تحت شادی کے اندراج کی کارروائی کرے گا۔

(۴) جو کیس ذیلی دفعہ (ا) ڈی کے تحت آتے ہیں ان میں رجسٹرار فی الفور یہ اندراج کرے گا کہ یہ شادی شوہر/بیوی کی رضامندی کے بغیر

انجام دی گئی اور بیان دینے والے فریق سے اس کے دستخط حاصل کرے گا نیز بیان دینے والے فریق کی جانب سے شکایت درج کرنے کے لئے مقامی پولس کو مطلع کرے گا تا کہ وہ معاملہ کی تفتیش شروع کرے۔

(۱۸) **شادی رجسٹریشن کا سرٹیفکٹ شادی کا قطعی ثبوت ہوگا**: شادی رجسٹریشن کا سرٹیفکٹ ان فریقین کے لئے جن کا نام اس سرٹیفکٹ میں درج ہے شادی کا قطعی ثبوت ہوگا۔

(۲) اس ایکٹ کے تحت جاری کردہ سرٹیفکٹ اندراج شادی کو عدالت، سرکاری یا عوامی اتھارٹی میں مندرجہ افراد کے درمیان شادی کا قطعی ثبوت تسلیم کیا جائے گا اور اسے درست سمجھا جائے گا، جب تک کہ اس کے برخلاف ثبوت فراہم نہ ہو جائے۔

(۱۹) **رجسٹریشن کا اثر**: شادی کی دستاویز داخل کئے جانے پر جس شادی کا اندراج کیا گیا ہو اس کے جواز کو محض اس بنیاد پر متنازعہ قرار نہیں دیا جا سکتا کہ یہ اعتراض اٹھایا جائے کہ شادی کسی مخصوص طریقے کے تحت انجام نہیں دی گئی یا شادی کی تقریب ناقص تھی یا قانون کے مطابق عمل میں نہیں آئی۔

(۲۰) **شادی کا رجسٹریشن (اندراج) نہ ہونا**: کوئی بھی شادی جو اس ایکٹ کے تحت آتی ہو محض اس سے ناجائز یا باطل نہیں سمجھی جائے گی کہ اس ایکٹ کے تحت اس کا رجسٹریشن نہیں کرایا گیا۔

(۲۱) **شادی کا رضاکارانہ اندراج**: ایسے افراد جن کی شادی اس ایکٹ کے نافذ العمل ہونے سے قبل انجام دی گئی یا جن کی شادی کسی دیگر ایکٹ کے تحت رجسٹر شدہ نہیں ہے وہ بھی اس ایکٹ کے تحت اپنی شادی کا اندراج کرا سکتے ہیں اس کے لئے انہیں متعلقہ طریق کار کے مطابق کارروائی کرنا ہوگی اور ان پر شادی کے ۳۰ دن کے اندر اندراج کرنے کے ضابطے کا اطلاق نہیں ہوگا۔

باب۴: ریکارڈ رکھنا: فہرست (تفصیل) کی تیاری اور ریکارڈ رکھنا۔

رجسٹرار جنرل آف انڈیا کی جانب سے وقتاً فوقتاً مقرر کردہ ضوابط کے مطابق رجسٹرار (شادی) رجسٹر میں درج تمام شادیوں کی سال بہ سال فہرست تیار کرے گا۔

(۲۳) رجسٹر اور فہرست کے معائنہ کی عوام کو اجازت ہوگی۔ اس ایکٹ کے تحت تیار کئے گئے رجسٹر اور فہرست کی تمام مناسب اوقات میں تمام لوگوں کو معائنہ کی اجازت ہوگی۔

(۲۴) **ریکارڈ کا مصدقہ خلاصہ** (ا) شادی کا کوئی بھی فریق (شوہر/ بیوی) جس نے دفعہ ۱۴ کے تحت اندراج کے لئے دستاویز شادی پیش کیا ہو، ایک تحریری درخواست کے ذریعہ جس کے ساتھ مقررہ فیس بھی ادا کی گئی ہو (ا) شادی کے اندراج کا سرٹیفکٹ طلب کر سکتا ہے اور درخواست موصول ہونے کے ۱۵ دن کے اندر رجسٹرار یہ سرٹیفکٹ جاری کر دے گا، اس حقیقت کے باوجود کہ دفعہ ۱۶ کے تحت پہلے بھی فریقین کو اندراج شادی کا سرٹیفکٹ جاری کیا جا چکا ہے۔

(بی) **دستاویز شادی کی نقل کے لئے درخواست**: رجسٹرار اس نقل پر دستخط کر کے اور اپنی مہر لگا کر اسے جاری کرے گا۔

(۲) ذیلی دفعہ (ا)(بی) کے تحت جاری کردہ دستاویز شادی کی نقل کو عوامی دستاویز تصور کیا جائے گا اور اسے اصلاً دستاویز کے اندراج کے ثبوت کے طور پر تسلیم کیا جائے گا۔

(۳) درخواست مع مقررہ فیس موصول ہونے پر رجسٹرار کسی ایسے شخص کو بھی دستاویز شادی کی نقل یا شادی کا سرٹیفکٹ جاری کر سکتا ہے جو اس شادی میں فریق نہیں ہے بشرطیکہ ایسا شخص اپنی درخواست میں متعلقہ فریقین سے اپنی رشتہ داری (اگر رشتہ داری ہو) کی تفصیل اور نقل سرٹیفکٹ حاصل کرنے کا مقصد بیان کرے بشرطیکہ اگر رجسٹرار ذیلی دفعہ ۳ کے تحت پیش کردہ درخواست کو مسترد کرتا ہے تو درخواست موصول ہونے کے پندرہ دن کے اندر وہ درخواست دہندہ کو ان اسباب سے مطلع کرے گا جن کی وجہ سے اس کی درخواست مسترد کی گئی۔

باب (۵) خلاف ورزی اور جرمانہ

(۲۵) **رجسٹر کو ضائع کرنے یا اس میں تحریف کرنے پر جرمانہ**: کوئی شخص جو رجسٹرار کو ضائع کرنے، اس میں رد و بدل کرنے یا بددیانتی اور دھوکہ دہی کے انداز میں تحریف کا مرتکب پایا جائے تو اسے پانچ سال تک کی قید اور/ یا پانچ ہزار روپیہ تک جرمانہ عائد کیا جا سکتا ہے۔

(۲۶) **دفعہ ۱۴ کے تحت ضابطوں کی تعمیل نہ کرنے پر جرمانہ**: کوئی بھی شخص جو عمداً دفعہ ۱۴ کی تعمیل نہ کرنے کا مرتکب پایا جائے یعنی وہ اس دفعہ کے تحت دستاویز

شادی پیش نہ کرے اس پر پانچ ہزار روپیہ تک جرمانہ عائد کیا جاسکتا ہے۔

(۲۷) **میمورنڈم (یادداشت) میں غلط بیان دینے پر جرمانہ**: کوئی بھی شخص جو دستاویز میں جھوٹ بیان دے یا اس کی تصدیق کرے اور وہ اس حقیقت سے باخبر ہو کہ یہ بیان غلط ہے تو اس عورت/مرد کو دو ماہ کی سادہ قید کی سزا دی جاسکتی ہے پانچ ہزار روپیہ تک کا جرمانہ کیا جاسکتا ہے۔

(۲۸) **دیگر تعزیری قوانین کا نفاذ**: اس ایکٹ کی مندرجات کی خلاف وورزی پر دی جانے والی سزا اس سزا کے علاوہ ہوگی جو دیگر تعزیری قوانین کے تحت دی جائے۔

باب (۷) رجسٹریشن، اورنقول کے لئے فیس ۔ ریاستی حکومت یہ فیس مقرر کرے گی۔ ریاستی حکومت ایک ایسا گوشوارہ مرتب کرے گی جس کے مطابق مندرجہ ذیل کے لئے فیس واجب الادا ہوگی۔

(اے) دستاویز شادی داخل کرتے وقت

(بی) دستاویز شادی کی نقل حاصل کرنے کی درخواست کے ساتھ

(سی) دفعہ ۲۴ کے تحت شادی کے رجسٹریشن کا سرٹیفکٹ لینے کی درخواست کے ہمراہ۔

(ڈی) رجسٹر برائے شادی یا فہرست کا مطالعہ کرنے کی درخواست کے ساتھ

(ای) ایسے تمام دیگر امور کے لئے جنہیں ریاستی سرکار اس ایکٹ کے نفاذ کے لئے ضروری سمجھے۔

(۳۰) **فیس کی اشاعت**: اس ایکٹ کے تحت واجب الادا مختلف زمروں کی فیس کا ایک گوشوارہ مع ان زمروں اور طبقات کی مکمل تفصیل کے ساتھ جنہیں اس فیس کی ادائیگی سے مستثنٰی رکھا جائے گا۔ سرکاری گزٹ میں شائع کی جائے گی اور اس کی ایک نقل انگریزی ہندی اور مقامی زبان میں نمایاں طور پر رجسٹرار کے دفتر میں مشتہر کی جائے گی۔

باب (۷) متفرق:

بچوں کی شادی کے بارے میں شکایات درج کرانا رجسٹرار کی ذمہ داری:

ہر رجسٹرار کی یہ ذمہ داری ہوگی کہ وہ اس دستاویز شادی کی بنیاد پر جس سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ دلہن کی عمر ۱۸ سال سے کم اور دولہا کی ۲۱ سال سے کم ہے اس کی شکایت جوڈیشیل مجسٹریٹ درجہ اول یا میٹرو پالیٹن مجسٹریٹ کو ارسال کرے۔

(۳۲) **رجسٹرار پبلک سرونٹ (سرکاری ملازم) ہوں گے**: ہر ایک رجسٹرار بشمول رجسٹرار جنرل آف انڈیا، چیف رجسٹرار اور ڈسٹرکٹ رجسٹرار کو تعزیرات ہند کی دفعہ ۲۱ کی تعبیر کے تحت سرکاری ملازم مانا جائے گا۔

(۳۳) **اس ایکٹ کے تحت ذمہ داریاں ادا کرنے والوں کا تحفظ**: کسی بھی شخص یا امر کے خلاف جو اس ایکٹ کے تحت نیک نیتی سے کی گئی ہو یا کرنے کا ارادہ ہو کوئی قانونی کارروائی نہیں کی جائے گی۔

(۳۴) **رجسٹرار کے خلاف شکایات**: اگر کسی فریق کو یہ شکایت ہو کہ رجسٹرار اس ایکٹ کے تحت اپنی ذمہ داریوں اور فرائض کی انجام دہی نہیں کر رہا ہے یا کسی اور طرح سے غلطی کا مرتکب ہے تو اس کی شکایت ڈسٹرکٹ رجسٹرار سے کی جاسکتی ہے۔

(۲) ذیلی دفعہ (۱) کے تحت شکایت موصول ہونے پر ڈسٹرکٹ رجسٹرار شکایت کی موصولی کی رسید جاری کرے گا اور اگر شکایت حقائق پر مبنی ہو تو وہ تیزی سے اس پر کارروائی کرے گا وہ رجسٹرار سے جواب طلبی کرے گا یا اسے مناسب ہدایات جاری کرے گا۔ یا چیف رجسٹرار سے اس کے خلاف کارروائی کرنے کی سفارش کرے گا۔

(۳۵) **درخواست مسترد کئے جانے کے خلاف اپیل**: کوئی بھی شخص جسے دفعہ ۱۷ /یا دفعہ ۳۴ کی ذیلی دفعہ (۳) کے تحت حکم یا انکار سے شکایت پیدا ہوتی ہو وہ ڈسٹرکٹ رجسٹرار سے اس کے خلاف ۳۰ دن کے اندر اپیل کرسکتا ہے ڈسٹرکٹ رجسٹرار اس اپیل پر تیزی سے کارروائی کرے گا اور وہ مناسب احکامات جاری کرے گا۔

(۳۶) **قواعد مرتب کرنے کا اختیار**:

(۱) ریاستی حکومت مرکزی سرکار کی منظوری ایسے قواعد وضوابط مرتب کر کے سرکاری گزٹ میں نوٹیفکیشن کے ذریعہ شائع کرے گی جو اس ایکٹ پر عمل درآمد کرنے کے لئے مطلوب ہوں۔

(۲) بالخصوص اور اوپر مذکورہ دفعات پر اثر انداز ہوئے بغیر ان قواعد کے تحت

(اے) رجسٹر اور فہرست کے فارم جو اس ایکٹ کے تحت رکھے جانے مطلوب ہوں

(بی) ریکارڈ کو رکھنا اور اس کی دیکھ بھال و تحفظ

(سی) نگرانی۔ رجسٹرار کے ذریعہ رکھے جانے والے رجسٹر اور دیگر ریکارڈ کو پیش کرنا اور منتقل کرنا

(ڈی) پبلک کو اس ریکارڈ کے معائنہ کی اجازت

(ای) کوئی دوسرا معاملہ جو مقرر کیا جائے یا جس کا مقرر کیا جانا مطلوب ہو

(ایف) بنیادی ڈھانچہ کے لیے سہولیات کی فراہمی جہاں اس کی ضرورت ہو

(۳) اس ایکٹ کے تحت مرتب کردہ ہر ضابطے کو مرتب کئے جانے کے بعد جلد سے جلد ریاستی اسمبلی میں پیش کیا جائے گا۔

(۲۷) **مشکلات دور کرنے کا اختیار**: اگر اس ایکٹ کے نفاذ میں کوئی مشکل پیش آئے تو ریاستی سرکار مرکزی سرکار کی منظوری سے ایک حکم جاری کر کے ایسے ضابطے بنا سکتی ہے یا ہدایات جاری کر سکتی ہے جو ریاستی سرکار کی رائے میں ضروری ہوں لیکن اس ایکٹ کی دفعات کے غیر مطابق نہ ہوں، تا کہ پیش آمدہ مشکلات کو دور کیا جا سکے۔

اس شرط کے ساتھ کہ اس ایکٹ کے نافذ العمل ہونے کے دو سال پورے ہونے کے بعد اس دفعہ کے تحت ریاست کے کسی علاقہ میں کوئی حکم جاری نہیں کیا جائے گا۔

دستاویز شادی: میمورنڈم آف میرج (شیڈول اے) (براہ مہربانی دفعہ ۱۳ دیکھیں)

۱۔ فریقین (زن و شوہر) کے بارے میں تفصیلات

(i) نام .... (ii) تاریخ پیدائش ....

(iii) والد کا نام .... (iv) والدہ کا نام ....

(v) نام موجودہ .... (vi) پتا ....

(vii) مستقل پتا ....

حیثیت :- غیر شادی شدہ، انڈوا، بیوہ، مطلقہ، دیگر ....

(viii) نشانی انگوٹھا ....

تاریخ شادی .... تاریخ .... ماہ .... سال ....

مقام شادی .... مکمل پتا ....

فوٹو

سیدھا ہاتھ کا انگوٹھا .... بائیں ہاتھ کا انگوٹھا ....

(۴) گواہ (دولہا کی طرف کے)

۱۔ نام .... دستخط .... پتا ....

رشتہ اگر کوئی ہو (ڈکلریشن) میں یہاں اعلان کرتا ہوں کہ ہماری شادی باہمی رضامندی سے عمل میں آئی ہے اور یہ کہ ہماری معلومات کی حد تک ہماری شادی کی تاریخ تک یہ شادی کسی نافذ قانون کے تحت ممنوع العمل نہیں تھی۔ میں اس کا اظہار بھی کرتا ہوں کہ یہاں جو معلومات دی گئی ہیں وہ درست ہیں۔

دستخط دولہا .... دستخط (دلہن) ....

۲۔ دستاویز داخل کرنے کی تاریخ

صفحہ نمبر .... اندراج نمبر ....

رجسٹرار کے ذریعہ خانہ پری ....

شیڈول بی (گوشوارہ نمبر بی) ....

سرٹیفکٹ نمبر ....

شادی کے رجسٹریشن کا سرٹیفکٹ ....

(شادی کے لازمی رجسٹریشن ایکٹ ۲۰۰۵ء کی دفعات کے تحت جاری کیا گیا)

میں تصدیق کرتا ہوں کہ میں نے شادی کے لازمی رجسٹریشن ایکٹ ۲۰۰۵ء کے تحت اس شادی کو جو دولہا (نام) (اے بی) اور دلہن (نام (سی ڈی) کے درمیان مؤرخہ .... ماہ .... سال .... دستاویز شادی کے مطابق عمل میں آئی اور جو دستاویز میں وصول کی ہے اس کا اندراج کرایا ہے۔ یہ اندراج .... اندراج نمبر صفحہ نمبر .... رجسٹر برائے سال .... جو اس رجسٹر میں درج کی گئی ہے جو میرے دفتر میں اس مقصد کے تحت فراہم ہے۔

بقیہ صفحہ ۵۲ پر

حکومت بہار (محکمۂ رجسٹریشن)

نوٹیفکیشن

بہار میرج رجسٹریشن قواعد ۲۰۰۶ء

ایس اونمبر .... چونکہ شادی فریقین کی زندگی میں ایک نہایت اہم اورتقریباً عالمی بنیادی رسم ہے۔اور

چونکہ شادی کے طریقے کی رہنمائی فریقین کے عقیدہ اور مذہب سے متعلق مختلف قوانین کے ذریعہ ہوتی ہےاور

چونکہ فی الحال شادیوں کا اندراج (رجسٹریشن) کروانے کے لئے کوئی جبرنہیں ہےاور

چونکہ شادی کے رجسٹریشن نہ ہونے کے سبب متعدد افراد اپنے دستوری حقوق حاصل کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں، کیونکہ ان کے پاس (شادی کا) کوئی ثبوت نہیں ہوتا اور

چونکہ سپریم کورٹ آف انڈیا نے اپنے فیصلہ مؤرخہ ۱۴فروری ۲۰۰۶ء پٹیشن (سی) نمبر ۲۹۱ سال ۲۰۰۵ء میں تمام ریاستوں کو ہدایت جاری کی ہے کہ وہ شادی کے لازمی رجسٹریشن کے بارے میں قواعد مرتب کریں۔

لہٰذا گورنر بہار نے دستور ہند کے آرٹیکل ۱۶۲ جسے آرٹیکل ۱۵۴ کے ساتھ پڑھا جائے کے تحت اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے ریاست بہار میں اطلاق کے لئے مندرجہ ذیل قواعد مرتب کئے ہیں۔

۱۔ مختصرعنوان: دائرہ نفاذ اور آغاز

(۱) ان ضوابط کو بہار رجسٹریشن قواعد ۲۰۰۶ء کہا جائے گا۔

(۲) ان کا نفاذ پورے صوبہ بہار پر ہوگا اور تمام شہریان ہند کی اس ریاست میں ہوئی شادیوں پر ان کا اطلاق ہوگا۔

(۳) اس کا نفاذ سرکاری گزٹ میں اس کے نوٹیفکیشن شائع ہونے کی تاریخ سے عمل میں آئے گا۔

۲۔ تعریفات: ان قواعد میں جب تک موضوع یا عبارت میں اس کے برخلاف مذکور نہ ہو۔

(۱) شادی کی انجام دہی سے مراد کسی بھی رسم ورواج پرسنل لا یا اسپیشل میرج ایکٹ ۱۹۵۴ء یا کسی دیگر ایکٹ کے تحت انجام پائی شادی مراد ہے۔

(۲) رجسٹرار شادی سے مراد کسی گرام پنچایت کا مکھیا یا وارڈ کمشنر یا کسی شہری لوکل باڈی کا کونسلر جس کے زیر اختیار علاقے میں یہ شادی عمل میں آئی ہو۔

(۳) شادی کے رجسٹر سے مراد وہ رجسٹر ہے جو ان قواعد کے سیکشن ۵ (۲) کے تحت رکھا جائے گا۔

(۴) ڈپٹی رجسٹرار جنرل برائے شادی سے مراد وہ سب رجسٹرار ہے جس کا تقرر رجسٹریشن ایکٹ ۱۹۰۸ء کی دفعہ ۶ کے تحت متعلقہ علاقہ کے لئے کیا جائے۔

(۵) رجسٹرار جنرل برائے شادی سے مراد ضلع کلکٹر ہے۔

(۶) انسپکٹر جنرل رجسٹریشن سے مراد وہ انسپکٹر جنرل برائے رجسٹریشن ہے جس کا تقرر ریاستی سرکار رجسٹریشن ایکٹ ۱۹۰۸ء کے تحت کرے۔

(۷) شادیوں کے رجسٹریشن سے مراد شادیوں کا وہ اندراج ہے جو ان قواعد کے قاعدہ (۳) کے تحت کیا جائے۔

(۸) شادی کے ریکارڈ سے مراد، داخل کی جانیوالی درخواستیں،

شادی رجسٹریشن کا رجسٹر، اور وہ اطلاعات مراد ہیں جو ڈپٹی رجسٹرار جنرل برائے شادی کے آفس میں ان قواعد کے قواعد ۴، ۵، اور ۸ کے تحت کمپیوٹر میں محفوظ کی جائیں۔

(۹) کمیونٹی میرج پلیس (شادی کے انعقاد کے لئے عوامی جگہ) اس سے مراد وہ جگہ ہے جہاں عام طور سے شادیوں کا انعقاد عمل میں آتا ہے جیسے کمیونٹی ہال، کلب، ہوٹل، پبلک مقامات، منادر، چرچ، دیگر مذہبی مقامات وغیرہ۔

(۱۰) میرج رپورٹر (شادی کی اطلاع دینے والا) اس سے مراد شادی کے عوامی مقام کا منیجر جس کو رجسٹرار برائے شادی نے ان قواعد کے قاعدہ ۵(۱) کے تحت مجاز گردانا ہو۔

۳۔ شادیوں کا رجسٹریشن:

ہر جوڑا شادی ہونے کی تاریخ سے ۳۰ دن کے اندر ان قواعد کے قاعدہ (۵) کے تحت مذکور طریق کار کے مطابق رجسٹرار شادی کے ہاں اپنی شادی کا اندراج کرائے گا۔

اگر کسی وجہ سے ۳۰ دن کی معینہ مدت کے اندر شادی کا اندراج نہ کرایا جاسکے تو قاعدہ (۹)(۱) کے تحت مقرر کردہ جرمانہ ادا کر کے اس کا اندراج کرایا جاسکتا ہے۔

۴۔ رجسٹریشن شادی کے جواز کا ثبوت نہیں ہوگا:

ان قواعد کے تحت شادی کے اندراج کو شادی کے جائز ہونے کے ناقابلِ تردید ثبوت کے طور پر کسی قانون کے تحت پیش نہیں کیا جاسکتا یہ اندراج محض اس بات کا ثبوت ہوگا کہ شادی کا انعقاد عمل میں آیا ہے۔

۵۔ شادی کے اندراج کا طریقہ کار:

(۱) ہر جوڑا شادی کی اطلاع اور فوٹو رجسٹرار شادی کے روبرو پیش کرے گا جس کے دائرہ اختیارات کے تحت علاقہ میں یہ شادی ہوئی ہے اور اس قواعد میں منسلک فارم نمبر اے کی خانہ پُری کی تین نقول داخل کرے گا اور اظہار پر دستخط کرے گا۔ فریقین کی جانب سے ایک ایک گواہ درخواست فارم پر بطور ثبوت دستخط کرے گا کہ شادی از روئے قانون عمل میں آئی ہے۔

درخواست کی تین کاپیاں بالترتیب درخواست دہندگان فارم (اے۔۱) ڈپٹی رجسٹرار جنرل برائے شادی (فارم اے۲) اور رجسٹرار برائے شادی (فارم اے۳) کے استعمال کے لئے ہوں گی۔

نیز یہ کہ رجسٹرار شادی شادی گھروں کے نگراں کو بطور میرج رپورٹر مقرر کر کے انہیں شادی شدہ جوڑوں کے شادی کے فارم قبول کرنے کا اختیار دے سکتا ہے جن کی شادی اس کے زیرِ نگرانی شادی ہال میں ہوئی ہو۔

(۲) رجسٹرار شادی ان اطلاعات کو رجسٹر شادی میں جو اس کے دفتر میں دستیاب ہوگا کے فارم بی میں درج کرنے کا جو ان قواعد کے ضمیمہ میں دیا گیا ہے۔ ان تمام نقول پر اندراج نمبر لکھے گا، (اسے آئندہ درخواست نمبر کہا جائے گا)۔ ان تمام نقول پر اندراج نمبر لکھ کر درخواست کی ایک نقل اس جوڑے کے حوالے کرے گا اس سے قبل وہ اس میں دے گئے سرٹیفکٹ پر اپنے دستخط کرے گا۔

یہ کہ اگر کوئی جوڑا کسی شادی گھر میں شادی رپورٹر کے روبرو اظہار دستاویز پر دستخط کرتا ہے تو اسے رجسٹرار شادی کے روبرو کیے گئے دستخط تصور کیا جائے گا، مزید یہ کہ شادی رپورٹر سے جو شادی فارم موصول ہوں گے، رجسٹرار شادی ان پر صرف اندراج نمبر ڈالے گا، اور اگر یہ وہ محسوس کرے کہ کسی کیس میں انکوائری مطلوب ہے تو وہ ایسی انکوائری کرسکتا ہے۔

(۳) شادی رجسٹرار باقی ماندہ درخواست کی دو کاپیوں میں سے ایک کو دوسرے ماہ کی ۱۵ تاریخ تک ڈپٹی رجسٹرار جنرل کو ارسال کرے گا، اور رسید وصولی اپنے ریکارڈ میں رکھے گا، شادی کی درخواستوں کی بقیہ نقول رجسٹرار شادی اپنے دفتر میں رکھے گا۔

(۴) ڈپٹی رجسٹرار جنرل اپنے علاقہ میں ہونے والی شادیوں کا ریکارڈ کمپیوٹرس میں رکھے گا، فارم نمبر (بی) ۲، کے تحت کی گئی ان معلومات کے علاوہ ڈپٹی رجسٹرار جنرل کھیاؤں اور وارڈ کمشنروں کے نام عرصہ ملازمت اور نمونہ کے دستخطوں کا ریکارڈ بھی فارم نمبر بی ۱ میں رکھے گا۔

نیز دفتر میں کمپیوٹر دستیاب ہونے تک ڈپٹی رجسٹرار جنرل یہ مطلوب معلومات رجسٹر میں درج کرے گا۔

(۵) جس کیس میں رجسٹرار شادی کو واضح اعتراض ملیں تو وہ ان اعتراضات کو درخواست (فارم اے۲) میں درج کرے گا اور اپنے علاقہ کے ڈپٹی رجسٹرار جنرل سے اس بارے میں ہدایات طلب کرے گا، ایسے کیسوں میں اندراج نمبر اس وقت تک نہیں ڈالا جائے گا اور شادی رجسٹریشن کا سرٹیفکٹ بھی اس وقت تک جاری نہیں کیا جائے گا، متعلقہ جوڑے کو ہدایت کی جائے گی کہ وہ متعلقہ ڈپٹی رجسٹرار جنرل کے روبرو پیش ہو۔

(۶) ایسے کیسوں میں ڈپٹی رجسٹرار جنرل اگر جانچ سے مطمئن ہوتو وہ اپنی ہدایات تحریری طور پر رجسٹرار شادی کو ارسال کرے گا، اور وہ انہیں متعلقہ رجسٹر میں درج کرے گا، شادی رجسٹریشن نمبر اس قسم کے کیسوں میں اسی وقت ڈالا جائے گا جب ڈپٹی رجسٹرار کی منظوری حاصل ہو جائے گی۔ ورنہ ان پر نمبر اندراج نہیں ڈالا جائے گا۔

۶۔ ڈپٹی رجسٹرار جنرل کے ذریعہ شادی رجسٹریشن سے متعلق اعتراضات کا تصفیہ:

ایسے کیس جن میں ضابطہ۵(۵) کے تحت رجسٹرار شادی ڈپٹی رجسٹرار جنرل سے ہدایات طلب کرے تو ڈپٹی رجسٹرار جنرل موصولہ اعتراض کی جانچ کرے گا جوڑے اور گواہوں کو طلب کرکے ان کے بیانات سنے گا، اور اس کیس میں قابل اطلاق قوانین شادی کے ضوابط کی روشنی میں ضروری جانچ کرے اپنی جانچ کرکے نتائج کو تحریر کرے گا اور اس کی ایک نقل رجسٹرار شادی کو ارسال کرے گا اور اس کی ایک نقل متعلقہ جوڑے کو دی جائے گی۔

۷۔ ڈپٹی رجسٹرار جنرل کی جانچ کے نتائج کے خلاف اپیل:

ڈپٹی رجسٹرار جنرل کے فیصلہ کے خلاف یہ جوڑا ضابطہ۶ کے تحت رجسٹرار جنرل کے روبرو اپیل کرسکتا ہے۔

۸۔ شادی رجسٹریشن سرٹیفکٹ:

فارم سی کی خانہ پری کے ذریعہ درخواست دینے پر رجسٹرار شادی شوہر یا بیوی دونوں کو شادی رجسٹر اندراجات کی بنیاد پر شادی رجسٹریشن سرٹیفکٹ جاری کرسکتا ہے۔

اس شرط کے ساتھ کہ اگر اس بارے میں کوئی اعتراض موصول ہوا ہوتو رجسٹرار شادی کی جانب سے شادی رجسٹریشن سرٹیفکٹ ڈپٹی رجسٹرار جنرل برائے شادی سے ہدایت حاصل کئے بغیر جاری نہیں کیا جائے گا، اور اگر ڈپٹی رجسٹرار جنرل یہ طے کردے کہ اس شادی کا اندراج نہیں کیا جاسکتا تو رجسٹریشن سرٹیفکٹ جاری نہیں کیا جائے گا۔

۹۔ انکوائری (جانچ) کا اختیار:

ڈپٹی رجسٹرار جنرل برائے شادی اور رجسٹرار جنرل برائے شادی کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ ضابطہ دیوانی کے تحت اپنے فرائض کی انجام دہی کے لئے درخواست دہندہ اعتراض کنندہ اور گواہوں کو مقرر کردہ وقت اور مقام پر انکوائری (جانچ) کے لئے طلب کرسکتے ہیں۔

۱۰۔ جرمانے کی رقم کا استعمال: ان قواعد کے قاعدہ (۳) یا ۱۲ کے تحت موصول ہونے والی جرمانہ کی رقم پنچایت فنڈ یا شہری ادارہ کے فنڈ کا حصہ ہوگی۔

۱۱۔ کنٹرول ونگرانی: ان قواعد کے تحت اپنی ذمہ داریوں کی بجا آوری کے لئے تمام رجسٹرار جنرل ڈپٹی رجسٹرار جنرل اور رجسٹرار شادی، انسپکٹر جنرل برائے رجسٹریشن کے کنٹرول اور نگرانی میں کام کریں گے۔

۱۲۔ جرمانے: اگر کوئی جوڑا شادی ہونے کے ۳۰ دن کے اندر شادی کا رجسٹریشن نہیں کراتا تو ۹۰ دن کی مدت کے لئے اسے =/100 روپیہ جرمانہ دینا ہوگا اس کے بعد ہر ماہ تاخیر پر ۵۰ روپیہ جرمانہ، یہ جرمانہ زیادہ سے زیادہ ۱۰۰۰ (ایک ہزار) روپیہ تک ہوسکتا ہے جوڑا تاخیر کا مرتکب پایا جائے تو جرمانہ شوہر کو ادا کرنا ہوگا۔

جن کیسوں میں قاعدہ ۵ اور قاعدہ (۵) ۵ کی درخواستیں بروقت داخل کرائی گئی ہوں ان پر کوئی جرمانہ عائد نہیں کیا جائے گا۔

(۲) دستخط کنندہ غلط اظہار کرے تو اس کی اور گواہ کے خلاف تعزیرات ہند کی دفعہ ۱۹۲ کے تحت کارروائی کی جائے گی۔

۱۳۔ سرکاری ملازموں پر جرمانہ: (۱) شادی کی درخواست قبول

نہ کرنے، رجسٹر میں اندراج چھوڑ دینے یا دوسرے ماہ کی ۱۵/تاریخ تک ڈپٹی رجسٹرار جنرل کو گوشوارہ ارسال نہ کرنے کی صورت میں رجسٹرار شادی اور رپورٹر شادی کے ان کے منصب سے علیحدہ کئے جانے کی وجہ بن سکتے ہیں۔ ان قواعد کے تحت فرائض کی انجام دہی کے لئے شادی رپورٹر کو سرکاری ملازم تصور کیا جائے گا۔

(۲) وہ ڈپٹی رجسٹرار جنرل جو شادی رجسٹریشن سے متعلق اطلاعات کا باضابطہ ریکارڈ رکھتے ہیں وہ اپنے فرائض کی انجام دہی سے غفلت کے مرتکب پائے جائیں تو ان کے خلاف سروس ضابطہ کے تحت محکمہ جاتی کارروائی کی جاسکتی ہے، اور اس پاداش میں انہیں ملازمت سے برطرف بھی کیا جاسکتا ہے۔

۱۴۔ ریکارڈ رکھنا: (۱) پنچایتیں/شہری لوکل باڈیز مستقل طور پر اندراج شادی رجسٹر رکھیں گی۔ یہ رجسٹرار برائے شادی کی ذاتی ذمہ داری ہوگی کہ وہ تبادلہ وغیرہ کے موقع پر اپنے جانشیں کو تحریری طور پر یہ رجسٹر حوالے کرے۔

(۲) ڈپٹی رجسٹرار جنرل کے دفتر میں کمپیوٹر میں جو معلومات اکٹھی کی جائینگی ان کو ہر سال چھاپا جائے گا اور ان کی جلد بندی کی جائے گی۔ یہ اس دفتر کا مستقل ریکارڈ ہوگا اور ہندوستانی قانون شہادت ۱۸۷۲ کی تعبیر کے مطابق اسے عوامی دستاویز تصور کیا جائے گا۔

۱۵۔ ہدایات جاری کرنے کا اختیار: ان قواعد کے باقاعدہ نفاذ کی بابت انسپکٹر جنرل رجسٹریشن وقتاً فوقتاً شادی رجسٹرار جنرل، شادی ڈپٹی رجسٹرار جنرل اور رجسٹرار شادی کو ہدایات جاری کرسکتا ہے۔

بحکم گورنر بہار

(انل کمار)

کمشنر و سکریٹری رجسٹریشن ڈپارٹمنٹ۔ بہار

پٹنہ

درخواست گذار کی کاپی

ضمیمہ

فارم اے (۱)

شادی کے رجسٹریشن کے لئے درخواست

بخدمت رجسٹرار برائے شادی ۲۰۰۶ء

براہ کرم ہماری شادی کا اندراج کرلیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے

فوٹو

نمبر شمار	تفصیل	دولہا	دلہن
۱	نام	....	....
۲	عمر	....	....
۳	والد کا نام	....	....
۴	والدہ کا نام	....	....
۵	شادی کی تاریخ کے دن کیا حیثیت تھی	غیر شادی شدہ، انڈوا، طلاق یافتہ، شادی شدہ	غیر شادی شدہ/ بیوہ/ مطلقہ
۶	پتہ:	....	....

۸۔ شادی کا انعقاد تاریخ .... مقام ....

۹ اظہار (ڈکلریشن) میں .... اور .... مؤرخہ .... بمقام .... اپنے رواج/پرسنل لا کے ضوابط کے تحت شادی کرلی ہے اور ہم دونوں تب سے ہی زن و شوہر کی طرح یکجا رہ رہے ہیں (۲) ہم اظہار کرتے ہیں کہ مذکورہ معلومات ہمارے علم و یقین کے مطابق درست ہیں۔

دستخط دلہن ....

دستخط (دولہا) ....

دستخط گواہ (دلہن کی طرف سے) ....

دستخط گواہ (دولہا کی طرف سے) ....

درخواست نمبر .... پنچایت/ بلاک/ ڈسٹرکٹ/ وارڈ/ ٹاؤن/ ڈسٹرکٹ .... تاریخ ....

تصدیق کی جاتی ہے کہ شری .... ولد .... اور شریمتی

.... دختر .... نے شادی کے رجسٹریشن کے لئے درخواست دی ہے، یہ شادی مؤرخہ .... بمقام .... کو عمل میں آئی، اس درخواست کو بہار قواعد برائے اندراج شادی ۲۰۰۶ء کے تحت رجسٹریشن نمبر .... مؤرخہ اس پنچایت / وارڈ کے رجسٹریشن برائے اندراج شادی میں درج کرایا گیا ہے۔

یا

یہ کیس ڈپٹی رجسٹرار جنرل برائے شادی کو ریفر کیا گیا ہے اور فریقین کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ان کے سامنے پیش ہوں۔

شادی رجسٹرار

شادی رجسٹرار کی کاپی

فارم نمبر اے ۲

بہار قواعد برائے اندراج شادی ۲۰۰۶ء کے تحت اندراج شادی کی درخواست

فوٹو

بخدمت رجسٹرار (برائے اندراج شادی)

براہ کرم ہماری شادی کا اندراج (رجسٹریشن) کرلیں جس کی تفصیلات درج ذیل ہیں

نمبر شمار	تفصیل	دولہا	دلہن
۱	نام	....	....
۲	عمر	....	....
۳	والد کا نام	....	....
۴	والدہ کا نام	....	....
۵	شادی کی تاریخ کے دن کیا حیثیت تھی	غیر شادی شدہ، انڈوا، طلاق یافتہ، شادی شدہ	غیر شادی شدہ/ بیوہ/ مطلقہ
۶	پتہ:	....	....

۸۔ شادی کا انعقاد تاریخ .... مقام ....

۹۔ اظہار (ڈیکلریشن) ہم نے (شوہر کا نام) .... (بیوی کا نام) .... مؤرخہ .... بمقام .... اپنے رواج / پرسنل لا کے ضوابط کے تحت شادی کرلی ہے، اور ہم دونوں تب سے ہی زن و شوہر کی طرح یکجا رہ رہے ہیں (۲) ہم اظہار کرتے ہیں کہ مذکورہ معلومات ہمارے علم و یقین کے مطابق درست ہیں

دستخط دلہن .... دستخط دولہا ....

دلہن کی طرف سے گواہ کے دستخط ....

دولہا کی طرف سے گواہ کے دستخط ....

درخواست نمبر .... پنچایت/ بلاک/ ڈسٹرکٹ، وارڈ / ٹاؤن/ ڈسٹرکٹ .... تاریخ ....

کیا اندراج (رجسٹریشن) کیا گیا ہاں/نہیں ....

اگر اندراج شدہ ہو تو اندراج شادی نمبر اور تاریخ ....

اگر نہیں

(۱) تو شادی ڈپٹی رجسٹرار جنرل کو ریفرنس بھیجے جانے کی تاریخ ....

(۲) ریفرنس کی وصولی کی تاریخ ....

(۳) ہدایات کے اندراج کی تاریخ ....

شادی رجسٹرار

ضمیمہ

ڈپٹی رجسٹرار جنرل برائے (اندراج شادی) کی کاپی

فارم اے (۳)

بہار ضابطہ برائے اندراج شادی ۲۰۰۶ء کے تحت شادی کے اندراج کے لئے درخواست

بخدمت رجسٹرار برائے

براہ کرم ہماری شادی کا اندراج کرلیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے

نمبر شمار	تفصیل	دولہا	دلہن
۱	نام	....	....
۲	عمر		
۳	والد کا نام	....	....
۴	والدہ کا نام	....	....
۵	شادی کی تاریخ کے دن کیا حیثیت تھی	غیر شادی شدہ، انڈوا، طلاق یافتہ، شادی شدہ	غیر شادی شدہ/ بیوہ/ مطلقہ

۲	پتہ:	....	....	....

۸۔ شادی انجام پانے کی تاریخ .... مقام ....

۹۔ اظہار (ڈکلریشن) میں ....اور.............. نے بتاریخ ...... بمقام ....اپنے رواج/پرسنل لا کے مطابق شادی کرلی ہےاورشادی کے بعد سے ہی ہم دونوں زن وشوہر کےطور پر یکجا رہ رہے ہیں، (۲) ہم اظہار کرتے ہیں کہ مذکورہ بالا معلومات ہمارے علم ویقین کے مطابق درست ہیں۔

دستخط دلہن .... دستخط دولہا ....

دستخط گواہ (دلہن کی طرف سے) ....

دستخط گواہ (دولہا کی طرف سے) ....

درخواست نمبر، پنچایت/ بلاک/ ڈسٹرکٹ (وارڈ/ ٹاؤن/ ڈسٹرکٹ) ......

شری ....اور شریمتی .... نے شادی کے رجسٹریشن کے لئے درخواست دی ہے، ان کا دعویٰ ہے کہ ان کی شادی مؤرخہ ......

بمقام ....کو عمل میں آئی۔ مندرجہ ذیل اعتراضات کی بنیاد پر ڈپٹی رجسٹرار جنرل برائے شادی کے ہدایات کی درخواست کی جاتی ہے۔

شادی رجسٹرار

صفحہ نمبر

فارم بی (۱)

بہار قواعد برائے اندراج شادی ۲۰۰۶ء کے تحت

اندراج شادی کا رجسٹر

وارڈ نمبر اور نام

گرام پنچایت/ میونسپلٹی ....بلاک ٹاؤن ....ڈسٹرکٹ ....

وارڈ ممبر کا نام اور مدت ....

نام .... از .... تا ....

فارم بی (۲)

شادی کے اندراج کا رجسٹر

نمبر شمار	درخواست نمبر	اندراج شادی نمبر	شادی کب ہوئی		دولہا		دلہن		اعتراض اگر کوئی ہو	رجسٹرار کی جانچ کا خلاصہ
			تاریخ	مقام	نام حیثیت* پتا	عمر باپ کا نام	نام حیثیت*	عمر باپ کا نام پتا		

* غیر شادی شدہ یا رنڈوا یا طلاق یافتہ

* غیر شادی شدہ یا بیوہ یا مطلقہ

نمبر شمار .... تاریخ ....

فارم (سی)

اندراج شادی کا سرٹیفکٹ

(بہار قواعد برائے اندراج شادی ۲۰۰۶ء کے تحت)

درخواست نمبر ....نام وارڈ/ پنچایت/ بلاک/ ڈسٹرکٹ (بہار) ....

رجسٹریشن نمبر ....تاریخ ....

یہ تصدیق کی جاتی ہے کہ شری .... ساکن ....اور شریمتی .... دختر شری .... ساکن ....کی شادی مؤرخہ ....بمقام ....کو انجام پذیر ہوئی

اس کا اندراج رجسٹر برائے اندراج شادی میں کردیا گیا ہے۔

- ڈپٹی رجسٹرار اندراج شادی کی تفتیش کے نتائج اس کی پشت پر درج ہیں۔
- اگر غیر متعلق ہو تو اسے قلم زد کردیا جائے

رجسٹرار اندراج شادی مہر

خواتین کو گھریلو تشدد سے تحفظ کا ایکٹ ۲۰۰۵ء

(۲۰۰۵ء کا ۴۳واں ایکٹ)

اس ایکٹ کے تحت خواتین کے ان حقوق کو زیادہ مؤثر طریقے سے نافذ کرنا مقصود ہے جس کی ضمانت دستورِ ہند میں دی گئی ہے اور جو خاندان میں یا اس سے متعلق امور میں تشدد کا شکار ہوتی ہیں۔

جمہوریہ ہند کے ۵۶ویں سال میں پارلیمنٹ نے اس ایکٹ کو منظور کیا

باب ۱

ابتدائی

مختصر عنوان دائرہ نفاذ اور آغاز:

۱۔ اسے خواتین کے گھریلو تشدد سے تحفظ عطا کرنے کا ایکٹ ۲۰۰۵ء کہا جائے گا۔

۲۔ اس کا نفاذ ما سوائے ریاست جموں وکشمیر پورے ہندوستان پر ہوگا۔

۳۔ اس کا نفاذ اس تاریخ سے عمل میں آجائے گا جبکہ حکومت ہند سرکاری گزٹ میں نوٹی فکیشن کے ذریعہ اسے شائع کرے گی۔

تشریح: مذکورہ بالا دفعات میں ایکٹ کے مختصر عنوان، دائرہ نفاذ اور اس کے تاریخ نفاذ کی وضاحت کی گئی ہے، اس کا نفاذ ریاست جموں وکشمیر کو چھوڑ کر پورے ہندوستان پر ہوگا، تاکہ خواتین کو ہر قسم کے خانگی تشدد سے بچایا جائے، اس ایکٹ کی دفعات کے نفاذ کے لئے موزوں اقدامات کئے جانے ضروری ہیں۔ اس میں حکومت ہند کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ سرکاری گزٹ میں اعلان شائع کر کے اس ایکٹ کے نفاذ کی تاریخ مقرر کرے۔

تشریح: اس ایکٹ میں اگر مندرجات کی رو سے کوئی اور مفہوم مراد نہ ہو تو:

(اے) مظلوم شخصیت سے مراد وہ عورت ہوگی جو مدعا علیہ سے خانگی تعلقات کی حامل ہو اور اسے شکایت ہو کہ مدعا علیہ نے اسے ظلم وستم کا شکار بنایا ہے۔

(بی) بچہ سے مراد اٹھارہ سال سے کم عمر کا کوئی بچہ ہے اس میں متبنّیٰ، سوتیلا یا زیرِ کفالت بچہ بھی شامل ہے۔

(سی) **معاوضہ کا حکم:** سے مراد یہ ہے کہ وہ حکم جو دفعہ ۲۲ کے تحت جاری کیا جائے۔

(ڈی) **نگرانی** (کسٹڈی آرڈر): سے مراد وہ حکم ہے جو دفعہ ۲۱ کے تحت جاری کیا جائے۔

(ای) خانگی حادثہ کی رپورٹ سے مراد وہ رپورٹ ہے جو مقررہ فارم پر مظلوم خاتون کی طرف سے خانگی تشدد کی شکایت ملنے پر پُر کی جائے۔

(ایف) خانگی رشتہ داری سے مراد ایسے افراد کے درمیان تعلق اور رشتہ ہے جو کسی مشترک مکان میں رہتے ہوں یا کسی وقت ساتھ رہے ہوں یا ان میں قرابت داری شادی متبنّیٰ یا شادی کے ذریعہ واقع ہونے والی رشتہ داری یا خاندان کے وہ افراد جو مشترک خاندان (جوائنٹ فیملی) کے طور پر رہتے ہوں۔

(جی) خانگی تشدد سے مراد وہی ہے جس کی وضاحت دفعہ ۳ کے تحت کی گئی ہے۔

(ایچ) جہیز سے مراد وہی ہے جس کی تفصیل جہیز کی ممانعت ایکٹ

۱۹۶۱ کی دفعہ۲ میں درج ہے۔

(آئی) مجسٹریٹ سے مراد ہے جوڈیشیل مجسٹریٹ درجہ اول یا تعزیرات ہند۱۹۷۴ کے تحت میٹروپالیٹن مجسٹریٹ بھی ہوسکتا ہے جس کے دائرۂ اختیار کے تحت وہ علاقہ آتا ہو جہاں مظلوم عورت عارضی یا مستقل طور پر قیام پذیر ہے یا جہاں مدعا علیہ مقیم ہے یا جہاں خانگی تشدد کا ارتکاب ہوا ہے۔

(جے) میڈیکل راحت سے مراد وہ راحت ہے جو اس ایکٹ کی مندرجات کے مطابق ریاستی حکومت نے بطور میڈیکل ریلیف مشتہر کی ہو۔

(کے) مالی راحت سے مراد وہ راحت ہے جو مجسٹریٹ نے مقدمہ کی سماعت کے دوران مدعا علیہ کو اس ایکٹ کی دفعات کے تحت مظلوم کو بطور معاوضہ ادا کرنے کا حکم دیا ہو۔ جو جراحت اور اخراجات کے معاوضہ کے طور پر ادا کیا جائے گا۔

(ایل) نوٹیفیکیشن سے مراد سرکار کی جانب سے شائع شدہ اعلامیہ ہے اور نوٹیفائڈ کی اصطلاح سے یہی مراد ہوگی۔

(ایم) تجویز کردہ سے مراد اس ایکٹ کے قواعد کے تحت تجویز کردہ ہے۔

(این) افسر تحفظ سے مراد وہ افسر ہے جسے حکومت نے ایکٹ کی دفعہ ۸ کی ذیلی دفعہ (۱) کے تحت تعینات کیا ہو،

(او) تحفظ کا حکم سے مراد وہ حکم ہے جو دفعہ ۱۸ کے تحت جاری کیا جائے۔

(پی) رہائشی حکم سے مراد وہ حکم ہے جو ایکٹ کی دفعہ ۱۹ کی ذیلی دفعہ (۱) کے تحت جاری کیا گیا ہو

(کیو) مدعا علیہ سے مراد وہ بالغ مرد ہے جس کا اس کے گھر میں رہنے والی مظلوم عورت سے رشتہ ہو جس کے خلاف راحت کے لئے درخواست دی گئی ہے۔ اس شرط کے ساتھ کہ وہ مظلوم بیوی یا عورت جو اس مرد کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہے وہ شوہر کے رشتہ دار یا شریک کار (مرد) کے خلاف بھی شکایت درج کراسکتی ہے۔

(آر) سروس فراہم کنندہ سے مراد وہ شخص یا ادارہ ہے جس کا ایکٹ کی دفعہ ۱۰ کے تحت رجسٹریشن کیا جائے۔

(ایس) مشترک خانہ داری سے مراد وہ گھر ہے جہاں مظلومہ رہتی ہے یا کبھی اس شخص کے ساتھ قیام پذیر تھی جس سے اس کی خانگی رشتہ داری تھی وہاں خواہ وہ تنہا رہتی تھی یا مدعا علیہ کے ساتھ، اس سے مراد ذاتی رہائش یا وہ کرایہ کی رہائش بھی ہے جسے دونوں میں سے ایک نے یا دونوں نے مل کر کرایہ پر لیا ہو یا اس رہائش گاہ پر ان کے کچھ حقوق اور مفادات ہوں اس میں وہ مشترکہ رہائش گاہ بھی شامل ہے جو خاندان کی مشترکہ ملکیت ہے جس کا مدعا علیہ بھی ایک ممبر (رکن) ہے۔ خواہ مدعا علیہ یا شکایت کنندہ کا اس مکان پر کوئی حق یا مفاد ہو یا نہ ہو۔

(ٹی) شیلٹر ہوم سے مراد وہ شیلٹر ہوم ہے جسے صوبائی سرکار نے اس ایکٹ کی مندرجات کے مطابق اس لحاظ سے مشتہر کیا ہو۔

خانگی تشدد باب ۲

۳- خانگی تشدد کی تعریف:

اس ایکٹ کی مندرجات کے تحت مدعا علیہ کی جانب سے مندرجہ ذیل میں سے کسی فعل کے ارتکاب کو خانگی تشدد میں شمار کیا جائے گا۔

(اے) کوئی ایسا زخم، چوٹ، تکلیف جس سے مظلومہ کی صحت زندگی، اعضاء، دماغی یا جسمانی تندرستی کو نقصان پہنچے یا اس قسم کا ارادہ کیا جائے اس میں جسمانی، زبانی، جنسی، ذہنی، جذباتی، معاشی استحصال (غلط استعمال) شامل ہیں۔

(بی) جہیز، جائیداد، پیسہ اور دیگر قیمتی اشیاء کے مطالبہ کے تحت اس مظلوم عورت یا اس کے رشتہ داروں کو ستانا، پریشان کرنا، نقصان پہنچانا یا زخم پہنچانا۔

(سی) اوپر (اے اور بی) کے تحت مذکورہ ارتکاب کے ذریعہ خاتون یا اس کے کسی رشتہ دار کو کسی قسم کا آزار پہنچانا۔

(ڈی) اس کے علاوہ دیگر کسی قسم سے مظلوم خاتون کو اذیت دنیا زخم پہنچانا وغیرہ۔

تشریح:

(i) **اس دفعہ کے تحت**:- جسمانی استحصال (غلط استعمال) سے مراد کوئی ایسا فعل ہے جس سے مظلومہ کو جسمانی ذہنی یا جذباتی اذیت پہنچے اور زندگی کو خطرہ پیدا ہو، یا اعضاء اور جسم تکلیف سے دوچار ہوں اس کے جسمانی فروغ اور صحت میں رکاوٹ پیدا ہو اس میں دھکا دینا، حملہ کرنا اور جبر کرنا شامل ہیں۔

(ii) **جنسی استحصال** سے مراد کسی قسم کی جنسی زیادتی جس سے مظلوم خاتون کی تحقیر ہوتی ہو یا کوئی بھی ایسا عمل جس سے خاتون کے وقار کو صدمہ پہنچے۔

(iii) **زبانی یا جذباتی استحصال**: توہین کرنا، مذاق اڑانا، تحقیر کرنا، گالی دینا اور اولاد نرینہ نہ ہونے کے سبب اس کا تحقیر کے انداز میں تمسخر کرنا۔

(اے) مظلوم خاتون کے کسی رشتہ دار، عزیز کو نقصان پہنچانے کی متواتر دھمکیاں دینا

(iv) **معاشی استحصال کے تحت**: مظلوم خاتون کو ان تمام مالی وسائل سے محروم کر دینا جس کی وہ کسی عدالتی حکم کے تحت یا بصورت دیگر حقدار ہے، اور اسے خانگی اخراجات اور بچوں کے لئے اس رقم کی ضرورت ہے یا استری دھن، جائیداد مشترکہ یا انفرادی ملکیت میں یا مشترکہ ملکیت کے مکان کے کرایہ سے اس خاتون کو محروم کرنا۔

(بی) مکان کا سامان فروخت کرنا، خواہ منقولہ یا غیر منقولہ قیمتی اشیاء سیکورٹیز، جائیداد، بونڈ وغیرہ بیچ ڈالنا جس میں مظلوم خاتون کا حصہ یا حق ہے جو بطور اس خاندان کے کارکن ہونے کے اسے اور اس کے بچوں کو حاصل ہے یا استری دھن یا کوئی اور اثاثہ یا جائیداد جو انفرادی یا مشترکہ ملکیت میں ہو۔

(سی) یا مظلوم خاتون کو خانگی طور پر کسی شے تک رسائی یا اس کے استعمال سے روکنا جس کا بطور اس خاندان کا رکن ہونے کے اسے استعمال کا حق حاصل ہے، اس میں مشترکہ گھر میں رہائش کا حق بھی شامل ہے۔

تشریح: اس دفعہ کے تحت اس امر کا تعین کرنے کے لئے کہ کسی فعل کا ارتکاب یا مدعا علیہ کا رویہ خانگی تشدد کے تحت آتا ہے کیس کے جملہ عوامل اور حالات وقرائن کو مدنظر رکھا جائے گا۔

باب (III) سوم

افسران تحفظ اور سروس فراہم کرنے والوں کے فرائض واختیارات

۴- افسر تحفظ کو اطلاع اور اطلاع دہندہ کو ذمہ داری سے بریت

(ا) کوئی شخص جسے اس بات کا یقین ہو کہ خانگی تشدد ہوا ہے یا ہو رہا ہے یا اس کے ہونے کا اندیشہ ہے وہ متعلقہ افسر تحفظ کو اس کی اطلاع دے سکتا ہے۔

(۲) جو کوئی شخص جو نیک نیتی سے ذیلی دفعہ۱ کے تحت اطلاع دے گا اس پر دیوانی یا فوجداری ضوابط کے تحت کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوگی۔

۵- پولس افسران سروس فراہم کنندگان اور مجسٹریٹ کے فرائض

کوئی پولس افسر یا افسر تحفظ، سروس فراہم کنندہ یا مجسٹریٹ جسے خانگی تشدد کے بارے میں شکایت ملی ہو یا وہ خانگی تشدد کے وقت وقوع پر موجود تھا، یا جب خانگی تشدد کے بارے میں اسے رپورٹ موصول ہو تو وہ مظلوم کو مندرجہ امور کی بابت مطلع کرے گا۔

(اے) اس کے اس حق کی بابت کہ ایک حکم تحفظ کے ذریعہ راحت حاصل کرنے کے لیے درخواست دے سکتی ہے اس میں مالی راحت تحویل کی بابت حکم رہائش کے بارے میں حکم معاوضہ کا حکم یا ایک سے زیادہ حکم اسے اس ایکٹ کی رو سے حاصل ہو سکتے ہیں۔

(بی) سروس (خدمات) اور سروس فراہم کنندگان کی دستیابی

(سی) افسر تحفظ کی خدمات کی دستیابی

(ڈی) ۱۹۸۷ کے قانونی خدمات فراہم کرنے کے ایکٹ کے تحت اسے مفت قانونی امداد حاصل ہوگی

(ای) وہ تعزیرات ہند ۱۸۶۰ء کی دفعہ ۴۹۸ اے کے تحت شکایت پیش کر سکتی ہے اس شرط کے ساتھ کہ ایک قابل دست اندازی پولس جرم کے ارتکاب کی شکایت ملنے پر اس ایکٹ کی مندرجات اس پولس افسر کو قانونی کارروائی سے مانع نہیں ہوں گی۔

۶- شیلٹر ہوم کی ذمہ داریاں

اگر مظلوم خاتون یا اس کی جانب سے افسر تحفظ یا سروس فراہم کنندہ کسی

شیلٹر ہوم کے انچارج سے مظلوم کو جگہ دینے کی درخواست کرے گا تو شیلٹر ہوم کا انچارج اس درخواست کے مطابق مظلوم کو شیلٹر ہوم میں جگہ دے گا۔

۷۔طبی سہولیات فراہم کرنے والوں کی ذمہ داری

اگر مظلوم یا اس کی طرف سے افسرِ تحفظ یا سروس فراہم کنندہ طبی سہولیات فراہم کرنے والے ادارہ کے انچارج سے طبی سہولیات کے لیے درخواست کرے تو اس ادارہ کا انچارج مظلوم کو طبی سہولیات فراہم کرے گا۔

۸۔افسرِ تحفظ کی تقرری

(۱) ریاستی سرکار ایک نوٹی فکیشن کے ذریعہ مختلف اضلاع میں اتنی تعداد میں افسران تحفظ کا تقرر کرے گی جو مناسب سمجھے نیز ان افسران تحفظ کی ذمہ داریوں اور اختیارات کے بارے مین بھی نوٹی فکیشن جاری کرے گی جس کے مطابق وہ متعلقہ اضلاع میں انہی مفوضہ ذمہ داری انجام دیں گے جو اس ایکٹ کے تحت انہیں حاصل ہوں گی۔

(۲) جہاں تک ممکن ہوگا افسرِ تحفظ کا تقرر خواتین میں سے کیا جائے گا جو اس قابلیت اور تجربہ کی حامل ہوں جو اس عہدہ کے لیے مقرر کی جائیں۔

(۳) افسرِ تحفظ اور اس کے ماتحت عملہ کی شرائط ملازمت وہی ہوں ہوں گی جو اس سلسلے میں مقرر کی جائیں گی۔

۹۔افسرِ تحفظ کے فرائض اور اختیارات

(۱) افسرِ تحفظ کی ذمہ داری ہوگی کہ:

(اے) وہ اس ایکٹ کے تحت مجسٹریٹ کو اپنے اختیارات کی ادائیگی میں مدد دے

(بی) وہ خانگی تشدد کے ارتکاب کی اطلاع ملنے پر اس کی رپورٹ مقررہ فارم اور مقررہ طریقہ پر پُر کرکے مجسٹریٹ کو مطلع کرے گا اور اس کی ایک نقل اس پولس افسر کو فراہم کرے گا جس کے زیرِ اختیار علاقے میں خانگی تشدد کی مبینہ واردات کا ارتکاب ہوا ہے نیز اس علاقہ کے سروس فراہم کنندہ کو بھی اسکی ایک نقل بھیجے گا۔

(سی) اگر مظلوم خواہش ظاہر کرے تو وہ مقررہ فارم اور مقررہ ضابطہ کے تحت مجسٹریٹ کو فراہمی راحت یا تحفظ کا حکم جاری کرنے کے لیے درخواست پیش کرے گا۔

(ڈی) وہ مظلوم کو قانونی امداد فراہم کرنے کے ایکٹ ۱۹۹۸ء کے تحت قانونی امداد کی فراہمی کو یقینی بنائے گا اور مظلوم کو وہ مقررہ فارم مفت فراہم کرائے گا جس کے ذریعہ شکایت پیش کی جائے گی۔

(ای) اور اس مجسٹریٹ کے زیرِ اختیار علاقے میں واقع شیلٹر ہوم طبی سہولیات فراہم کرنے والے ادارے سروس فراہم کنندگان اور قانونی امداد فراہم کرنے والوں کا باضابطہ ریکارڈ رکھے گا۔

(ایف) اگر مظلوم ایسی درخواست کرے تو وہ اسے بحفاظت شیلٹر ہوم میں داخل کرائے گا اور اس بارے میں متعلقہ پولس افسر اور مجسٹریٹ کو مطلع کرے گا۔

(جی) اگر مظلوم خاتون کے جسم پر زخم آئے ہیں تو وہ اس کا طبی معائنہ کرائے گا اور اس کی اطلاع اس پولس اسٹیشن کو دے گا جس کے زیرِ اختیار علاقہ میں اس جرم کا ارتکاب عمل میں آیا ہے نیز متعلقہ مجسٹریٹ کو بھی ایک رپورٹ ارسال کرے گا۔

(ایچ) اس بات کو یقینی بنائے گا کہ دفعہ ۲۰ کے تحت مالی راحت کے لیے جو حکم جاری ہوا ہے اس کی تعمیل تعزیرات ہند ۱۹۹۳ء کے ضابطہ کے مطابق کی جائے۔

(۱) دیگر ان فرائض کی انجام دہی جو اسے تفویض کیے جائیں۔

(۲) افسر تحفظ مجسٹریٹ کی نگرانی اور ماتحتی میں کام کرے گا اور اس ایکٹ کے تحت مجسٹریٹ یا سرکار کی جانب سے جو ذمہ داریاں اسے سونپی جائیں ان کی بجا آوری کرے گا۔

۱۰۔سروس فراہم کرنے والے

اس بارے میں مرتب کردہ ضوابط کے مطابق کوئی ادارہ جو سوسائٹیز ایکٹ ۱۸۶۰ء کے تحت رجسٹر شدہ ہو یا کوئی کمپنی جو کمپنی رجسٹریشن ایکٹ ۱۹۵۶ء کے تحت رجسٹر کی گئی ہو یا اس وقت کے نافذ العمل قانون کے تحت اس کا رجسٹریشن ہوا ہو اور جو قوانین کے حقوق اور مفاد کے تحفظ کے لیے قانونی ضوابط کے مطابق کام کرتی ہو (اس میں انہیں مالی طبی اور قانونی امداد

کی فراہمی بھی شامل ہے) وہ اس ایکٹ کے مقاصد کے تحت ریاستی حکومت میں بطور سروس فراہم کنندہ رجسٹریشن کراسکتی ہے۔

(۲) ذیلی دفعہ (۱) کے تحت بطور سروس فراہم کنندہ تقرر کے بعد اس کے اختیارات مندرجہ ذیل ہوں گے۔

(اے) اگر مظلوم ایسی خواہش ظاہر کرے تو مقررہ فارم میں خانگی تشدد کے ارتکاب کا اندارج کرکے اس کی نقول اس مجسٹریٹ اور افسر تحفظ کو ارسال کرے گا جس کے دائرۂ اختیار کے تحت وہ علاقہ آتا ہو جہاں تشدد کا ارتکاب ہوا۔

(بی) وہ مظلوم کا طبی معائنہ کرائے گا اور طبی رپورٹ کی ایک نقل اس پولس افسر اور پولس اسٹیشن کو بھیجے گا جس کے دائرۂ اختیار کے تحت خانگی تشدد کا ارتکاب ہوا ہے۔

(سی) اگر مظلوم ایسی درخواست کرے تو وہ اسے شیلٹر ہوم میں داخل کرائے گا اور اس کی رپورٹ متعلقہ پولس افسر کو ارسال کرے گا

کسی سروس فراہم کنندہ یا اس کے کسی کارکن کے خلاف کوئی مقدمہ یا قانونی کارروائی نہیں کی جائے گی جو سروس فراہم کرتا ہو یا اس مقصد کے تحت کام کرتا ہو اور اس ایکٹ کے تحت اپنی ذمہ داریوں کی نیک نیتی سے بجا آوری میں اس نے کوئی ایسا کام کیا ہو یا اس کا ارادہ کیا ہو جو خانگی تشدد کے ارتکاب کو روکنے کے بارے میں کیا گیا ہو۔

۱۱-سرکاری ذمہ داریاں

مرکزی سرکار اور ہر ریاستی سرکار اس بات کو یقینی بنانے کے لیے تمام اقدامات کریں گی تاکہ

اس ایکٹ کی دفعات کو ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اخبارات کے ذریعہ وسیع پیمانے پر وقتاً فوقتاً مشتہر کیا جائے۔

(بی) اس ایکٹ میں جن مسائل کو زیر غور لایا گیا ہے ان کے بارے میں مرکزی و ریاستی سرکار کے افسران پولس اور مدعیہ کے ذمہ داران کو باخبر اور حساس بنایا جائے۔

(سی) متعلقہ وزارتوں (جو سروس فراہم کریں) مثلاً وزارت داخلہ، وزارت صحت، وزارت قانون و انتظام فروغ وسائل انسانی کے محکموں کے درمیان قریبی رابطہ تاکہ وہ خانگی تشدد کی بابت مسائل پر توجہ دیں اور وقفہ وقفہ سے ان کا جائزہ لیا جاتا رہے۔

باب ۴ (IV)

راحت کا حکم حاصل کرنے کے لیے ضابطہ

۱۲-مجسٹریٹ کو درخواست

(۱) مظلوم اپنے طور پر یا اس کی طرف سے افسر تحفظ یا کوئی اور شخص مجسٹریٹ کو درخواست پیش کرکے اس ایکٹ کے تحت ایک یا متعدد نوع کی راحت طلب کرسکتے ہیں، اس شرط کے ساتھ کہ اس بارے میں حکم جاری کرنے سے قبل مجسٹریٹ خانگی تشدد کے بارے میں موصولہ شکایت جو اسے یا افسر تحفظ کو موصول ہوئی ہو زیر غور لائے گا۔

(۲) ذیلی دفعہ (۱) کے تحت مطلوب راحت میں (۱) نقصان کی تلافی کے لیے معاوضہ کا حکم بھی ہے اس سے مدعی کے اس حق پر اثر نہیں پڑے گا کہ وہ مدعا علیہ کے خلاف معاوضہ یا تاوان کی ادائیگی کے لیے مقدمہ دائر کرے جو خانگی تشدد کے دوران اس کے زخمی ہونے کا معاوضہ ہو، اس شرط کے ساتھ کہ جہاں مظلوم کے حق میں معاوضہ کی کوئی ڈگری عدالت سے جاری ہوئی ہو، تو معاوضہ کی رقم جو ادا کی گئی ہو یا واجب الاداء ہو اسے واجب الاداء رقم کے ساتھ محسوب کیا جائے گا اور ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ء یا کسی دیگر قانون کی مندرجات کے باوجود جو اس وقت نافذ العمل ہو اس ڈگری کی تعمیل کی جائے گی تاکہ وہ بقایا رقم وصول کی جاسکے جو رقم کے بعد واجب الاداء رہ گئی ہو۔

(۳) ذیلی دفعہ (۱) کے تحت دی گئی ہر درخواست مقررہ فارم پر دی جائے گی اور اس میں تمام مطلوبہ تفصیلات یا اس سے مرتب ترین تفصیل کے ساتھ دی جائیں گی۔

(۴) مجسٹریٹ درخواست پر سماعت کے لیے تاریخ مقرر کرے گا جو عموماً درخواست موصول ہونے کے تین دن سے زیادہ کی نہیں ہوگی۔

(۵) مجسٹریٹ کوشش کرے گا کہ ذیلی دفعہ (۱) کے تحت درخواست پر

سماعت پہلی پیشی کے بعد سے ساٹھ (۶۰) دن کے اندر اندر مکمل کر لی جائے۔

۱۳-نوٹس کی تعمیل

(۱) مجسٹریٹ زیرِ دفعہ ۱۲ سماعت کے لیے مقرر کردہ تاریخ کی بابت نوٹس افسر تحفظ کو ارسال کرے گا جو مقررہ طریق کار کے مطابق مدعا علیہ یا دیگر متعلقہ شخص پر اس کی تعمیل کرائے گا مجسٹریٹ کی ہدایت کے مطابق نوٹس کی یہ تعمیل دو دن کے اندر کی جائے گی یا اس مناسب مدت میں جس کی نوٹس کی وصولی کے بعد مجسٹریٹ کی طرف سے اجازت دی گئی ہو۔

(۲) افسر تحفظ ایک مقررہ فارم کی خانہ پری کر کے یہ ثابت کرے گا کہ مجسٹریٹ کی ہدایت کے مطابق نوٹس کی تعمیل مدعا علیہ یا دیگر متعلقہ شخص پر کردی گئی ہے، یہ نوٹس کی تعمیل کا ثبوت ہوگا جب تک کہ اس کے برخلاف ثابت نہ کیا جائے۔

۱۴-مشورہ

(۱) اس ایکٹ کے تحت مقدمہ کی سماعت کے دوران کسی بھی مرحلہ پر مجسٹریٹ مدعا علیہ یا مدعی کو علیٰحدہ یا مشترکہ طور پر یہ ہدایت دے سکتا ہے کہ وہ سروس فراہم کنندہ کے کسی رکن سے صلاح ومشورہ کریں جسے ضابطہ کے تحت اس قسم کی صلاح دینے کی قابلیت اور تجربہ حاصل ہو۔

(۲) جب مجسٹریٹ نے ذیلی دفعہ (۱) کے تحت کوئی ہدایت جاری کردی ہو تو وہ مقدمہ کی اگلی سماعت کی تاریخ مقرر کرے گا، یہ تاریخ دو ماہ کی مدت سے زیادہ نہیں ہوگی۔

۱۵-رفاہی ماہر کی مدد

اس ایکٹ کے تحت مقدمہ کی سماعت کے دوران وہ کسی ایسے شخص ترجیحی طور پر کسی خاتون خواہ وہ مظلوم کا رشتہ دار ہو یا نہ ہو یا کوئی ایسا شخص جو خاندانی بہبود میں سرگرم ہو جیسا وہ مناسب سمجھے اس کے مطابق، مقرر کرسکتا ہے جو اس کے فرائض کی ادائیگی میں اس کی مدد کر سکے۔

۱۶-مقدمہ کی کارروائی بند کمرہ میں

اگر مجسٹریٹ محسوس کرے کہ حالات اس کے متقاضی ہیں یا فریقین میں سے کوئی ایسی درخواست کرے تو وہ اس ایکٹ کے تحت مقدمہ کی سماعت بند کمرہ میں کرسکتا ہے۔

۱۷-مشترکہ رہائش گاہ میں رہنے کا حق

(۱) بروقت کسی قانون کی مندرجات کے باوجود، ہر ایک عورت کو یہ حق ہوگا کہ خانگی رشتہ داری کے تحت وہ ایک مشترکہ قیام گاہ میں رہ سکتی ہے، خواہ اس رہائش گاہ پر اس کا کوئی حق، مفاد یا ملکیت کا دعویٰ ہو یا نہ ہو۔

(۲) مظلوم کو مشترکہ رہائش گاہ یا اس کے کسی حصہ سے مدعا علیہ نہ نکال سکتا ہے نہ خارج کرسکتا ہے سوائے اس کے کہ یہ کارروائی کسی قانونی ضابطہ کے تحت عمل میں آئے۔

۱۸-تحفظ کے احکامات

مجسٹریٹ مظلوم مدعی اور مدعا علیہ کو سماعت کا موقع دے کر اور بادیٔ النظر میں اس بات سے مطمئن ہو کر کہ خانگی تشدد کا ارتکاب ہوا ہے یا اس کا امکان ہے۔ مظلوم کے حق میں تحفظ کا حکم جاری کرسکتا ہے اور مدعا علیہ اس سے روک سکتا ہے کہ وہ

(اے) خانگی تشدد کا ارتکاب کرے، معاونت کرے یا شریک کار بنے۔

(بی) خانگی تشدد کے ارتکاب میں رہتی ہو۔

(سی) اس جگہ داخل ہو جہاں مظلوم ملازمت کرتی ہے یا اگر وہ بچہ ہے تو اس کے اسکول یا اس جگہ جائے جہاں مظلوم کی آمد ورفت زیادہ رہتی ہو۔

(ڈی) مظلوم سے کسی بھی طریقہ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرے خواہ ذاتی طور پر زبانی طور پر تحریری طور یا الیکٹرانک میڈیا (ٹیلیفون ای میل وغیرہ) کے ذریعہ۔

(ای) کسی جائیداد یا اثاثہ پر غاصبانہ قبضہ، بینک کھاتہ یا کھاتوں جو مظلوم مدعی اور مدعا علیہ کے مشترکہ یا مظلوم کے اپنے نام سے ہوں سے رقم نکالے۔ بشمول مظلوم کا استری دھن یا دیگر کوئی جائیداد جو فریقین کے مشترکہ ملکیت یا مظلوم مدعی کی انفرادی ملکیت میں ہو، سوائے اس کے کہ مجسٹریٹ نے اس کی اجازت دیدی ہو۔

(ایف) مظلوم مدعی کے بچوں رشتہ داروں یا کسی ایسے شخص کو جس

نے خانگی تشدد سے مظلوم کو بچانے کی کوشش کی ہو ان پر تشدد کرے۔ جس کی حکم تحفظ میں وضاحت کی گئی ہو۔

(جی) کسی ایسے کام کا مرتکب ہو۔

۱۹-رہائش کے بارے میں حکم

ایکٹ کی دفعہ ۱۲ کی ذیلی (۱) کے تحت درخواست پر کارروائی کرتے ہوئے مجسٹریٹ اس امر کی بابت اطمینان کر کے کہ خانگی تشدد کا ارتکاب ہوا ہے رہائش کے بارے میں حکم صادر کر سکتا ہے جس کے تحت

(اے) مدعا علیہ پر پابندی ہوگی کہ وہ مظلوم مدعی کو مشترکہ رہائش گاہ سے نہ خارج کر سکتا ہے نہ کسی دیگر طریقہ سے اس کے قبضہ کو ختم کر سکتا ہے خواہ مدعی کا اس رہائش گاہ میں کوئی قانونی یا مساوی حق نہ ہو

(بی) مدعا علیہ کو حکم دے کہ وہ مشترکہ رہائش گاہ سے علیٰحدہ رہے۔

(سی) مدعا علیہ یا اس کے کسی بھی رشتہ دار کو مشترکہ رہائش گاہ کے اس حصہ میں داخل ہونے کی ممانعت جس میں مظلوم مدعی رہائش پذیر ہے۔

(ڈی) مدعا علیہ کو اس کی ممانعت کہ وہ مشترکہ رہائش گاہ کو منتقل کرے، یا اسے فروخت کرے یا غاصبانہ قبضہ کرے۔

(ای) مدعا علیہ کو مشترکہ رہائش گاہ میں اپنے حق سے دستبرداری سے روکنا سوائے اس کے کہ مجسٹریٹ نے اس کی اجازت دیدی ہو۔

(ایف) مدعا علیہ کو یہ ہدایت دینا کہ اگر حالات کے تحت مطلوب ہو تو وہ مدعیہ کو ایسی ہی متبادل رہائشی سہولیات فراہم کرے، جیسی اسے مشترکہ رہائش گاہ میں میسر تھیں اور نئی رہائش گاہ کا کرایہ ادا کرے اس شرط کے ساتھ کہ کلاز (بی) کے تحت اس فریق کے خلاف کوئی حکم صادر نہیں کیا گیا جائے گا جو عورت ہو۔

(۲) مجسٹریٹ کوئی اضافی شرط بھی عائد کر سکتا ہے یا کوئی دیگر ہدایت جاری کر سکتا ہے جو اس کے خیال میں مناسب طور پر ضروری ہو جس کے تحت مظلوم مدعی یا اس کے بچوں یا کسی بچہ کو تحفظ فراہم کرنا مقصود ہو۔

(۳) مجسٹریٹ مدعا علیہ کو ہدایت دے سکتا ہے کہ وہ ضمانت یا بغیر ضمانت ایک بانڈ (اقرارنامہ) داخل کرے جس کے تحت وہ خانگی تشدد کا ارتکاب نہ کرنے کا پابند ہوگا۔

(۴) ذیلی دفعہ (بی) کے تحت صادر شدہ حکم کو تعزیرات ہند ۱۹۷۳ء کے باب VIII کی مندرجات کے تحت حکم سمجھا جائے گا اور اسی کے مطابق کارروائی عمل میں آئے گی۔

(۵) ذیلی دفعہ (۱) (۲) اور (۳) کے تحت حکم جاری کرتے ہوئے عدالت قریب ترین واقع پولس اسٹیشن کے انچارج کو حکم صادر کر سکتی ہے کہ وہ مدعیہ کو تحفظ فراہم کرے۔ یا اس حکم کے نفاذ میں اس خاتون یا اس کی طرف سے کسی دوسرے شخص کی مدد کرے۔

(۶) ذیلی دفعہ (۱) کے تحت حکم جاری کرتے ہوئے مجسٹریٹ مدعا علیہ کو اس بابت کا پابند کر سکتا ہے کہ وہ کرایہ اور دیگر واجبات کی ادائیگی کرے۔ اس سلسلے میں فریقین کی مالی ضرورتوں کو پیش نظر رکھا جائے گا۔

(۷) مجسٹریٹ اس پولیس اسٹیشن کو جس علاقہ میں مجسٹریٹ تعینات ہے یہ ہدایت دے سکتا ہے کہ وہ تحفظ کی بابت عدالتی حکم پر عمل درآمد میں مدد کرے۔

(۸) مجسٹریٹ مدعا علیہ کو یہ ہدایت صادر کر سکتا ہے کہ وہ مدعیہ کو اس کا استری دھن یا دیگرا ثاثے اور بیش قیمت اشیاء کا قبضہ واپس کرے جس کی وہ مستحق ہے۔

۲۰-مالی راحت

ایکٹ کی دفعہ ۱۲ کی ذیلی دفعہ (۱) کے تحت درخواست کا فیصلہ کرتے ہوئے مجسٹریٹ مدعا علیہ کو یہ حکم دے سکتا ہے کہ وہ مدعیہ کو مالی معاوضہ ادا کرے جو اس کے اس نقصان کی تلافی کر سکے جو مظلوم اور اس کے بچوں کو تشدد کے سبب برداشت کرنا پڑا۔ معاوضہ کی مد میں مندرجہ ذیل شامل ہیں لیکن یہ انہی تک محدود نہیں

(اے) آمدنی کا نقصان (بی) طبی اخراجات

(سی) وہ نقصان جو مظلوم کی ملکیت میں جائیداد یا اسے نقصان پہنچانے سے ہوا۔

(ڈی) مظلوم اور اس کے بچوں کو گذارے کے لیے خرچہ اگر ضروری

ہو۔نیز تعزیرات ہند کی دفعہ ۲۵ کے تحت بھی نیز کسی دیگر قانون کے تحت جو اس وقت نافذ العمل ہوایک اضافی حکم کے ذریعہ گذارے کے اخراجات ادا کرنے کا حکم صادر کیا جا سکتا ہے۔

(۲)مالی معاوضہ کی یہ رقم معقول،مناسب اور کافی ہوگی اور اس معیارِ زندگی کے مطابق ہوگی جس کی مظلوم مدعیہ عادی ہے۔

(۳) اگر مقدمہ کی نوعیت اور حالات اس کے متقاضی ہوں تو مجسٹریٹ اس دفعہ کے تحت صادر کردہ اپنے حکم میں مدعا علیہ کو ہدایت کر سکتا ہے کہ وہ مدعیہ کو یکمشت ماہانہ رقم ادا کرے جو اس کے گذارے کے لیے کافی اور معقول ہو۔

(۴) مجسٹریٹ اس مقدمے کے فیصلہ کی ایک نقل جو مالی معاوضہ کے لیے ہے اس پولس اسٹیشن کو بھی ارسال کرے گا جس کے دائرہ عمل کے تحت مدعا علیہ قیام پذیر ہے۔

(۵)ذیلی دفعہ(۱) کے تحت مجسٹریٹ نے مالی معاوضہ کی ادائیگی کے لیے جو میعاد مقرر کی ہے مدعا الیہ اسی مدت کے دوران اس رقم کی ادائیگی کرنے کا پابند ہوگا۔

(۶)اگر ذیلی دفعہ(۱) کے تحت صادر کردہ حکم کے مطابق مدعا علیہ مالی معاوضہ کی رقم ادا کرنے سے قاصر رہتا ہے تو مجسٹریٹ مدعا علیہ کے آجر یا اس کے مقروض شخص کو حکم دے سکتا ہے کہ وہ رقم کی ادائیگی براہِ راست مدعیہ کو کریں یا اس کی تنخواہ یا قرض کی واجب الادا رقم کا ایک حصہ عدالت میں جمع کرائیں اس طرح موصول ہونے والی رقم کو معاوضہ کی واجب الادا رقم میں محسوب کرلیا جائے گا۔

۲۱-تحویل کی بابت حکم

اس وقت نافذ العمل کسی بھی قانون کے باوجود اس مقدمہ کی سماعت کے دوران مجسٹریٹ کسی بھی موقعہ پر اس ایکٹ کے تحت حکم تحفظ یا کسی دیگر راحت کی یا مدعیہ کے بچوں کو اس کی تحویل یا اس کی جانب سے پیش ہونے والے کسی شخص کی تحویل میں دینے کی ہدایت دے سکتا ہے اور اگر ضروری ہو تو یہ ہدایت بھی جاری کرسکتا ہے کہ مدعا علیہ کو اس بچے یا بچوں سے ملاقات کا موقع دیا جائے اس شرط کے ساتھ کہ اگر مجسٹریٹ کی رائے میں مدعا علیہ کی بچوں سے ملاقات ان کے مفاد کے لیے ضرر رساں ہوسکتی ہے تو وہ ایسی اجازت دینے سے منع کرسکتا ہے۔

۲۲-معاوضہ کی بابت حکم

اس دیگر راحت کے علاوہ جو اس ایکٹ کے تحت دی جائیں مدعیہ کی جانب سے درخواست دیے جانے پر مجسٹریٹ مدعا علیہ کو یہ حکم دے سکتا ہے کہ خانگی تشدد کے سبب مدعیہ کو جو زخم آئے ذہنی اذیت اور جذباتی آلام کا شکار ہوئی اس کے تاوان کے طور پر اسے معاوضہ ادا کرے۔

۲۳-عبوری اور یک طرفہ حکم جاری کرنے کا اختیار

اس ایکٹ کے تحت مقدمہ کی سماعت کے دوران مجسٹریٹ اگر مناسب اور موزوں سمجھے تو عبوری حکم بھی صادر کرسکتا ہے

(۲)اگر مجسٹریٹ کی رائے میں بادی النظر میں یہ بات واضح ہے کہ مدعا علیہ نے خانگی تشدد کا ارتکاب کیا تھا یا کیا جا رہا ہے یا اس کے ارتکاب کا امکان ہے تو وہ مدعیہ کے حلف نامہ کی بنیاد پر اس ایکٹ کی دفعات ۱۹، ۲۰، ۲۱، یا جیسی صورت حال ہو اس کے مطابق دفعہ ۲۲ کے تحت مدعیہ کے حق میں یک طرفہ (ایکس پارٹے) حکم صادر کرسکتا ہے۔

۲۴-عدالت فیصلہ کی نقول مفت فراہم کرے گی

اس ایکٹ کے تحت زیر سماعت کسی مقدمہ کا فیصلہ کرتے ہوئے مجسٹریٹ یہ ہدایت بھی جاری کرے گا کہ فیصلہ کی نقول فریقین مقدمہ کو مفت فراہم کی جائیں۔اس کے علاوہ پولس اسٹیشن کے انچارج کو جس کے علاقے میں مجسٹریٹ تعینات ہے اور سروس فراہم کنندہ کو جو اس علاقہ میں کام کر رہا ہے اور اس مقدمہ میں شریک ہے انہیں بھی فیصلہ کی نقول مفت دی جائیں گی۔

۲۵-فیصلے کے نفاذ کی مدت اور اس میں ترمیم وتبدیلی

(۱)اس ایکٹ کے تحت جاری کردہ کوئی حکم اس وقت تک نافذ العمل رہے گا جب تک کہ مظلوم مدعیہ اسے کالعدم کرنے کی درخواست نہ دے۔

(۲)اگر مدعیہ یا مدعا علیہ کی جانب سے دی گئی درخواست پر مجسٹریٹ مطمئن ہے کہ ایسے حالات ہیں جن کے مدنظر ایکٹ کے تحت صادر شدہ حکم میں ترمیم یا تبدیلی کی جاسکتی ہے یا اسے منسوخ کیا جا سکتا ہے تو اس بارے میں وجوہات کو ضبط تحریر میں لاکر کوئی مناسب حکم جاری کرسکتا ہے۔

۲۶-دیگر مقدمات اور عدالتی کارروائیوں میں راحت عطا کرنا

(۱) اس ایکٹ دفعات ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، اور ۲۲ کے تحت دستیاب راحت (ریلیف) کے حصول کے لیے کسی بھی دیوانی عائلی (فیملی) یا فوجداری عدالت میں درخواست دی جاسکتی ہے جو مدعیہ اور مدعا علیہ پر اثر انداز ہوتی ہو۔ خواہ مقدمہ کی یہ کارروائی اس ایکٹ نے نافذ العمل ہونے سے قبل شروع کی ہو یا بعد میں۔

(۲) اس ایکٹ کی ذیلی دفعہ (۱) کے تحت دستیاب راحت کے لیے مستغیث (مدعیہ) اس راحت کے علاوہ بھی درخواست کرسکتی ہے جو کسی دیگر دیوانی یا فوجداری عدالت میں مدعیہ نے طلب کی ہو۔

(۳) اگر اس ایکٹ کے تحت زیر سماعت مقدمہ کے علاوہ مدعیہ کو کسی دیگر مقدمے میں عدالت سے راحت ملی ہے تو مدعیہ اس کے بارے میں اس ایکٹ کے تحت مقدمہ کی سماعت کرنے والے مجسٹریٹ کو مطلع کرے گی۔

۲۷-دائرۂ اختیار

جوڈیشیل مجسٹریٹ درجہ اول یا میٹروپالیٹن مجسٹریٹ (جیسی بھی صورتحال ہو اسکے مطابق) جن کی مقامی حدود میں

(اے) مظلوم مستقل یا عارضی طور پر رہائش پذیر ہے اور ملازمت یا کاروبار کررہا ہے۔

(بی) مدعا علیہ اس علاقہ میں رہتا، ملازمت یا کاروبار کرتا ہے

(سی) کاروائی کی وجہ موجود ہے لہٰذا عدالت مجاز ایکٹ کے تحت حکم تحفظ صادر کرسکتی ہے۔ اور اس ایکٹ کے تحت جرم کے خلاف مقدمہ کی سماعت کرسکتی ہے۔

(۲) اس ایکٹ کے تحت جو حکم جاری کیا جائے وہ پورے ملک میں نافذ العمل ہوگا۔

۲۸-ضابطہ کا طریقہ کار

ماسوائے اس کے کہ ایکٹ میں اس کے برخلاف مذکورہ تمام عدالتی کارروائیاں جو ایکٹ کی دفعہ ۱۲، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳ کے تحت عمل میں آئیں اور دفعہ ۲۳ کے تحت جرم پر مجرمانہ کارروائی ضابطہ ۱۹۷۳ کا اطلاق ہوگا۔

(۲) ذیلی دفعہ (۱) کی مندرجات کسی مجسٹریٹ کو زیر دفعہ ۱۲ یا دفعہ ۲۳ کی ذیلی دفعہ (۱) کے تحت موصولہ درخواست کی سماعت کے لیے اپنا ضابطہ کارروائی مقرر کرنے میں مانع نہیں ہوں گی۔

۲۹-اپیل (مرافعہ)

اگر مجسٹریٹ مدعیہ یا مدعا علیہ کے بارے میں کوئی فیصلہ صادر کرے تو یہ فیصلہ سنائے جانے کی تاریخ سے تیس دن کے اندر سیشن عدالت میں اس کے خلاف اپیل دائر کی جاسکتی ہے۔

باب پنجم (V)

متفرقات

۳۰-افسر تحفظ اور سروس فراہم کنندگان ملازم سرکار ہوں گے

افسر تحفظ اور سروس فراہم کرنے والوں کا عملہ جو اس ایکٹ کی دفعات یا اس ایکٹ کے تحت مرتب کردہ رولز (ضوابط) کے مطابق کارروائی کرتے ہیں تو انہیں ضابطہ فوجداری ہند کے ضابطہ ۲۱ کی مندرجات کے مطابق سرکاری ملازم سمجھا جائے گا۔

۳۱-مدعا علیہ کی جانب سے حکم تحفظ کی خلاف ورزی پر جرمانہ

اگر مدعا علیہ تحفظ کے حکم یا عبوری حکم کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوتا ہے تو ایکٹ کے تحت یہ ایک مجرمانہ فعل ہوگا اور مدعا علیہ مستوجب سزا ہوگا یہ سزا ایک سال تک کی قید یا بیس ہزار روپے جرمانہ تک ہوسکتی ہے دونوں سزائیں ایک ساتھ بھی دی جاسکتی ہیں۔

(۲) ذیلی دفعہ (۱) کے تحت جرم کے کیس کی سماعت جہاں تک ممکن ہوگا وہی مجسٹریٹ کرے گا جس کے حکم کی مدعا علیہ نے خلاف ورزی کی ہے۔

(۳) ذیلی دفعہ (۱) کے تحت الزامات مرتب کرتے ہوئے مجسٹریٹ تعزیرات ہند کی دفعہ ۴۹۸ اے یا اس کوڈ (ضابطہ) کی کسی دیگر دفعہ یا جہیز کی ممانعت ایکٹ ۱۹۶۱ کی کسی دفعہ کے تحت بھی فرد جرم مرتب کرسکتا ہے اگر ایسے حقائق سامنے آئیں جن سے ان دفعات کے تحت ارتکاب جرم ثابت ہوتا ہو۔

۳۲-اختیار سماعت اور ثبوت

(۱) ضابطہ فوجداری ۱۹۷۴ء کی مندرجات کے باوصف اس ایکٹ کی دفعہ ۳۱ کی ذیلی دفعہ کے تحت ارتکاب جرم کو قابل دست اندازی پولس سمجھا جائے گا اور یہ جرم نا قابل ضمانت ہوگا۔

(۲) مظلوم قانون کی تنہا شہادت پر ہی عدالت یہ نتیجہ اخذ کرسکتی ہے کہ دفعہ ۳۱ کی ذیلی دفعہ ا کے تحت (مدعا علیہ) نے ارتکاب جرم کیا ہے۔

۳۳-افسرِ تحفظ پر عدم ادائیگی فرائض پر جرمانہ

اگر کوئی افسر تحفظ مجسٹریٹ کی جانب سے حکم تحفظ کے اجراء پر عمل درآمد سے قاصر رہتا ہے یا عمل کرنے سے بلا کسی معقول عذر کے انکار کرتا ہے تو اسے ایک سال تک کی سزائے قید یا بیس ہزار روپیہ جرمانہ ہوسکتا ہے یہ دونوں سزائیں ایک ساتھ بھی دی جاسکتی ہیں۔

۳۴-افسرِ تحفظ کے خلاف ارتکاب جرم کے الزام کی سماعت

افسرِ تحفظ کے خلاف کوئی عدالتی کارروائی اس وقت تک نہیں کی جاسکے گی جب تک یہ ریاستی سرکار یا اس کی جانب سے بااختیار افسر سے پیشگی منظوری حاصل کر کے اس کے خلاف درخواست نہ دی گئی ہو۔

۳۵-نیک نیتی سے کیے گئے کسی اقدام کی بابت تحفظ

(۱) اس ایکٹ کی دفعات یا اس کے تحت مرتب کردہ ضابطہ یا کسی حکم کی تعمیل میں اگر افسرِ تحفظ نیک نیتی سے کوئی اقدام کرتا ہے یا کرنے کا ارادہ کرتا ہے اور اس سے کوئی نقصان واقع ہوتا ہے یا اس کا امکان ہے تو اس کے خلاف اس ایکٹ یا کسی دیگر ایکٹ کے تحت کسی قسم کی تعزیری یا قانونی کارروائی نہیں کی جائے گی۔

۳۶-اس ایکٹ سے کسی دیگر قانون کا استخفاف (بے وقعتی) نہیں ہوگی

اس ایکٹ کی دفعات اس وقت نافذ العمل کسی قانون کی دفعات کو بےاثر نہیں بنا سکیں گی۔

۳۷-ضوابط مرتب کرنے کے سلسلے میں مرکزی حکومت کے اختیارات

(۱) اس ایکٹ کی دفعات پر عمل درآمد کرنے کی غرض سے مرکزی حکومت ایک نوٹیفکیشن جاری کر کے ضوابط مرتب کرسکتی ہے۔

(۲) خصوصاً اور اوپر مذکور اختیار کی عمومیت پر اثر انداز ہوئے بغیر، یہ ضوابط مندرجہ ذیل امور سے متعلق ہوں گے۔

(اے) وہ قابلیت اور تجربہ جس کا ایک افسرِ تحفظ کو اس ایکٹ کی دفعہ ۸ کی ذیلی دفعہ (۲) کے مطابق حامل ہونا چاہئے۔

(بی) ایکٹ کی دفعہ ۸ کی ذیلی دفعہ کے تحت افسر تحفظ اور اس کے ماتحت عملہ کی شرائط ملازمت۔

(سی) وہ فارم اور طریقہ کار مرتب کرنا، جس کے تحت ایکٹ کی دفعہ ۹ کی ذیلی دفعہ (۱) کے کلاز (بی) کے تحت خانگی حادثہ کی رپورٹ پیش کی جائے گی۔

(ڈی) وہ فارم اور طریقہ کار جس کے مطابق مظلوم کی جانب سے تحفظ کا حکم جاری کرنے کے لیے مجسٹریٹ کو درخواست پیش کی جائے گی۔

(ای) وہ فارم جس کے ذریعہ ایکٹ کی دفعہ ۹ کی ذیلی دفعہ (۱) کی کلاز (ڈی) کے تحت شکایت درج کرائی جائے گی۔

(ایف) وہ دیگر فرائض جو افسرِ تحفظ اس ایکٹ کی دفعہ ۹ ذیلی (۱) کلاز (آئی) کی مندرجات کے مطابق انجام دے گا۔

(جی) اس ایکٹ کی دفعہ ۱۰ کی ذیلی دفعہ (۱) کے تحت سروس فراہم کنندگان کے رجسٹریشن کی بابت ضوابط

(ایچ) اس ایکٹ کی دفعہ ۱۲ کی ذیلی دفعہ (۱) کے تحت راحت کے لیے درخواست پیش کیے جانے کا فارم اور وہ تفصیلات جو اس دفعہ کی ذیلی (۳) کے مطابق اس فارم (درخواست) میں درج کی جائیگی۔

(آئی) ایکٹ کی دفعہ ۱۳ کی ذیلی دفعہ (۱) کے تحت نوٹس کی تعمیل کرائے جانے کا طریقہ کار

(جے) فارم برائے اظہار ڈیکلریشن اس ایکٹ کی دفعہ ۱۳ کی ذیلی دفعہ ۲ کے تحت افسرِ تحفظ کے ذریعہ یہ اظہار کہ نوٹس کی تعمیل کردی گئی ہے۔

(کے) وہ قابلیت اور تجربہ جو ایک سروس فراہم کنندہ کو اس ایکٹ کی دفعہ ۱۴ کی ذیلی (۱) کے تحت حامل ہونا چاہئے۔

(ایل) وہ فارم جس کے ذریعہ اس ایکٹ کی دفعہ ۲۳ کی ذیلی دفعہ کے

تحت مظلوم کو حلف نامہ پیش کرنا ہوگا۔

(ایم) کوئی دیگر معاملہ (امور) جو مقرر کیا گیا ہے یا مقرر کیا جانا ہے۔

(۳) اس ایکٹ کے تحت مرتب کردہ تمام ضوابط کی ترتیب مکمل ہونے کے بعد انہیں جلد سے جلد پارلیمنٹ نے دونوں اجلاس میں جن کے انعقاد کی مدت ۳۰ دن سے کم نہ ہو کے روبرو پیش کیا جائے گا، یا اجلاس ایک نشست یا دو تین متواتر نشستوں پر مشتمل ہو سکتے ہیں یا اگر وہ سیشن ختم ہو گیا تو اس کے بعد منعقد ہونے والے سیشن یا مذکورہ بالا سیشن کے مابعد منعقد ہونے والے سیشن میں ان پر غور ہوگا۔ دونوں ایوان ان ضوابط میں ترامیم پر رضامند ہو سکتے ہیں یا دونوں ایوان اس پر اتفاق کر سکتے ہیں۔ یہ ضوابط نہ بنائے جائیں۔ لہٰذا یہ ضوابط ان ترامیم شدہ صورت میں ہی نافذ ہوں گے یا نافذ نہیں ہوں گے جیسی بھی صورت حال ہو۔ اس کے مطابق بہر حال ان ترامیم یا منسوخ کئے جانے کا اثر اس کارروائی پر نہیں پڑے گا جو اس ضابطہ کے تحت پہلے عمل میں آ چکی ہے۔

خواتین کو خانگی تشدد سے محفوظ رکھنے کی بابت قانون ۲۰۰۶ء

نئی دہلی مؤرخہ ۱۷/ اکتوبر ۲۰۰۶ء

خواتین اور بچوں کے فروغ کی وزارت:

سی ایس آر ۶۴۴ (ای) خواتین کو خانگی تشدد سے بچانے ایکٹ (۲۰۰۵ء کا ۴۳ واں ایکٹ) کی دفعہ ۳۷ کے تحت حاصل اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے مرکزی حکومت یہاں مندرجہ ذیل ضابطے تشکیل دیتی ہے۔

مختصر عنوان (نام) اور نفاذ (۱) ان ضوابط کو خانگی تشدد سے خواتین کا تحفظ ضوابط ۲۰۰۶ کہا جائے گا۔

۱۔ اس کا نفاذ ۲۶/ اکتوبر ۲۰۰۶ء سے عمل میں آئے گا۔

۲۔ **تعبیر و تشریح**: ان ضوابط میں جب تک عبارت سے کوئی دوسرا مفہوم مراد نہ ہو۔

(اے) ایکٹ سے مراد خانگی تشدد سے خواتین کا تحفظ ایکٹ ۲۰۰۵ مراد ہوگا۔

(بی) شکایت سے مراد کسی شخص کی جانب سے افسر تحفظ کے روبرو زبانی یا تحریری الزام پیش کرنا ہے۔

(سی) مشیر (کاؤنسلر) اس سے مراد سروس فراہم کرنے والے ادارہ کا وہ عہدہ دار ہے جسے دفعہ (۱۴) کی ذیلی دفعہ (۱) کے تحت صلاح دینے کا اختیار ہو۔

(ڈی) فارم سے مراد وہ گوشوارہ ہے جو ان ضوابط کے ساتھ منسلک ہے۔

(ای) سیکشن (دفعہ) سے مراد اس ایکٹ کی دفعہ ہے۔

(ایف) ان ضوابط میں جو الفاظ و اصطلاحات استعمال کی گئی ہیں لیکن ان کی تشریح نہیں گئی ہے، البتہ ایکٹ میں ان کی تعبیر و تشریح موجود ہے تو ان سے وہی مفہوم مراد لیا جائے گا جو ایکٹ میں بیان کیا گیا ہے۔

۳۔ افسر تحفظ کی صلاحیت اور تجربہ:

(۱) ریاستی سرکار کے ذریعہ جس افسر تحفظ کا تقرر کیا جائے وہ سرکاری یا کسی غیر سرکاری ادارہ کا ممبر ہونا چاہئے۔ اس شرط کے ساتھ کہ اس میں خواتین کو ترجیح دی جائے گی۔

(۲) ایکٹ کے تحت جس شخص کا تقرر بطور افسر تحفظ (پروٹیکشن آفیسر) کیا جائے گا اسے سماجی سیکٹر میں کام کرنے کا کم سے کم تین سال کا تجربہ ہونا چاہئے۔

(۳) افسر تحفظ کے عہدہ کی میعاد کم سے کم تین سال ہوگی۔

(۴) اس ایکٹ اور ان ضوابط کے تحت اپنی ذمہ داریوں کو مؤثر طریقہ سے ادا کرنے کے لئے ریاستی سرکار افسر تحفظ کو دفتر اور دیگر سہولیات بہم پہنچائے گی۔

۴۔ افسر تحفظ کو اطلاع:

(۱) کوئی بھی شخص جو اس بات سے آگاہ ہے کہ خانگی تشدد کا ارتکاب کیا گیا ہے یا کیا جا رہا ہے یا اس کے ارتکاب کا امکان ہے وہ اس علاقہ کے

متعلقہ افسر تحفظ کو زبانی یا تحریری طور پر اس کی اطلاع دے سکتا ہے۔

(۲) ذیلی دفعہ (۱) کے تحت افسر تحفظ کو جو اطلاع دی جائے گی اگر وہ اطلاع زبانی ہے تو افسر تحفظ اسے ضبط تحریر میں لائے گا، اور اس بات کو یقینی بنائے گا کہ اطلاع دینے والا شخص اس پر دستخط کرے اور اگر اطلاع دینے والا شخص تحریری اطلاع دینے کی پوزیشن میں نہیں ہے تو افسر تحفظ اس شخص کی شناخت کی بابت ریکارڈ رکھے گا۔

(۳) افسر تحفظ اس تحریر شدہ اطلاع کی ایک نقل اطلاع دہندہ کو مفت فراہم کرے گا۔

۵۔ خانگی حادثہ کی بابت رپورٹ (۱) خانگی تشدد کی اطلاع ملنے پر افسر تحفظ فارم (۱) کی خانہ پری کر کے خانگی حادثہ کی رپورٹ مرتب کرے گا اور اسے مجسٹریٹ کو پیش کرے گا، نیز اس کی نقل جس علاقے میں خانگی تشدد کے ارتکاب کی اطلاع ملی ہے اس سے وابستہ پولس اسٹیشن کو روانہ کرے گا اور ایک نقل اس علاقے کے سروس فراہم کرنے والے کو بھیجی جائے گی۔

(۲) کسی مظلوم شخص کی درخواست پر سروس فراہم کرنے والا عہدہ دار فارم (۱) میں خانگی حادثہ کی رپورٹ مرتب کر کے اس کی ایک نقل مجسٹریٹ کو اور ایک اس متعلقہ افسر کو ارسال کرے گا، جس کے دائرۂ اختیار کے تحت آنے والے علاقہ میں خانگی تشدد کی یہ مبینہ واردات ہوئی ہے۔

۶۔ مجسٹریٹ کو درخواست: دفعہ (۱۲) کے تحت کسی بھی مظلوم کی درخواست فارم (۲۱) یا جہاں تک ممکن ہو اس سے مماثلت رکھنے والے فارم میں مرتب کی جائے گی۔

(۲) کوئی مظلوم شخص ذیلی دفعہ (۱) کے تحت اپنی درخواست / شکایت مرتب کرنے اور متعلقہ مجسٹریٹ کو بھیجنے میں افسر تحفظ سے مدد طلب کر سکتا ہے۔

(۳) اگر شکایت کنندہ مظلوم شخص ناخواندہ ہے تو افسر تحفظ درخواست پڑھ کر اسے سنا سکتا ہے اور اس کی مندرجات سے اسے آگاہ کر سکتا ہے۔

(۴) دفعہ ۲۳ (۲) کی ذیلی دفعہ (۲) کے جو حلف نامہ پیش کیا جانا ہے اسے فارم III کے ذریعہ پُر کیا جائے گا۔

(۵) دفعہ ۱۲ کے تحت دی گئی درخواستوں پر کارروائی اور اس پر حکم تعزیرات ہند ۱۹۷۳ء کی دفعہ ۱۲۵ میں مذکور طریق کار کے مطابق عمل میں آئے گی۔

۷۔ مجسٹریٹ سے یک طرفہ حکم حاصل کرنے کے لئے حلف نامہ

(۱) مجسٹریٹ سے دفعہ ۲۳ کی ذیلی دفعہ کے تحت یک طرفہ حکم حاصل کرنے کے لئے ہر حلف نامہ فارم 111 کے ذریعہ پیش کیا جائے گا۔

۸۔ افسر تحفظ کے فرائض اور ذمہ داریاں

(i) افسر تحفظ کی یہ ذمہ داری ہوگی کہ وہ شکایت درج کرانے میں مظلوم کی مدد کرے گا۔

(ii) وہ شکایت کنندہ مظلوم عورت کو اس کے حقوق سے مطلع کرے گا، ان کا تذکرہ ایکٹ کے تحت فارم iv میں ہے جو انگریزی یا دیگر مقامی زبان میں ہو سکتا ہے۔

(iii) وہ متعلقہ شکایت کنندہ کو دفعہ ۱۲ یا دفعہ ۲۳ کی ذیلی دفعہ (۲) یا ایکٹ کی کسی دوسری دفعہ کے تحت یا اس کے تحت بنائے گئے ضوابط کے مطابق درخواست مرتب کرنے میں مدد کرے گا۔

(iv) دفعہ ۱۲ کے تحت دی گئی درخواست کی مندرجات کے مطابق خطرہ کا اندازہ لگا کر اور فارم (v) کے مطابق مظلوم کے مشورہ سے اس پر مزید خانگی تشدد کو روکنے کے لئے ایک حفاظتی منصوبہ اور حفاظتی اقدامات عمل میں لائے گا۔

(v) ریاست کی جانب سے قانونی امداد فراہم کرنے والی اتھارٹی کے ذریعہ قانونی امداد بہم پہنچانا۔

(vi) مظلوم یا بچے کو طبی امداد بہم پہنچانا اور اس امداد کی فراہمی کے لئے گاڑی کا انتظام کرنا۔

(vii) مظلوم اور بچوں کو پناہ گاہ تک پہنچانے کے لئے سواری کا بندو بست کرنا۔

(viii) اس ایکٹ کے تحت مقرر کئے گئے سروس فراہم کرنے والوں کو مطلع کرنا کہ ایکٹ کے تحت کارروائی کے لئے ان کی مدد درکار ہوگی اور ان سے ان ممبران کی بابت درخواستیں طلب کرنا جنھیں اس کیس میں کارروائی

کے لئے دفعہ (۱۴) کی ذیلی دفعہ (۱) کے تحت کاؤنسلر (مشیر) یا دفعہ (۱۵) کے تحت ویلفیر ایکسپرٹ کے طور پر مقرر کیا جا سکتا ہے۔

(ix) بطور کاؤنسلر مقرر کئے جانے کے لئے موصولہ درخواستوں کی جانچ کر کے دستیاب مشیروں کی فہرست مجسٹریٹ کو ارسال کرنا۔

(x) ہر تین سال کے اندر دستیاب کاؤنسلروں کی ترمیم شدہ فہرست متعلقہ مجسٹریٹ کو فراہم کرنا۔

(xi) دفعہ ۹، ۱۲، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، یا ایکٹ نیز ان ضوابط کے تحت ارسال کردہ رپورٹوں کا ریکارڈ رکھنا۔

(xii) مظلوم اور اس کے بچوں کے تحفظ کو یقینی بنانا تاکہ خانگی تشدد کے خلاف شکایت کرنے پر ان کو ظلم یا دباؤ کا شکار نہ بنایا جا سکے۔

(xiii) اس ایکٹ اور ان ضوابط میں مندرجہ طریقہ کار کے مطابق مظلوم فرد/افراد/ پولیس اور سروس فراہم کرنے والوں کے درمیان رابطہ رکھنا۔

(xiv) اپنے زیر اختیار علاقے میں سروس فراہم کرنے والوں، طبی سہولیات، شیلٹر ہوم کا باضابطہ ریکارڈ رکھنا

۲۔ دفعہ (۹) کی ذیلی دفعہ (۱) کے کلازاے تا ایچ کے تحت مذکورہ ذمہ داریوں کے علاوہ ہر افسر تحفظ کی یہ ذمہ داری ہوگی کہ وہ

(اے) اس ایکٹ کی دفعات اور ضوابط کی مندرجات کے مطابق مظلوم کو خانگی تشدد سے تحفظ فراہم کرے۔

(بی) اس ایکٹ اور ضوابط کے مندرجات کے مطابق ایسے تمام مناسب اقدامات کرے کہ خانگی تشدد کا اعادہ نہ ہو۔

۹۔ ہنگامی نوعیت کے کیسوں میں کی جانے والی کارروائی:

اگر افسر تحفظ یا سروس فراہم کرنے والے کو ای میل ٹیلیفون یا کسی ایسے ہی ذریعہ سے خود مظلوم یا کسی ایسے شخص کی طرف سے جو اس بات سے واقف ہو کہ خانگی تشدد ہو رہا ہے، یا ہونے کا امکان، ایسی شکایت ملے تو ایسی نوعیت میں افسر تحفظ یا سروس فراہم کنندہ فوری طور پر پولس کو مطلع کرے گا اور پولس افسر تحفظ یا سروس فراہم کنندہ کے ساتھ (جیسا بھی کیس ہو) جائے واقعہ پہنچ کر شکایت درج کرے گا اور اسے مناسب کارروائی کے لئے متعلقہ مجسٹریٹ کو پیش کرے گا۔

۱۰۔ افسر تحفظ کی دیگر ذمہ داریاں:

(۱) اگر کسی افسر تحفظ کو مجسٹریٹ کی جانب سے تحریری ہدایات ملیں۔

اگر عدالت کو وضاحت مطلوب ہو تو افسر تحفظ اس مشترکہ جائیداد کا موقع معائنہ کرے گا۔ اور اس رپورٹ کی بنیاد پر عدالت اس ایکٹ کے تحت فریق مظلوم کو ایک طرفہ (ایکس پارٹی) حکم امتناعی جاری کرے گی، موقع معائنہ کے لئے عدالت تحریری حکم جاری کرے گی۔

(بی) مناسب انکوائری کے بعد افسر تحفظ تنخواہ اثاثے بینک کھاتے اور دیگر دستاویزات کی بابت جس کے لئے عدالت نے ہدایات جاری کی ہوں اپنی رپورٹ پیش کرے گا۔

(سی) فریق مظلوم کے ذاتی مال، اثاثے، زیورات اور مشترکہ رہائش کا قبضہ فریق مظلوم کے حق میں بحال کرائے گا۔

(ڈی) فریق مظلوم کو اس کے بچے/بچوں کی بازیابی میں مدد کرے گا اور عدالت کی ہدایات کے بموجب اپنی نگرانی میں ان سے ملاقات کے حق کو بحال کرائے گا۔

(ای) مجسٹریٹ کی ہدایات کے مطابق عدالتی کارروائی کے تحت صادر شدہ احکامات کو روبعمل لانے میں مدد دے گا بشمول وہ احکامات جو اس ایکٹ کی دفعات ۱۲، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱ اور ۲۳ کے تحت جاری کئے گئے ہوں ان کا نفاذ اس طریقہ کار کے مطابق عمل میں آئے گا۔ جس کی عدالت نے وضاحت کی ہو۔

(ایف) اگر خانگی تشدد میں کسی ہتھیار کا استعمال ہوا ہے تو اگر ضروری ہو تو پولس کی مدد حاصل کر کے وہ ہتھیار برآمد کرائے گا۔

(۲) اس ایکٹ کی مندرجات اور ان ضوابط کی دفعات کا نفاذ کرنے کے لئے ریاستی سرکار یا مجسٹریٹ کی جانب سے جو ہدایات جاری کی گئی ہوں انہیں روبعمل لائے گا۔

(۳) مجسٹریٹ کسی کیس میں مؤثر راحت کا بندوبست کرنے کے علاوہ کیسوں پر بہتر طریقے پر کارروائی کرنے کی بابت افسر تحفظ کو احکام جاری کر سکتا ہے، اور افسر تحفظ اپنے زیر اختیار علاقے میں ان کو بروئے کار لانے

کا پابند ہوگا۔

۱۱۔ سروسز فراہم کرنے والوں کا رجسٹریشن:

کوئی بھی رضا کار ادارہ جو سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ء کے تحت رجسٹریشن یافتہ ہو یا کوئی کمپنی جو ۱۹۵۶ء کے کمپنی رجسٹریشن ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہو یا اس وقت نافذ العمل کسی دوسرے قانون کے تحت اس کا رجسٹریشن ہوا ہو اور وہاں خواتین کے حقوق کے تحفظ (قانونی دائرہ کے اندر کام کر کے) اور انہیں قانونی، مالی، طبی یا اس قسم کی دیگر سہولیات فراہم کرنے کے لئے کام کر رہی ہو اور اس ایکٹ کے تحت بطور سروسز فراہم کنندہ کام کرنے کی خواہشمند ہو وہ اس ایکٹ کی دفعہ ۱۰ کی ذیلی دفعہ (۱) کے تحت فارم (vi) کی خانہ پری کرے سروس فراہم کرنے والی ایجنسی کے طور پر رجسٹریشن کرانے کے لئے ریاستی سرکار کو درخواست دے سکتی ہے۔

(۲) ریاستی سرکار اس درخواست کی بنیاد پر مناسب انکوائری اور اطمینان کر لینے کے بعد کہ درخواست دہندہ اس کام کے لئے موزوں ہے، بطور سروس فراہم کنندہ اس کا رجسٹریشن کرے گی اور اس کی بابت سرٹیفکٹ جاری کرے گی۔

اس شرط کے ساتھ کہ اس بارے میں داخل کردہ کسی درخواست کو درخواست کنندہ کو سماعت کا موقعہ دئے بغیر رد نہیں کیا جائے گا۔

(۳) ہر وہ سوسائٹی یا کمپنی جو اس ایکٹ کی دفعہ ۱۰ کی ذیلی دفعہ (۱) کے تحت بطور سروس فراہم کنندہ رجسٹریشن کے لئے درخواست دیتی ہے اسے مندرجہ ذیل معیار کا حامل ہونا چاہئے۔

(۱) اس ایکٹ کے تحت ایسی خدمات کی فراہمی کے لئے یہ سوسائٹی/کمپنی درخواست دینے کی تاریخ سے تین سال قبل اس شعبہ میں کام کرتی رہی ہو۔

(۲) اگر رجسٹریشن کے لئے درخواست کنندہ طبی و نفسیاتی صلاح دینے یا پیشہ ورانہ کورسز کی تربیت دینے کا کام کرتی ہے تو ریاستی سرکار اس بات کو یقینی بنائے گی کہ وہ سوسائٹی یا ایجنسی ایسا ادارہ چلانے کے لیے متعلقہ اتھارٹی کے اصول وضوابط اور پیشہ ورانہ شرائط کو پورا کرتی ہو۔

(iii) اگر رجسٹریشن کے لئے درخواست کنندہ کوئی شیلٹر ہوم (بے سہارا لوگوں کے لئے پناہ گاہ) چلا رہی ہو تو ریاستی سرکار کسی افسر کے ذریعہ یا کسی دیگر ایجنسی کو اس کا اختیار دے کر اس کی جانچ کرائے گی اور اس کی رپورٹ تیار کرے گی اور اس رپورٹ میں مندرجہ ذیل امور کا تذکرہ ہوگا۔

(i) اس شیلٹر ہوم کی گنجائش کہ اس میں جگہ حاصل کرنے والوں کے لئے زیادہ سے زیادہ کتنی گنجائش ہے۔

(ii) کیا یہ جگہ خواتین کے لئے شیلٹر ہوم کے طور پر محفوظ ہے اور کیا اس شیلٹر ہوم کے لئے مناسب حفاظتی بندوبست کیا جا سکتا ہے۔

(iii) اور کیا اس شیلٹر ہوم میں صحیح ڈھنگ سے کام کرنے والا ٹیلیفون کنکشن یا دیگر مواصلاتی سسٹم موجود ہے جو اس ہوم میں رہنے والے استعمال کر سکتے ہیں۔

(۴) ریاستی سرکار مختلف علاقوں میں سروس فراہم کرنے والوں کی ایک فہرست افسر تحفظ کو فراہم کرے گی نیز یہ فہرست اخبارات یا ریاست کے ویب سائٹ پر بھی شائع کی جائے گی۔

(۵) افسر تحفظ با قاعدہ طور پر رجسٹر میں اندراج کر کے سروس فراہم کنندگان کے بارے میں تفصیلات کا ریکارڈ رکھے گا۔

۱۲۔ نوٹس جاری کئے جانے کا طریقہ:

اس ایکٹ کے تحت کارروائی کا سامنا کرنے کے لئے جو پیشی کا نوٹس جاری کیا جائے گا، اس میں اس شخص کا نام جس کے خلاف خانگی تشدد کا ارتکاب کرنے کا الزام ہے خانگی تشدد کی نوعیت اور دیگر ایسی تفصیلات مندرج ہوں گی جس سے اس شخص کی شناخت میں آسانی ہو۔

نوٹس کی تعمیل مندرجہ ذیل طریقہ پر عمل میں آئے گی:

(اے) کارروائی کے لئے پیش ہونے کا یہ نوٹس افسر تحفظ جاری کرے گا یا اس کی طرف سے کوئی دوسرا عہدیدار جاری کرے گا، یہ نوٹس اس ایڈریس پر جاری کیا جائے گا جہاں شکایت کنندہ کے بیان کے مطابق شخص مذکور ہندوستان میں عام طور پر مقیم رہتا ہے، یا اس دفتر وغیرہ کے ایڈریس پر جہاں مظلوم فریق کے بیان کے مطابق وہ شخص ملازمت کرتا ہے۔

(بی) یہ نوٹس اس مقام کے کسی انچارج کو دیدیا جائے گا اور ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو نوٹس کو اس مقام کی کسی نمایاں جگہ پر چسپاں کر دیا جائے گا۔

(سی) اس ایکٹ کی دفعہ ۱۲ یا کسی دیگر ضابطہ کے تحت جاری کردہ نوٹس کی تعمیل میں جہاں تک ممکن ہو ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ء کے حکم (V) یا تعزیرات ہند کے باب نمبر ۶ کی دفعات میں مندرجہ ہدایات کی پابندی کی جائے گی۔

(ڈی) ایسے نوٹس کی تعمیل کے لئے جاری شدہ حکم اپنے اثر اور نتائج میں ویسے ہی نتائج کا حامل ہو گا جیسا کہ ضابطہ دیوانی کی دفعہ ۵ اور تعزیرات ہند کی دفعہ ۶ کے تحت درج ہے، ایکٹ میں مذکورہ وقت کی میعاد (حد) کی پابندی کرنے کے پیش نظر عدالت اس کارروائی میں تیزی لانے کے لئے کوئی دوسرا اقدام کرنے کی ہدایت بھی دے سکتی ہے۔

(۳) پیشی کی مقررہ تاریخ پر دیئے گئے بیان یا ایکٹ کے تحت یا اختیار کردہ شخص جسے نوٹس کی تعمیل کی ذمہ داری سپرد کی گئی تھی، کے اس بیان پر کہ نوٹس کی باضابطہ طور پر تعمیل عمل میں آ گئی ہے، عدالت شکایت کنندہ اور مدعا علیہ کے بیانات سن کر عبوری راحت کے لئے زیر ساعت درخواست پر حکم جاری کر سکتی ہے۔

(۴) جب کوئی تحفظ کا حکم جاری کر دیا جائے جس کے تحت مدعا علیہ (ملزم) کو مشترکہ رہائش میں داخل ہونے سے روک دیا گیا ہو یا اسے دور رہنے کی ہدایت کی گئی ہو یا اسے شکایت کنندہ سے رابطہ قائم کرنے کی ممانعت کی گئی ہو تو مظلوم شکایت کنندہ کا کوئی عمل خواہ وہ مدعا علیہ کو بلانے (دعوت نامہ) کا ہی کیوں نہ ہو اس سے عدالت کی جانب سے عائد کردہ ممانعت کو کالعدم نہیں سمجھا جائے گا، جب تک کہ اس ایکٹ کی (۲۵) کی ذیلی دفعہ (۲) کے تحت اس حکم میں باضابطہ طور پر ترمیم نہ کر دی جائے۔

۱۳۔ صلاح کار (کاؤنسلر) کا تقرر:

افسر تحفظ کی جانب سے فراہم کردہ دستیاب مشیروں کی فہرست میں سے کسی شخص کا بطور صلاح کار تقرر کیا جائے گا اور اس کی اطلاع مظلوم شکایت کنندہ کو دیدی جائے گی۔

مندرجہ ذیل افراد کو کسی کارروائی میں صلاح کار نہیں بنایا جائے گا۔

(۱) وہ شخص جس کا امر متنازعہ سے کوئی مفاد وابستہ ہو یا فریقین میں کسی ایک سے اس کی رشتہ داری ہو یا ان لوگوں سے رشتہ ہو جو اس کیس میں نمائندگی کر رہے ہوں۔

(۲) کوئی وکیل (ایڈووکیٹ) جس نے اس کیس میں مدعا علیہ کی پیروی کی ہو یا اس سے متعلق کسی دوسرے کیس کی کارروائی میں حصہ لیا ہو۔

(۳) یہ صلاح کار (کاؤنسلر) جہاں تک ممکن ہو گا خواتین میں سے مقرر کئے جائیں گے۔

(۱۴) طریقہ کار جس کی پیروی کے یہ صلاح کار کار بند ہوں گے

(۱) صلاح کار افسر تحفظ یا عدالت کی زیر نگرانی یا دونوں کی ماتحتی میں کام کریں گے۔

(۲) صلاح کار کسی مناسب مقام پر مظلوم شکایت کنندہ یا دونوں فریقین کی میٹنگ بلائے گی، صلاح کار کی اس میٹنگ میں جو بات زیر بحث آئے گی وہ یہ کہ مدعا علیہ ایسے خانگی تشدد کا ارتکاب نہیں کرے گا جس کی مظلوم نے شکایت کی ہے، اور مناسب کیس میں یہ اقرار نامہ حاصل کیا جائے گا کہ وہ ایک دوسرے سے ملنے، ٹیلیفون، خط یا دیگر طریقے باہمی رابطہ کی کوشش نہیں کریں گے، ماسوائے صلاح کار کی میٹنگ میں اس کے روبرو بات چیت ہو سکتی ہے یا جس طریقہ سے از روئے قانون یا عدالت مجاز کے حکم کے مطابق قابل اجازت ہو۔

(۴) وہ مشیر یا صلاح کار اپنے ذہن میں اس پہلو کو اجاگر کر کے مشورے کی کارروائی کرے گا کہ اس صلاح کا اصل مقصد یہ ہے کہ خانگی تشدد کے اعادہ کو روکا جائے۔

(۵) مدعا علیہ کو میٹنگ میں خانگی تشدد کے جواز میں کوئی دلیل پیش کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی، اور مدعا علیہ کی اس قسم کی دلیل کو میٹنگ کی کارروائی میں درج نہیں کیا جائے گا اور کارروائی شروع ہونے سے قبل ہی مدعا علیہ کو اس بات سے آگاہ کر دیا جانا چاہئے۔

(۶) مدعا علیہ صلاح کار کو یہ اقرار نامہ پیش کرے گا کہ وہ ایسے خانگی تشدد سے باز رہے گا جس کی شکایت شکایت کنندہ نے کی ہے، اور مناسب

انداز میں یہ اقرار بھی کرے گا کہ وہ ٹیلیفون، خط، ای میل، یا کسی دیگر الیکٹرانک ذریعہ سے مدعی سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش نہیں کرے گا۔ سوائے اس کارروائی کے دوران جو صلاح کار کے روبرو عمل میں آئے۔

(۷)اگر مظلوم شکایت کنندہ خواہش ظاہر کرے تو صلاح کار معاملہ طے کرانے کے لئے اقدامات کرسکتی ہے۔

(۸)صلاح کار کی محدود کوششوں کا دائرہ یہ ہوگا کہ وہ مظلوم شکایت کنندہ کی مشکلات وشکایت کو سمجھے ان شکایات کے ازالہ کی کوشش کرے یا ایسے اقدامات کرے جن سے یہ شکایات دور ہو سکیں۔

(۹)صلاح کار یہ کوشش کرے گا کہ وہ فریق مظلوم کی شکایات کو دور کرنے اور معاملہ طے کرنے میں مدد کرے اور فریقین کے مشورے سے ایسے اقدامات تجویز کرے کہ کسی مناسب طریقہ پر معاملہ طے ہو جائے۔

(۱۰)متعلقہ صلاح کار ہندوستانی قانون شہادت ۱۸۷۲ ضابطہ دیوانی کے ضوابط اور تعزیرات ہند کی دفعات کا پابند نہیں ہوگا کیونکہ اس کا کام انصاف ورمنصفانہ انداز کار پر مبنی ہوگا، تا کہ مظلوم فریق کو خانگی تشدد سے بچایا جائے اور ایسا کرنے میں وہ متاثرہ مظلوم کے جذبات و احساسات کا لحاظ رکھےگا۔

(۱۱) صلاح کار جس قدر جلد ممکن ہوگا اپنی رپورٹ مجسٹریٹ کو پیش کرے گا تا کہ اس پر مناسب کارروائی عمل میں آئے۔

(۱۲)اگر صلاح کار معاملے کے حل تک پہنچ جاتا ہے تو وہ اس مسئلے کے حل کے لئے طے شدہ شرائط کو ضبط تحریر میں لائے گا اور فریقین کے دستخط حاصل کرے گا۔

(۱۳)اگر عدالت تنازعہ کے حل کے بارے میں شرائط سے مطمئن ہے، تو فریقین سے معلومات حاصل کر کے اور اپنے اطمینان کی وجوہات کو ضبط تحریر میں لاکر جس میں مدعا علیہ کا یہ اقرار بھی شامل ہوگا کہ وہ آئندہ خانگی تشدد کے ارتکاب سے گریز کرے گا جس کے ارتکاب کا اسے مجرم پایا گیا ہے، تو صلاح کار اسے بغیر شرائط یا شرائط کے ساتھ منظور کرسکتی ہے۔

(۱۴) صلاح کار کی رپورٹ سے مطمئن ہونے پر عدالت صلح نامہ کی شرائط کو تحریر کر کے کوئی حکم جاری کرسکتی ہے یا مظلوم شکایت کنندہ کی درخواست کے مطابق ایک حکم کے ذریعہ صلح نامہ کی شرائط میں ترمیم کرسکتی ہے، یہ حکم فریقین کی رضا مندی سے جاری کیا جائے گا۔

(۱۵)اگر صلاح کار کی مصالحانہ کوششیں کامیاب نہ ہوں تو وہ اس ناکامی کی رپورٹ عدالت کو پیش کرے گی اور عدالت اس رپورٹ کے بعد ایکٹ کی دفعات کے تحت کارروائی شروع کرے گی۔

(۱۶) کارروائی کے ریکارڈ کو ایسا تحریری ریکارڈ نہیں سمجھا جائے گا جس کی بنیاد پر اس کیس میں کوئی نتیجہ اخذ کیا جائے یا صرف اسی ریکارڈ کی بنیاد پر کوئی حکم صادر کیا جائے۔

(۱۷)عدالت دفعہ (۲۵) کے تحت اسی حالت میں حکم جاری کرے گی جبکہ اسے اطمینان ہو کہ جو درخواست دی گئی ہے، اس کے پیش کئے جانے میں کسی جبر دھوکہ دباؤ یا کسی اور قسم کے عنصر کو دخل نہیں ہے اور اس اطمینان کی وجوہات اس حکم میں بھی درج کی جائینگی جس میں مدعا علیہ کی طرف سے دی گئی کسی قسم کی ضمانت یا اقرار نامہ بھی شامل ہے۔

(۱۵) احکام تحفظ کی خلاف ورزی

(۱)اگر احکام تحفظ یا عبوری حکم تحفظ کی خلاف ورزی کی جائے تو **مستغیث** (مظلوم شکایت کنندہ) اس کی رپورٹ افسر تحفظ کو کرسکتا ہے۔

(۲)اوپر ذیلی دفعہ (۱) کے تحت مذکورہ اس قسم کی رپورٹ تحریری طور پر دی جائے گی، اور اس پر **مستغیث** کے دستخط ہوں گے۔

(۳)افسر تحفظ اس رپورٹ کی ایک نقل اس آرڈر کی نقل کے ساتھ جس میں مبینہ خلاف ورزی کی شکایت کی گئی ہے متعلقہ مجسٹریٹ کو ارسال کرے گا۔

(۴)اگر مظلوم خاتون چاہے تو حکم تحفظ کی خلاف ورزی کی رپورٹ براہ راست مجسٹریٹ کو بھی کرسکتی ہے اور اگر وہ چاہے تو پولس میں بھی یہ رپورٹ درج کرا سکتی ہے۔

(۵)حکم تحفظ کی خلاف ورزی کے بعد اگر **مستغیث** افسر تحفظ سے مدد طلب کرے تو وہ فوراً مقامی پولس اسٹیشن کی مدد حاصل کر کے، **مستغیث** کو بچانے کے اقدامات کرے گا اور مناسب کیسوں میں **مستغیث** کو پولس میں

رپورٹ درج کرانے میں بھی تعاون کرے گا۔

(۶) جب دفعہ ۳۱ یا تعزیرات ہند کی دفعہ ۴۹۸ اے کے تحت یا کسی دیگر دفعہ کے تحت فردجرم تیار کر لی گئی ہو یا دیگر کسی ایسے جرم کے تحت جو مختصر وقتی عدالتی کارروائی (سمری ٹرائل) کے تحت نہیں آتا تو عدالت ایسے کیس کو ضابطۂ فوجداری ۱۹۷۳ء کی دفعہ ۲۱ کے تحت مختصر وقتی مقدمہ کی کارروائی شروع کرے گی جو ضابطۂ فوجداری ۱۹۷۴ء کے تحت کی جائے گی۔

(۷) اس ایکٹ کے تحت مجریہ کسی بھی عدالتی حکم کی مزاحمت خواہ مدعا علیہ کی طرف سے سامنے آئے یا کسی دوسرے شخص کی طرف سے جو اس کی حمایت میں مزاحمت کرے تو اسے حکم تحفظ یا عبوری حکم تحفظ کی خلاف ورزی سمجھا جائے گا جو اس ایکٹ کے تحت آتی ہے۔

(۸) حکم تحفظ یا عبوری حکم تحفظ کی خلاف ورزی کی اطلاع فوراً متعلقہ پولس اسٹیشن کو دی جائے گی، جس کے دائرۂ کار کے تحت وہ علاقہ ہو جہاں جرم سرزد ہوا ہے اور اس کے خلاف کارروائی دفعہ ۳۰ اور ۳۱ کے تحت کی جائے گی یعنی وہ جرم جو قابل دست اندازی پولس ہو۔

(۹) اس ایکٹ کے تحت گرفتار شدہ شخص کو ضمانت پر رہا کئے جانے پر عدالت ایک حکم کے ذریعہ مستغیث کی حفاظت اور عدالت میں اس کی حاضری کو یقینی بنانے کی غرض سے مندرجہ ذیل شرائط عائد کر سکتی ہے۔

(اے) ملزم اس کا پابند ہوگا کہ وہ نہ خانگی تشدد کرے گا نہ ایسا کرنے کی دھمکی دے گا۔

(بی) ملزم کو اس بات کا پابند کیا جائے گا کہ مستغیث سے ٹیلیفون پر رابطہ قائم کرنے یا دھمکی دینے سے باز رہے گا۔

(سی) ملزم کو ایک حکم کے ذریعہ اس کا پابند کیا جائے گا کہ وہ مستغیث کی رہائش گاہ کو خالی کرے، اس سے علیحدہ رہے اور اس جگہ سے بھی الگ رہے جہاں وہ آتی جاتی ہو۔

(ڈی) ایک حکم کے ذریعہ ملزم کو کسی آتشیں ہتھیار یا کسی دیگر خطرناک ہتھیار کے استعمال کی ممانعت ہوگی۔

(ای) ملزم کو شراب یا دیگر نشہ آور ادویہ کے استعمال کی بھی ممانعت ہوگی۔

(ایف) کوئی دیگر حکم جو مستغیث کی حفاظت یا دیگر کسی قسم کی راحت کے لئے مطلوب ہو۔

۱۶۔ مستغیث کے لیے پناہ گاہ (شیلٹر ہوم):

(۱) مستغیث کی جانب سے درخواست دیئے جانے پر افسر تحفظ یا سروس فراہم کنندہ دفعہ ۶ کے تحت شیلٹر ہوم کے انچارج سے تحریری درخواست کرے گا کہ یہ درخواست دفعہ ۶ کے تحت دی جارہی ہے۔

(۲) اوپر ذیلی دفعہ ۱ کے تحت افسر تحفظ شیلٹر ہوم انچارج کو جو درخواست دے گا اس کے ساتھ خانگی تشدد کے حادثہ کی رپورٹ کی ایک نقل بھی منسلک کی جائے گی جو دفعہ ۹ کے تحت درج کرائی گئی تھی۔

اس شرط کے ساتھ کہ شیلٹر ہوم مطلوبہ شکایت کنندہ کو پناہ دینے سے اس بنیاد پر انکار نہیں کر سکتا کہ شیلٹر ہوم میں پناہ حاصل کرنے سے پہلے اس مستغیث نے خانگی تشدد کے واقعہ کی رپورٹ درج نہیں کرائی تھی۔

(۳) اگر مظلوم ایسی خواہش ظاہر کرے تو شیلٹر ہوم کے ذمہ دار اس کی شناخت کو پوشیدہ رکھیں گے اور جس کے خلاف شکایت کی گئی ہے اسے شیلٹر ہوم میں اس کی موجودگی کی خبر نہیں ہونے دیں گے۔

(۱۷) مستغیث (مظلوم شکایت کنندہ) کو طبی امداد (۱) مستغیث یا افسر تحفظ یا سروس فراہم کنندہ دفعہ ۷ کے تحت کسی طبی امداد فراہم کرنے والے ادارہ کے انچارج کو درخواست دے سکتے ہیں کہ یہ درخواست دفعہ ۷ کے تحت دی جارہی ہے۔

(۲) جب افسر تحفظ اس قسم کی درخواست دے گا تو اس کے ساتھ خانگی تشدد کے بارے میں درج کرائی گئی رپورٹ کی نقل بھی منسلک ہوگی۔

اس شرط کے ساتھ کہ طبی سہولیات کا ادارہ اس بنیاد پر اس درخواست کو مسترد نہیں کر سکتا کہ مستغیث (مظلوم خاتون) نے طبی امداد یا طبی معائنہ کی درخواست دینے سے قبل خانگی تشدد کی رپورٹ درج نہیں کرائی تھی۔

(۳) اگر خانگی تشدد کی رپورٹ درج نہیں کرائی گئی تو طبی سہولیات کے ادارہ کا انچارج فارم (۱) کی خانہ پری کر کے اسے افسر تحفظ کو ارسال کرے گا۔

(۴) طبی سہولیات فراہم کرنے والا ادارہ طبی جانچ کی ایک نقل بلا فیس مستغیث کو فراہم کرے گا۔

فارم ۔ ا

(دیکھئے قاعدہ (رول) نمبر (ا) اور ۲ اور ۱۷ (۳))

خانگی تشدد سے خواتین کی حفاظت ایکٹ (۲۰۰۵ کا ۴۳ واں) کی

دفعات ۹ (بی) اور ۳۷ (۲) (سی) کے تحت خانگی سانحہ کی رپورٹ

شکایت کی تفصیل/مظلوم شکایت کنندہ

(۱) ا۔شکایت کنندہ کا نام/مظلوم شکایت کنندہ

۲۔عمر

۳۔مشترکہ رہائش کا پتا

۴۔موجودہ پتا

۵۔ٹیلیفون نمبر (اگر کوئی ہو)

(۲) مدعاعلیہ کی بابت تفصیلات:

نمبر شمار	نام	مظلوم شکایت کنندہ سے رشتہ	پتا	ٹیلیفون نمبر (اگر کوئی ہو)

(۳) اگر شکایت کنندہ کے بچے ہوں تو ان کی تفصیل

(اے) بچوں کی تعداد ....

(بی) بچوں کی بابت تفصیل:

نام	عمر	جنس	فی الوقت کس کے ساتھ رہ رہے ہیں

(۴) خانگی تشدد کا واقعہ:

نمبر شمار	تاریخ، وقت، مقام جہاں یہ سانحہ وقوع پذیر ہوا	وہ شخص جس نے تشدد کا ارتکاب کیا	تشدد کی نوعیت	کیفیت
			جسمانی تشدد	
			(کس نوعیت کی ایذا رسانی ہوئی براہ کرم وضاحت کریں)	

(ا) جنسی تشدد:

جو کالم قابل اطلاق ہو براہ کرم اس پر ٹک مارک (✓) لگا دیں

نمبر شمار	تاریخ، وقت، مقام جہاں یہ سانحہ وقوع پذیر ہوا	وہ شخص جس نے تشدد کا ارتکاب کیا	تشدد کی نوعیت	کیفیت
			☐ جبری ہم بستری ☐ فحش مناظر دیکھنے یا دیگر فحش مواد دیکھنے پر مجبور کرنا ☐ دوسروں کی تفریح کے لئے آپ کا جبری استعمال ☐ جنسی نوعیت کا کوئی دیگر واقعہ، غلط استعمال تحقیر یا توہین جو آپ کے وقار کو مجروح کرتی ہو، براہ کرم ذیل میں مخصوص کالم میں تفصیل بیان کریں	

(III) زبانی اورنفسیاتی غلط استعمال (ایذارسانی)

نمبر شمار	تاریخ، وقت، مقام جہاں یہ سانحہ وقوع پذیر ہوا	وہ شخص جس نے تشدد کا ارتکاب کیا	تشدد کی نوعیت	کیفیت
			☐ آپ کے کردار یا برتاؤ کی بابت تہمت یا الزام تراشی ☐ جہیز وغیرہ نہ لانے پر توہین ☐ لڑکا کا نہ ہونے پر توہین کرنا ☐ کوئی بچہ نہ ہونے پر توہین کرنا ☐ رسوا کن، تحقیر آمیز یا بے عزتی کرنے والے ریمارک، فقرہ یا بیان ☐ مذاق اڑانا ☐ گالی دینا ☐ اسکول کالج یا کسی دیگر تعلیمی ادارے میں حاضری سے آپ کو روکنا ☐ آپ کو ملازمت کرنے سے روکنا ☐ کسی خاص شخص سے ملنے پر پابندی عائد کرنا ☐ آپ کے گھر چھوڑنے پر پابندی لگانا ☐ آپ کی مرضی کے خلاف آپ کو شادی پر مجبور کرنا ☐ آپ کو اپنے کسی پسند کے آدمی سے شادی کرنے سے روکنا ☐ آپ کو اس کے/ان کے پسند کے آدمی سے شادی کرنے پر مجبور کرنا ☐ کسی اور نوعیت کی زیادتی یا جسمانی ایذا رسانی (براہ کرم ذیل میں دی گئی جگہ میں وضاحت کریں	

(III) معاشی تشدد

نمبر شمار	تاریخ، وقت، مقام جہاں یہ سانحہ وقوع پذیر ہوا	وہ شخص جس نے تشدد کا ارتکاب کیا	تشدد کی نوعیت	کیفیت
			☐ آپ کے اور آپ کے بچوں کے لئے اخراجات نہ دینا ☐ آپ کے اور آپ کے بچوں کو خوراک کپڑے دوائیں وغیرہ کا بندوبست نہ کرنا	

			□ جس گھر میں آپ مقیم ہیں وہاں سے جبراً آپ کو نکال دینا □ مکان کے کسی حصہ میں رسائی یا استعمال سے آپ کو روکنا □ آپ کو ملازمت جاری رکھنے سے روکنا □ آپ کو ملازمت اختیار کرنے سے روکنا □ اگر مکان کرایہ کا ہے تو کرایہ کی ادائیگی نہ کرنا □ آپ کو کسی لباس یا خانگی استعمال کی کسی چیز کے استعمال سے روکنا □ آپ کے استری دھن یا دیگر قیمتی اشیاء کو آپ کی اطلاع یا رضامندی کے بغیر فروخت کرنا، یا گروی رکھ دینا □ آپ کی تنخواہ، اجرت، آمدنی وغیرہ کو جبراً لے لینا □ آپ کے استری دھن کو بیچ ڈالنا □ دیگر بلوں مثلاً بجلی وغیرہ کے بل ادا نہ کرنا □ کوئی دیگر معاشی تشدد (براہ کرم مخصوص کالم میں وضاحت کریں)	

(V) جہیز سے متعلق پریشان کرنا

نمبر شمار	تاریخ، وقت، مقام جہاں یہ سانحہ وقوع پذیر ہوا	وہ شخص جس نے تشدد کا ارتکاب کیا	تشدد کی نوعیت	کیفیت
			□ جہیز کے لئے کیا گیا مطالبہ □ جہیز سے متعلق کوئی اور تفصیل کیا استری دھن، جہیز کی اشیاء وغیرہ کی تفصیل فارم کے ساتھ منسلک کی گئی ہے براہ کرم وضاحت کریں □ ہاں □ نہیں	
(V) آپ اور آپ کے بچوں کے خلاف خانگی تشدد کوئی اور واردات کی بابت اطلاع				

مظلوم/ شکایت کنندہ کے دستخط یا نشانِ انگوٹھا

(۵) منسلکہ دستاویزات کی فہرست

دستاویز کا نام	تاریخ	کوئی اور تفصیل
طبی اور قانونی سرٹیفکٹ		
ڈاکٹر کا سرٹیفکٹ یا کوئی اور نسخہ		
استری دھن کی فہرست		
کوئی دیگر دستاویز		

(۶) حکم۔ جس کی آپ خانگی تشدد کے خلاف ایکٹ ۲۰۰۵ کے تحت ضرورت مند ہیں؟ ہاں/نہیں/ دیگر.........................

نمبر شمار — حکم

۱۔ دفعہ ۱۸ کے تحت تحفظ

۲۔ دفعہ ۱۹ کے تحت رہائش کا حکم

۳۔ دفعہ ۲۰ کے تحت نان ونفقہ کی بابت حکم

۴۔ دفعہ ۲۱ کے تحت نگرانی کا حکم

۵۔ دفعہ ۲۲ کے تحت معاوضہ کا حکم

۶۔ کوئی دوسرا حکم (براہ کرم وضاحت کریں)

(۷) جو امداد آپ کو مطلوب ہے

دستیاب مدد		ہاں/نہیں/	مدد کی نوعیت
۱	۲	۳	۴
۱۔ صلاح کار			
۲۔ پولس کی مدد			
۴۔ شیلٹر ہوم (پناہ گاہ)			
۵۔ طبی سہولیات			
۶۔ قانونی مدد			

(۸) خانگی تشدد کے بارے میں رپورٹ درج کرنے میں مدد دینے والے پولس افسر کو ہدایات:

جہاں کہیں اس فارم میں تشدد کے بارے میں درج اطلاع دی گئی ہے وہ تعزیرات یا کسی دیگر دفعہ کے تحت جرم ہے تو پولیس آفیسر۔ شکایت کنندہ خاتون کو مطلع کرے گا کہ وہ تعزیرات ہند ۱۹۷۳ کے تحت مجرمانہ ارتکاب کے خلاف کارروائی کے لئے ایف آئی آر (پہلی اطلاعاتی رپورٹ) پولس میں درج کراسکتی ہے۔

(بی) اگر شکایت کنندہ مجرمانہ کارروائی شروع کرانے کے لئے تیار نہ ہو تو پولیس افسر خانگی تشدد کی بابت پورڈٹ کی مندرجات کے مطابق اپنے روزنامچہ (ڈیلی ڈائری) میں اندراج کرےگا کہ ملزم سے قریبی رشتہ/تعلق کی بنا پر شکایت کنندہ خانگی تشدد کے خلاف دیوانی ضوابط کے تحت تحفظ چاہتی ہے، لہٰذا ایف آئی آر درج کرنے سے قبل معاملہ کو مناسب کارروائی کے لئے التواء میں رکھا گیا ہے۔

(سی) اگر مظلوم شکایت کنندہ کسی چوٹ یا درد کی شکایت کرے تو فوراً اسے طبی امداد کی پیش کش کی جائے اور اس کا طبی معائنہ کرایا جائے۔

افسر تحفظ/سروس فراہم کنندہ کے جوابی دستخط

مقام.....................

تاریخ.....................

پتہ.....................

نقل مندرجہ ذیل کو ارسال کی گئی

۱۔ مقامی پولس اسٹیشن

۲۔ افسر تحفظ/سروس فراہم کنندہ

۳۔ شکایت کنندہ

۴۔ مجسٹریٹ

فارم (۲)

(ضابطہ (۱) ۶ دیکھئے)

خانگی تشدد سے خواتین کو تحفظ فراہم کرنے کا ایکٹ ۲۰۰۵ء کی دفعہ ۱۲ کے تحت مجسٹریٹ کو درخواست

بخدمت

عدالت مجسٹریٹ صاحب

درخواست زیر دفعہ .... خانگی تشدد سے خواتین کو تحفظ فراہم کرنے کا ایکٹ ۲۰۰۵ء

گذارش:-

خواتین کو خانگی تشدد سے تحفظ فراہم کرنے کے ایکٹ ۲۰۰۵ء کی دفعہ .... کے تحت یہ درخواست جس کے ساتھ خانگی تشدد سانحہ کے وقوع کی رپورٹ بھی منسلک ہے، پیش کی جا رہی ہے، یہ درخواست منجانب:

۱۔ مظلوم شخص ....

۲۔ افسر تحفظ ....

۳۔ مظلوم شخص کی جانب سے کسی دیگر شخص کے ذریعہ (جو نمبر قابل اطلاق ہو اس پر ٹک مارک (✓) لگا دیں) پیش کی جا رہی ہے۔

استدعا ہے کہ معزز عدالت خانگی تشدد کے واقعہ کی رپورٹ پر تعزیری کارروائی کرتے ہوئے اس بارے میں مناسب حکم/احکامات جاری کرے جو حالات کے پیش نظر ضروری ہوں۔

(اے) دفعہ ۱۸(۱) کے تحت تحفظ کا حکم جاری کرے یا

(بی) دفعہ ۱۹(۱) کے تحت رہائشی احکام جاری کرے یا

(سی) ملزم/مدعا علیہ کو ہدایت جاری کرے کہ وہ مالی راحت فراہم کرے

(ڈی) ایکٹ کی دفعہ ۲۱ کے تحت حکم جاری کرے

(ای) مدعا علیہ کو ہدایت جاری کرے کہ وہ دفعہ ۲۲ کے تحت معاوضہ یا ہرجانہ ادا کرے

(ایف) ایسے عبوری احکام جاری کرے جو عدالت کے نزدیک مبنی بر انصاف اور مناسب ہوں

(جی) کوئی ایسا حکم جاری کرے جو اس کیس کی نوعیت کے مطابق مناسب ہو

(۴) مطلوبہ احکام:

(۱) دفعہ ۱۸(۱) کے تحت تحفظ کا حکم

ملزم کو اس بات کا پابند کیا جائے کہ وہ خانگی تشدد کے ارتکاب کا اعادہ نہیں کرے گا۔ عدالت کا یہ حکم ان تمام زیادتیوں کے خلاف ہوگا جو درخواست فارم کے کالم ۴ (اے) (بی) (سی) (ڈی) (ای) (ایف) (جی) کے تحت مذکور ہیں

- ملزم/ملزمین کو اسکول/کالج/کام کرنے کی جگہ (دفتر/فیکٹری) میں داخلہ کی ممانعت کی جائے۔
- ملزم کو اس بات کا پابند کیا جائے کہ وہ آپ کو اپنی ملازمت پر جانے سے نہ روکے۔
- ملزم کو آپ کے بچوں کے اسکول/کالج یا کسی دیگر متعلق مقام پر داخلے کی ممانعت کی جائے۔
- ملزم کو ہدایت کی جائے کہ وہ آپ کو اسکول جانے سے نہ روکے۔
- ملزم کو آپ سے کسی قسم کا رابطہ قائم کرنے کی ممانعت کی جائے۔
- ملزم کو اثاثہ جات الگ کرنے کی ممانعت کی جائے۔
- ملزم کو بنک کے مشترکہ کھاتے/لاکر سے رقم وغیرہ نکالنے کی ممانعت کی جائے، اور مظلوم شکایت کنندہ کو بینک کھاتے سے رقم نکالنے کا حق حاصل رہے۔
- ملزم کو پابند کیا جائے کہ وہ مظلوم شکایت کنندہ کے بچوں، اس کے رشتہ داروں یا دیگر متعلقہ افراد سے دور رہے تاکہ خانگی تشدد کا ارتکاب عمل میں نہ آئے۔
- کوئی دوسرا حکم براہ کرم وضاحت کریں

(۱۱) دفعہ ۱۹(۱) کے تحت رہائش کے بارے میں حکم

ایک حکم جاری کرکے ملزمان کو پابند کیا جائے کہ وہ مجھے مشترکہ رہائش گاہ سے بے دخل نہ کریں۔

- مشترکہ مکان کے اس حصہ میں داخل نہ ہو جہاں میں مقیم ہوں
- مشترکہ مکان میں کسی قسم کی تبدیلی/انخلا/رہن وغیرہ سے باز رکھا جائے۔
- مشترکہ رہائش گاہ میں مدعا علیہ کی اپنے حقوق سے دستبرداری
- ایک حکم جس کے تحت مجھے اپنے ذاتی املاک تک رسائی کا حق حاصل

رہے

- ایک حکم جس کے تحت مدعا علیہ مشترکہ رہائش گاہ سے الگ رہے
- اسی معیار کی رہائش گاہ فراہم کرے یا اس کا کرایہ ادا کرے
- کوئی اور حکم براہ کرم اس کی وضاحت کریں

(III) دفعہ ۲۰ کے تحت مالی راحت

- آمدنی کا نقصان۔ مطالبہ کی رقم
- طبی اخراجات۔ مطالبہ کی رقم
- مظلوم کے قبضہ کے تحت جائداد کو برباد کرنے/نقصان پہنچانے یا قبضہ کرنے کے سبب نقصان۔ معاوضہ کی رقم کا مطالبہ
- کوئی اور نقصان/جسمانی یا ذہنی اذیت جو کلاز ڈی کے تحت مذکور ہو
- رقم کا مطالبہ

(IV) دفعہ ۲۰ کے تحت مالی راحت:

مدعا علیہ کو حکم دیا جائے کہ وہ مالی راحت کے طور پر مندرجہ ذیل رقم ادا کرے

- خوراک، لباس، طبی اخراجات اور دیگر بنیادی ضروریات — رقم ماہانہ
- اسکول کی فیس اور دیگر متعلقہ اخراجات — رقم ماہانہ
- خانگی اخراجات — رقم ماہانہ
- دیگر (متفرق) اخراجات — رقم ماہانہ

میزان

(V) دفعہ ۲۱ کے تحت نگرانی/تحویل کا حکم

مدعا علیہ کو حکم جاری کیا جائے کہ وہ بچہ/بچوں کو شکایت کنندہ یا اس سے متعلق کسی شخص کے حوالے کر دے

شخص مذکور کے بارے میں تفصیل

(VI) دفعہ ۲۲ کے تحت معاوضہ ادا کرنے کا حکم

(VII) کوئی اور حکم براہ کرم وضاحت کریں

(۴) سابقہ مقدمہ بازی (اگر ہوئی ہو) اس کی تفصیل

(اے) تعزیرات ہند کی دفعہ .... کے تحت جو ....

(بی) عدالت میں زیر سماعت ہے/یا فیصلہ ہو گیا راحت کی تفصیل

ضابطہ فوجداری کی دفعہ ______ تحت زیر سماعت/یا فیصلہ ہو چکا ہے

راحت کی تفصیل

(ڈی) ہندو متبنّیٰ اور دیکھ بھال ایکٹ ۱۹۵۶ کی دفعہ ______ کے تحت

زیر سماعت ہے یا فیصلہ ہو چکا ہو راحت کی تفصیل

(ای) ایکٹ کی دفعہ ______ کے تحت اخراجات کی ادائیگی کی بابت

مقدمہ۔ اخراجات کی عبوری راحت ماہانہ

اخراجات منظور کیے گئے

(ایف) کیا مدعا علیہ کو عدالتی تحویل میں بھیجا گیا

ایک ہفتہ سے کم کی مدت کے لئے

ایک ماہ سے کم کی مدت کے لئے

ایک ماہ سے زیادہ کی مدت کے لئے (براہ کرم مدت کی وضاحت کریں)

(جی) کوئی اور حکم

استدعا:

لہٰذا نہایت ادب سے معزز عدالت سے استدعا ہے کہ معزز عدالت از راہ کرم اس راحت کی ادائیگی کی بابت حکم جاری کرے جس کی درخواست میں گذارش کی گئی ہے اور مذکورہ حقائق و حالات کے تناظر میں مظلوم شکایت کنندہ کو خانگی تشدد سے حفاظت اور انصاف کے مفاد میں جو حکم/احکامات مناسب اور موزوں ہوں ان کا اجراء کرے۔

شکایت کنندہ/مظلوم ....

مقام .... بذریعہ ....

تاریخ .... کونسل (وکیل/صلاح کار) ....

تصدیق:-

تصدیق کی جاتی ہے کہ اوپر درخواست میں پیراگراف ا تا ۱۲ کے تحت جو حقائق درج کئے گئے ہیں وہ میرے علم اور اطلاع کے مطابق درست ہیں، اور کچھ چھپایا نہیں گیا ہے۔ مقام............دن............تاریخ......

دستخط مدعی

جوابی دستخط افسر تحفظ

تاریخ ....

فارم (۳)

(دیکھئے قاعدہ نمبر ۲(۴) اور ۷)

خواتین کو خانگی تشدد سے تحفظ فراہم کرنے کے ایکٹ ۲۰۰۵ء کی دفعہ ۲۳(۲) کے تحت حلف نامہ

بعدالت .... میٹروپالیٹین مجسٹریٹ

مقدمہ استغاثہ

مسماۃ ....اور دیگر .... شکایت کنندگان (مدعی)

مسمی .... ودیگر .... مدعا علیہ

میں .... زوجہ مسمی .... ساکن ....

دختر جناب ....

ساکن ....حالیہ رہائش (کا پتہ)

میں حلفیہ بیان کرتی ہوں کہ

۱۔ میں منسلکہ درخواست کی درخواست کنندہ ہوں۔ یہ درخواست میری اپنی اور میری بیٹی/ بیٹے کی جانب سے برائے .... پیش کی گئی ہے۔

۲۔ یہ کہ میں .... کی فطری سرپرست (نیچرل گارجین) ہوں۔

۳۔ یہ کہ اس کیس کے احوال وکوائف سے واقف ہونے کے ناطے میں یہ حلف نامہ داخل کرنے کی اہل ہوں

۴۔ یہ کہ میں (بیان حلفی داخل کرنے والی) مدعا علیہ کے ساتھ ....

مقام پر مؤرخہ ....سال سے رہائش پذیر تھی۔

۵۔ کہ اس درخواست میں جو دفعہ ع______ کے تحت راحت کے لئے داخل کی گئی ہے اس میں جو تفصیل درج کی گئی ہے وہ میں نے/ یا میری ہدایت پر درج کی گئی ہے۔

۶۔ یہ کہ اس درخواست کی مندرجات میں نے پڑھ لی ہیں مجھے ان کے بارے میں واضح طور پر مطلع کر دیا گیا ہے یہ معلومات انگریزی/ ہندی/ دیگر مقامی زبان (براہ کرم اس کی وضاحت کریں) میں درج ہیں۔

۷۔ یہ کہ حلف نامہ کی مندرجات کو اس درخواست میں دی گئی تفصیل کے ساتھ پڑھا جائے، اختصار کے پیش نظر یہاں ان کا اعادہ نہیں کیا جا رہا ہے۔

۸۔ یہ کہ درخواست دہندہ کو مدعا علیہ/ مدعا علیہم کی جانب سے خانگی تشدد کے دوبارہ ارتکاب کا اندیشہ ہے لہٰذا منسلکہ درخواست میں اس کے خلاف راحت (تحفظ) کی استدعا کی گئی ہے۔

۹۔ یہ کہ مدعا علیہ نے درخواست کنندہ کو دھمکی دی ہے کہ وہ ....

۱۰۔ یہ کہ منسلکہ درخواست میں جس راحت کے لئے گذارش کی گئی ہے وہ فوری نوعیت کی ہے، ورنہ درخواست کنندہ کو شدید مالی بحران کا سامنا کرنا پڑے گا اور مدعا علیہ کی جانب سے خانگی تشدد کے دوبارہ ارتکاب/ اضافہ کی دھمکیوں کے خوف کے تحت رہنا پڑے گا جن کا ذکر منسلکہ درخواست میں ہے، اگر یہ راحت یک طرفہ/ عبوری طور پر منظور نہ کی گئی۔

(۱۱) یہ کہ بیان کردہ واقعات میرے علم اور یقین کے مطابق صحیح ہیں اور کچھ چھپایا نہیں گیا ہے۔

مدعیہ (حلف نامہ پیش کرنے والی)

تصدیق:-

تصدیق کی جاتی ہے کہ مذکورہ بالا حلف نامہ میں جو درج کیا گیا ہے وہ میرے علم و یقین کی رو سے صحیح ہے اور کچھ چھپایا نہیں گیا ہے۔

تاریخ............ دن .... ماہ .... سال......

............دستخط (مدعیہ) ....حلف نامہ پیش کنندہ

فارم (۴)

دیکھئے قاعدہ ۸(ا) (II)

خواتین کو خانگی تشدد سے تحفظ فراہم کرنے کے ایکٹ ۲۰۰۵ء مظلوم کے حقوق کے بارے میں معلومات اگر کسی ایسے شخص کی جانب سے جس کے ساتھ آپ مکان میں رہ رہی ہیں آپ کو مارا پیٹا جاتا ہے دھمکیاں دی جاتی ہیں، پریشان کیا جاتا ہے تو آپ خانگی تشدد کی شکار ہیں۔ خانگی تشدد سے خواتین کو تحفظ فراہم کرنے کا ایکٹ ۲۰۰۵ء آپ کو یہ حق عطا کرتا ہے کہ آپ خانگی تشدد کے خلاف تحفظ/ مدد طلب کرسکتی ہیں۔

آپ مذکورہ بالا ایکٹ کے تحت تحفظ/ مدد حاصل کرسکتی ہیں جب کہ اس شخص نے جس کے ساتھ آپ ایک ہی مکان میں رہ رہی ہیں، آپ کے یا آپ کی تحویل میں بچوں کے خلاف مندرجہ ذیل کا ارتکاب کیا ہو۔

جسمانی تشدد

(I) مارنا (پٹائی کرنا) (II) طمانچہ مارنا (III) چوٹ پہنچانا (IV) کاٹ کھانا۔ (V) ٹھوکر مارنا (VI) مکا مارنا/ نوچنا (VII) دھکا دینا (VIII) ہاتھا پائی (IX) دھکے بازی کرنا (X) کسی دیگر طریقے سے جسمانی ایذا یا چوٹ پہنچانا۔

(۲) جنسی اذیت

مثلاً: (I) جبراً ہم بستری، (II) کوئی فحش منظر، تصویر یا مواد کو دیکھنے پر مجبور کرنا، (III) کسی بھی جنسی نوعیت کی غلط حرکت، تحقیر یا توہین جو بصورت دیگر آپ کے وقار کے منافی ہو یا جنسی نوعیت کی کوئی ناخوشگوار حرکت۔ بچے کا جنسی استحصال۔

(۳) زبانی یا جذباتی تشدد:

مثلاً: (I) توہین کرنا (II) گالی دینا (III) آپ کے کردار یا رویہ پر تہمت طرازی (VI) لڑکا نہ ہونے پر توہین کرنا (V) جہیز وغیرہ نہ لانے پر توہین کرنا (VI) آپ کو یا آپ کے بچے کو اسکول/ کالج یا دیگر تعلیمی ادارے میں جانے سے روکنا (VII) آپ کو ملازمت کرنے سے روکنا (VIII) آپ کو ملازمت ترک کرنے پر مجبور کرنا (IX) آپ کو یا آپ کے بچے کو گھر چھوڑنے کی ممانعت کرنا (X) عام حالات میں آپ کو کسی شخص سے ملنے پر پابندی لگانا (XI) آپ کو شادی سے روکنا جس سے آپ شادی کرنا چاہتی ہوں (XII) آپ کو اس/ ان کے مرضی کے کسی خاص شخص سے شادی پر مجبور کرنا (XIV) خودکشی کی دھمکی دینا (XV) کوئی اور زبانی یا جذباتی تشدد۔

(۴) معاشی تشدد:

مثلاً: (I) آپ کو اور آپ کے بچوں کی کفالت کے لئے خرچہ نہ دینا (II) آپ اور آپ کے بچوں کو خوراک، لباس، دوا وغیرہ کے لئے خرچہ نہ دینا (III) آپ کو آپ کی ملازمت جاری رکھنے سے روکنا (V) آپ کو کوئی ملازمت اختیار کرنے سے روکنا (VI) آپ کی تنخواہ یا اجرت میں سے رقم اڑا لینا (VII) آپ کو اپنی تنخواہ یا اجرت میں سے خرچ کرنے سے روکنا (VIII) جس مکان میں آپ مقیم ہیں وہاں سے آپ کو بے دخل کرنا، (IX) مکان کے کسی حصہ کے استعمال یا وہاں رسائی سے آپ کو روکنا (X) آپ کو کپڑے یا گھر کے دیگر اشیاء کے استعمال سے روکنا (XI) اگر آپ کسی کرایہ کے مکان میں مقیم ہیں تو اس کا کرایہ ادا نہ کرنا۔

۴۔ اگر آپ جس کے ساتھ مشترکہ رہائش گاہ میں مقیم ہیں وہ آپ کو خانگی تشدد کا شکار بناتا ہے تو آپ اس شخص/ اشخاص کے خلاف مندرجہ ذیل تمام یا کوئی ایک حکم حاصل کرسکتی ہیں۔

(اے) دفعہ ۱۸ کے تحت

(I) آپ کے اور بچوں کے خلاف کسی مزید خانگی تشدد سے روکنا (II) آپ کو آپ کے استری دھن، زیورات، کپڑوں وغیرہ کا قبضہ دلانا (III) عدالتی حکم کے بغیر مشترکہ بینک اکاؤنٹ/ لاکر کو آپریٹ کرنے پر پابندی۔

(بی) دفعہ ۱۹ کے تحت

جس مکان میں آپ متعلقہ شخص/ اشخاص کے ساتھ مقیم تھیں آپ کو وہاں کی رہائش ترک کرنے سے روکنے پر پابندی (II) آپ کو پرامن آسائش کے ساتھ قیام گاہ میں رہائش کے معاملہ میں پریشان نہ کرنا (III) جس مکان میں آپ مقیم ہیں اسے فروخت کرنے پر پابندی (IV) اگر آپ کسی کرایہ کے مکان میں مقیم ہیں تو اس کا کرایہ ادا کرتے رہنا یا

آپ کے لئے دیگر رہائش کا بندوبست کرنا جس میں ویسی ہی سہولیات فراہم ہوں جو پہلے مکان میں تھیں (V) عدالتی حکم کے بغیر آپ کو اس مکان کے حقوق سے محروم نہ کرنا، جس میں آپ قیام پذیر ہیں۔ (VI) جس مکان میں آپ مقیم ہیں اس کی بنیاد پر کوئی قرضہ حاصل نہ کرنا، اسے رہن نہ رکھنا یا کوئی ایسی مالی ذمہ داری (قرض وغیرہ) حاصل نہ کرنا جس میں یہ مکان/ جائیداد زیر بار ہو۔ (vii) آپ کے تحفظ کے لئے مطلوب مندرجہ ذیل حکم/ احکام جو شخص/ اشخاص مذکور یا بند کریں۔

(سی) عمومی حکم جس خانگی تشدد کی شکایت/ رپورٹ کی گئی ہے اسے روکنا

(ڈی) خصوصی احکام: (I) آپ کی جائے رہائش یا کام کرنے کے مقام سے دور رہنا (II) آپ سے ملنے کی کوشش نہ کرنا (III) آپ سے ٹیلیفون 'خط' ای میل وغیرہ کے ذریعہ ربط قائم کرنے کی کوشش نہ کرنا (IV) آپ سے شادی کے بارے میں گفتگو یا ان کی مرضی کے کسی شخص سے شادی کے بارے میں ملنے پر آپ کو مجبور نہ کرنا (V) آپ یا آپ کے بچوں کے اسکول یا اس جگہ سے دور رہنا جہاں آپ یا آپ کے بچے جاتے ہوں (VI) آتشیں اسلحہ، دیگر ہتھیار یا کسی دیگر قسم کے خطرناک مادہ کو پولس کے حوالے کر دینا۔ (VII) کسی آتشیں اسلحہ، دیگر ہتھیار یا دیگر خطرناک مادہ کا حصول نہ کرنا، اور اس قسم کے ہتھیار یا اشیاء اپنے قبضہ میں نہ رکھنا۔ (VIII) شراب یا دیگر نشہ آور اشیاء کا استعمال نہ کرنا جن کی وجہ سے پہلے خانگی تشدد کا ارتکاب عمل میں آیا۔ (IX) کوئی اور ایسا کام جو آپ کے اور آپ کے بچوں کے تحفظ کے لئے مطلوب ہو۔

(ای) دفعہ ۲۰ اور ۲۲ کے تحت عبوری مالی راحت کے لئے حکم بشمول (i) آپ اور بچوں کے لئے خرچہ (ii) جسمانی جراحت کے لئے معاوضہ جس میں علاج کے اخراجات بھی شامل ہیں (iii) ذہنی اذیت اور جذباتی رنج والم کے لیے معاوضہ (iv) آمدنی کے نقصان کا معاوضہ (iv) آپ کے قبضہ یا ملکیت کے کسی اثاثہ کو برباد کرنے، نقصان پہنچانے یا ہٹانے کا معاوضہ۔

نوٹ:-

(i) آپ کے خلاف خانگی تشدد کے ارتکاب کے خلاف مندرجہ بالا میں سے کوئی راحت آپ کی جانب سے درخواست دینے اور شکایت درج کرنے پر عدالت عبوری طور پر جاری کرنے کا حکم دے سکتی ہے۔

(ii) ایکٹ کے تحت فارم ۱ کی خانہ پری کے ذریعہ خانگی تشدد کے خلاف کی گئی شکایت کو خانگی سانحہ کی بابت رپورٹ کہا جائے گا۔

۴- اگر آپ خانگی تشدد کا شکار ہوئی ہیں تو آپ کو مندرجہ ذیل حقوق حاصل ہیں:

(i) افسر تحفظ یا سروس فراہم کنندہ سے مدد جو آپ کے حقوق اور اس راحت کے بارے میں بتائیں گے جو آپ ایکٹ کی دفعہ ۵ کے تحت حاصل کر سکتی ہیں۔

(ii) افسر تحفظ یا سروس فراہم کنندہ یا آپ کے قریبی پولس اسٹیشن کے افسر کی مدد جو آپ سے شکایت کے اندراج میں آپ کی مدد کریں گے اور ایکٹ کی دفعہ ۹ اور ۱۰ کے تحت راحت کے لئے درخواست دینے میں مدد کریں گے۔

(iii) دفعہ ۱۸ کے تحت آپ کو اور آپ کے بچوں کو خانگی تشدد سے تحفظ فراہم کرنا۔

(iv) آپ کو ان اقدامات و احکام حاصل کرنے کا حق ہے جو آپ کو اور آپ کے بچوں کو اس خطرہ اور اندیشوں کے خلاف تحفظ عطا کرے جن کا آپ کو سامنا ہے۔

(v) جس مکان میں آپ کے خلاف خانگی تشدد کا ارتکاب کیا گیا وہاں آپ کو رہنے کا حق حاصل ہے، اور ان اشخاص پر پابندی جو اسی مکان میں مقیم ہیں کہ وہ آپ کو اس مکان میں پُرسکون رہائش میں مانع نہ ہوں اور وہ سہولیات اور مراعات جو دفعہ ۱۹ کے تحت آپ کو حاصل ہیں۔

(vi) دفعہ ۱۸ کے تحت آپ کو آپ کے استری دھن، زیورات، کپڑوں اور روزمرہ کے استعمال کی اشیاء کا قبضہ دلانا۔

(vii) دفعہ ۶، ۷، ۹ اور ۱۴ کے تحت آپ کو طبی امداد پناہ، صلاح اور قانونی امداد فراہم کرنے میں مدد دینا۔

(viii) دفعہ ۱۸ کے تحت اس شخص جس نے آپ کے خلاف خانگی تشدد کا ارتکاب کیا اسے آپ سے کسی قسم کا اور کسی ذریعہ سے رابطہ قائم کرنے سے روکنا۔

(ix) اگر خانگی تشدد کی وجہ سے آپ کو جسمانی یا ذہنی اذیت/ جراحت پہنچی ہے یا مالی نقصان ہوا ہے تو دفعہ ۲۲ کے تحت معاوضہ دلانا۔

(x) دفعہ ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، اور ۲۳، کے تحت معاوضہ یا راحت کے

لئے درخواست یا شکایت داخل کرنا۔

(xi) آپ کی جانب سے داخل کردہ شکایت/ درخواست یا طبی معائنہ کی رپورٹ حاصل کرنا جو آپ اور آپ کے بچوں کا کیا گیا ہو۔

(xii) خانگی تشدد کے سلسلہ میں کسی اتھارٹی کی جانب سے درج کردہ بیان کی نقل حاصل کرنا۔

(xiii) آپ کو کسی خطرہ سے بچانے کے لئے افسر تحفظ یا پولس کی مدد حاصل کرنا۔

(۵) جو شخص فارم دے گا وہ اس بات کو یقینی بنائے گا کہ تمام رجسٹر شدہ سروس کنندگان کی بابت تفصیلات اس انداز اور مقررہ جگہ پر حسب ذیل طور پر درج کی جائینگی

اس علاقہ میں سروس فراہم کنندگان کی فہرست درج ذیل ہے

تنظیم کا نام ...... فراہم کردہ سروس...... رابطہ کی تفصیلات ....

اگر ضرورت ہو تو سروس فراہم کنندہ کی مکمل فہرست کے لئے علیحدہ سے کاغذ منسلک کیا جائے۔

فارم (v)

دیکھئے دفعہ ۸ (۱) اور (iv)

تحفظ کا منصوبہ

۱۔ جب کوئی افسر تحفظ، پولس افسر یا کوئی دیگر سروس فراہم کنندہ اس فارم میں تفصیلات درج کرنے میں مدد کر رہا ہو تو کالم سی اور ڈی میں اندراج افسر تحفظ پولس افسر یا سروس فراہم کنندہ کو ہی کرنا چاہئے یہ اندراجات شکایت کنندہ کے مشورے اور رضامندی سے کی جانی چاہئیں۔

۲۔ اور اگر مظلوم عورت براہ راست عدالت سے رجوع کرے تو کالم سی اور ڈی کے تحت تفصیل اسے خود فراہم کرنی چاہئے۔

۳۔ اگر مظلوم عورت جو براہ راست عدالت سے رجوع کرتی ہے اور کالم سی اور ڈی کے تحت تفصیل نہیں دیتی (دونوں کالم سادہ چھوڑ دیتی ہے) تو افسر تحفظ شکایت کنندہ کے مشورہ اور رضامندی سے یہ تفصیل فراہم کرے گا۔

شمار	اے	بی	سی	ڈی	ای
	مدعا علیہ کے ذریعہ تشدد کا ارتکاب	تشدد کا شکار ہونے پر تشدد کا ردعمل جس کا ذکر کالم اے میں ہے	کالم اے کے تحت مذکور تشدد کے بارے میں مظلوم کے اندیشے	تحفظ کے لئے مطلوب اقدامات	عدالت سے کس حکم کے لئے درخواست کی گئی
۱	مدعا علیہ کی جانب سے جسمانی تشدد	شکایت کنندہ کو اندیشہ ہے کہ اس کے اور اس کے بچوں کے خلاف پھر تشدد کیا جاسکتا ہے	(اے) دوبارہ تشدد (بی) تشدد میں اضافہ (سی) زخم/چوٹ کا خوف (وضاحت کریں)		
۲	کوئی جنسی عمل (غلط حرکت) جس سے آپ کا وقار مجروح ہوتا ہو	(اے) ڈپریشن، (غم زدہ) (بی) دوبارہ ارتکاب کا اندیشہ (سی) ایسے ہی ارتکاب کی کوششوں سے دوچار	(اے) دوبارہ ارتکاب (بی) ارتکاب میں اضافہ (سی) دیگر (وضاحت)		
۳	گلا گھونٹنے یا دبانے کی کوشش	(اے) جسمانی چوٹ (بی) ذہنی طور پر بیمار (سی) دیگر براہ کرم وضاحت کریں	(اے) دوبارہ ارتکاب (بی) دیگر (وضاحت کریں)		
۴	بچوں کی پٹائی	(اے) بچوں کو چوٹ آئی (بی) بچوں پر اس کا ناگوار ذہنی ردعمل (سی) دیگر وضاحت کریں	(اے) دوبارہ ارتکاب کا اندیشہ (بی) بچوں پر تشدد کا منفی ذہنی ردعمل		

۵	مدعا علیہ کی طرف سے خود کشی کی دھمکی	(اے) گھر میں کشیدگی کا ماحول (بی) تحفظ کو خطرہ (سی) دیگر (وضاحت کریں)	(اے) خود کشی کی حقیقتاً کوشش کرنا (بی) اس کا ارادہ (سی) دیگر وضاحت کریں		
۶	مدعا علیہ کی طرف سے خود کشی کی دھمکی	(اے) گھر میں تشددگی کا ماحول (بی) عدم تحفظ، غم زدگی/ مایوسی، ذہنی اذیت (سی) دیگر (وضاحت کریں)			
۷	نفسیاتی اور معاشی طور پر غلط طرز عمل، مثلاً شکایت کنندہ کی توہین کرنا، گالی دینا، مذاق بنانا، لڑکا نہ ہونے پر لعن طعن وتوہین، کردار کے بارے میں الزام وغیرہ	(اے) مایوسی اور غم زدگی (بی) ذہنی اذیت (سی) بچوں کے لئے نامناسب ماحول (ڈی) دیگر وضاحت	(اے) اعادہ (بی) زیادتی (سی) ذہنی اذیت اور تکالیف (ڈی) دیگر (وضاحت کریں)		
۸	مظلوم عورت اور اس کے بچوں/ والدین رشتہ داروں کو نقصان پہنچانے کی دھمکیاں دینا	(اے) مستقل خوف کے عالم میں رہنا (بی) ذہنی اذیت اور تکلیف (سی) دیگر کوئی ردعمل (وضاحت کریں)	(اے) مدعا علیہ ان دھمکیوں پر عمل کرسکتا ہے (بی) ذہنی اذیت اور تکلیف (سی) دیگر (وضاحت کریں		
۹	کسی اسکول/ کالج یا دیگر تعلیمی ادارے میں داخلے پر جبراً روک لگانا	(اے) مایوسی، رنج وغم کا عالم (بی) ذہنی اذیت/ تکلیف (سی) دیگر (وضاحت کریں)	(اے) اعادہ (بی) ذہنی اذیت، تکلیف (سی) دیگر (وضاحت کریں)		
۱۰	شادی پر مجبور کرنا جبکہ خاتون شادی نہ کرنا چاہتی ہو، اس کے پسندیدہ شخص سے شادی کرنے پر روک لگانا مدعا علیہ کے پسند کے شخص سے شادی کرنے پر مجبور کرنا	(اے) مایوسی اور رنج وغم کا عالم (بی) یہ خوف کہ جبراً اس کی شادی کردی جائے گی (سی) دیگر (وضاحت کریں)	(اے) اعادہ (بی) ذہنی اذیت اور تکلیف (سی) دیگر (وضاحت کریں)		
۱۱	بچے/ بچوں کو اغوا کرنے کی دھمکی	(اے) مستقل خوف کے عالم میں رہنا (بی) بچوں کی سلامتی کو خطرہ (سی) دیگر (وضاحت کریں)	(اے) بچے اغوا کئے جاسکتے ہیں (بی) دیگر (وضاحت کریں)		

۱۲	مظلوم خاتون/ بچوں/ اور عزیزوں کو واقعی نقصان پہنچانا	(اے)مزید نقصان کے اندیشے سے مستقل خوف میں رہنا (بی)دیگر (وضاحت کریں)	(اے)اعادہ (بی)زیادتی (سی)چوٹ/ زخم خطرہ (ڈی)دیگر (وضاحت کریں)		
۱۳	منشیات کا استعمال (شراب، ڈرگ وغیرہ)	(اے) مدعا علیہ کے نشہ کا عادی ہونے کی وجہ سے تشدد اور بدعملی کے اندیشہ سے مستقل خوف (بی)پرسکون زندگی گذارنے سے محروم (سی) دیگر (وضاحت کریں)	(اے)نشہ کے عالم میں تشدد (بی)نشہ کے عالم میں غلط برتاؤ (سی) گھریلو اخراجات ادا نہ کرنا (ڈی)دیگر (وضاحت کریں)		
۱۴	مجرمانہ کردار	(اے) تشدد کا مستقل خطرہ (بی)مدعا علیہ کی طرف سے انتقام کا خدشہ	(اے)مدعا علیہ قانون شکنی کا عادی ہے اور اس کے خلاف عدالت جو حکم صادر کرے وہ اس کی خلاف ورزی کرسکتا ہے (بی) کسی مزید شکایت پر مدعا علیہ مظلوم قانون/ بچوں کو نقصان پہنچا سکتا ہے (سی) دیگر (وضاحت کریں)		
۱۵	گھر کے خرچہ خوراک لباس، دواؤں کے لئے پیسہ نہ دینا	(اے)افلاس اور دربدری کا عالم (بی)دیگر (وضاحت کریں)	(اے)اپنے اور اپنے بچوں کی ضروریات پوری کرنے میں شدید مشکل (بی) دیگر (وضاحت کریں)		
۱۶	نوکری کرنے سے روک دیا، ملازمت کی ذمہ داریاں ادا کرنے میں رکاوٹ ملازمت اختیار کرنے سے روکنا	ا۔اپنے اور بچوں کی ضروریات پوری کرنے میں ناکام ۲۔دیگر (وضاحت کریں)	(اے)اپنے اور بچوں کے اخراجات اور گھریلو خرچہ چلانے میں شدید مشکلات (بی)دیگر (وضاحت کریں)		
۱۷	مکان سے جبراً نکال دیا مکان کے کسی حصہ میں آنے جانے پر پابندی مکان چھوڑنے پر پابندی	(اے) اپنے اور اپنے بچوں کے لئے رہنے کی کوئی جگہ نہیں (بی) گھر کے ایک خاص حصہ تک محدود کردیا ہے	(اے) اپنے اور بچوں کی حفاظت کے بارے میں تشویش (بی) پنے اور بچوں کے لئے سر چھپانے کی جگہ (سی)دیگر (وضاحت کریں)		

۱۸	کپڑے دیگر سامان اور گھر کے عام سامان کے استعمال سے روکنا	(اے) ان چیزوں پر قبضہ برقرار نہیں (بی) ایسے وسائل نہیں کہ یہ سامان خرید لیا جائے	(اے) مدعا علیہ اس سامان کو فروخت کرسکتا ہے (بی) دیگر (وضاحت کریں)		
۱۹	اگر مکان کرایہ کا ہے تو اس کا کرایہ ادا نہ کرنا	(اے) کرایہ ادا نہ کرنے پر مالک مکان/گھر خالی کرنے کا مطالبہ کرتا ہے (بی) پیسہ نہ ہونے کے سبب متبادل رہائش کا انتظام نہیں کیا جاسکتا	(اے) رہنے کی جگہ بھی نہیں (بی) شدید مشکلات کا سامنا ہوگا (سی) دیگر (وضاحت کریں)		
۲۰	خاتون کی اطلاع یا رضا مندی کے بغیر استری دھن یا دیگر قیمتی اشیا بیچ ڈالیں	قیمتی اشیاء/ اثاثہ کے ضائع ہونے سے نقصان دیگر (وضاحت کریں)	(اے) مدعا علیہ انہیں فروخت کرسکتا ہے (بی) دیگر وضاحت کریں)		
۲۱	استری دھن پر قبضہ کرلیا	(اے) خاتون کے قبضہ میں جو اشیاء اور اثاثہ تھا اس سے محروم کردی گئی (بی) دیگر (وضاحت کریں)	(اے) مدعا علیہ انہیں فروخت کرسکتا ہے (بی) کبھی دوبارہ انہیں نہ پانے کا خدشہ (سی) دیگر (وضاحت کریں)		
۲۲	سول یا فوجداری عدالت کے حکم کی خلاف ورزی براہ کرم حکم کی تفصیل بیان کریں	براہ کرم تفصیل بیان کریں	براہ کرم وضاحت سے بیان کریں		

دستخط مظلوم خاتون　　　　دستخط　　　　سروس فراہم کنندہ/ دستخط افسر تحفظ

فارم ۶

خواتین کو خانگی تشدد سے تحفظ فراہم کرنے کے ایکٹ ۲۰۰۵ء کی دفعہ ۱۰(۱) کے تحت بطور سروس فراہم کنندہ رجسٹریشن کے لئے فارم

۱	درخواست کنندہ کا نام		پناہ گاہ: نفسیاتی امور میں صلاح خاندانی معاملات میں صلاح۔ پیشہ ورانہ تربیت کا مرکز، طبی امداد معلوماتی پروگرام، خانگی تشدد اور تنازعات سے دو چار افراد کے گروپ کو صلاح دینا۔ دیگر کوئی اور خدمت
۲	پتا مع ٹیلیفون نمبر		
	ای میل پتا اگر ہو		
۴	اس وقت کیا سروس فراہم کی جارہی ہے		

۴۔	ان افراد کی تعداد اور نام جنہیں یہ سروسز (خدمات) فراہم کرنے کا کام سونپا گیا ہے۔	
۵۔	آپ کے ادارے میں جو خدمات فراہم کی جاتی ہیں کیا ان کے لئے قانونی طور پر کوئی کم سے کم پیشہ ورانہ تربیت لازمی ہے اگر ہاں تو براہ کرم تفصیل سے بتائیں۔	
۶۔	ان اشخاص کے ناموں کی فہرست اور ان کی پیشہ ورانہ مہارت اور جس حیثیت سے وہاں کام کر رہے ہیں اس کی تفصیل منسلک ہے	ہاں نہیں
۷۔	کتنی مدت سے یہ خدمات فراہم کی جا رہی ہیں	۳ سال ۴ سال ۵ سال ۶ سال ۶ سال سے زیادہ
۸	کیا کسی قانون یا ضابطہ کے تحت رجسٹر شدہ ہے (اگر ہاں تو رجسٹریشن نمبر تحریر کیجئے)	ہاں نہیں
۹	کیا قانونی ضابطہ کے تحت جو شرائط مطلوب ہیں وہ پوری کی گئی ہیں، اگر ہاں تو متعلقہ ریگو لیٹری باڈی (ضوابط نافذ کرنے والی اتھارٹی) کا نام اور پتا	
۱۰	کیا شیلٹر ہوم میں مناسب جگہ دستیاب ہے	ہاں نہیں
۱۱	پورے مقام کا پیمائش شدہ رقبہ	
۱۲	کمروں کی تعداد	
۱۳	کمروں کا رقبہ	
۱۴	تحفظ کے کیا اقدامات کے گئے ہیں، تفصیل لکھئے	
۱۵	گذشتہ تین سال سے صحیح ڈھنگ سے کام کرنے والے ٹیلیفون کنکشن کا ریکارڈ دستیاب ہے جسے شیلٹر کے رہنے والے استعمال کر سکتے ہیں	
۱۶	قریب اسپتال/ ڈسپینسری/ کلینک کا فاصلہ	
۱۷	کیا کوئی ڈاکٹر باضابطہ طور پر اس ادارے میں وقتاً فوقتاً صحت کی جانچ کے لئے جاتا ہے اگر ہاں تو معالجین کی تعداد ان کا پتہ، رابطہ کا نمبر قابلیت	ہاں نہیں
۱۸	دیگر کوئی سہولت اگر فراہم کی جاتی ہو، براہ کرم وضاحت سے لکھیں (نوٹ) اگر یہ مشورہ دینے والا مرکز ہے تو رجسٹریشن کرنے والی اتھارٹی موقع معائنہ کر کے کالم ۱۹ تا ۲۵ کے تحت تفصیل لکھے)۔	
۱۹	سینٹر میں صلاح کاروں (کونسلرز) کی تعداد	
۲۰	صلاح کاروں کے لئے کم سے کم قابلیت انڈر گریجویٹ گریجویٹ پوسٹ گریجویٹ ڈپلومہ ہولڈر پیشہ ورانہ ڈگری دیگر۔ تفصیل بتائیں	

۲۱	صلاح کاروں کا تجربہ ایک سال سے کم　　　　ایک سال دو سال　　　　تین سال تین سال سے زیادہ	
۲۲	کونسلروں کی پیشہ ورانہ قابلیت اور تجربہ پیشہ ورانہ ڈگری فیملی صلاح کار کے طور پر ....(عہدہ) پر ....تنظیم کا نام ....کام کرنے کا تجربہ............ (تنظیم کا نام)......میں بطور......عہدہ پر نفسیاتی صلاح کار......نفسیاتی صلاح کار کے طور پر کام کرنے کا تجربہ ادارہ (ادارہ کا نام)......میں بطور......کام کیا کوئی اور متعلقہ تجربہ......	
۲۳	کیا کونسلروں کے نام اور تجربہ پر مشتمل فہرست منسلک کی گئی ہے	ہاں نہیں
۲۴	صلاح کی نوعیت جو فراہم کی جاتی ہے دونوں فریقوں کو روبرو بٹھا کر صلاح دینا/ مدد کرنا خاندانی امور میں مشورہ	(اے)(سی بی ٹی) وہ ذہنی عمل جس کے ذریعہ لوگ یاد رکھنے سمجھنے، ذہن نشیں کرنے، معاملات کو سلجھانے اور جانچنے کی استعداد حاصل کرتے ہیں۔

(بی) جو مشاورتی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں

●	ذاتی، پیشہ ورانہ، رازدارانہ صلاح کاری کے اجلاس منعقد کرنا	●	اپنے مسائل پر بحث کرنے و اجذبات کے اظہار کے لئے محفوظ ماحول
●	صلاح کاروں کی خدمات کے بارے میں اطلاعات سپورٹ گروپ اور ذہنی صحت کی دیکھ بھال کے وسائل	●	انفرادی صلاح اور گروپ کا کام
●	معالجاتی اور متواتر صلاح کاری اور صحت سے متعلق معاونت	●	دیگر کوئی اور خدمت (تفصیل بتائیں

(سی) کوئی اور سروس

(۱)	یہ خدمت فراہم کی جا رہی ہے......... (تفصیل لکھیں)	(۲)	مقرر کردہ عملہ............
(۳)	ایسی سروسز فراہم کرنے کے لئے قانونی طور پر مطلوب کم سے کم پیشہ ورانہ قابلیت		
۴	سروسز فراہم کرنے کے لئے جو عملہ مقرر ہے آیا ان سب کے نام اور پیشہ ورانہ قابلیت کا گوشوارہ منسلک کیا گیا ہے		ہاں نہیں
	کسی اور نوعیت کی سروس جو رجسٹریشن کا خواہشمند سروس فراہم کنندہ بیان کرنا چاہتا ہو............		

(اگر ضرورت ہو تو تفصیل اندراج جاری رکھنے کے لئے مزید کاغذات استعمال کریں)

مقام............　　　　با اختیار عہدیدار کے دستخط............

تاریخ............　　　　عہدہ............　　　　مہر............

فارم (VII)

دیکھئے قاعدہ ۱۱ (۱)

خواتین کو گھریلو تشدد سے تحفظ ایکٹ ۲۰۰۵ء کی دفعہ ۱۳ (۱) کے تحت

حاضری/پیشی کا نوٹس: سمن

بعدالت .... پی/ایس

مقدمہ

مسماۃ .... شکایت کنندہ .... مدعیہ

بنام

مسمی .... مدعا علیہ

بنام

مسٹر .... ولد

ساکن

چونکہ شکایت کنندہ نے خواتین کو گھریلو تشدد سے تحفظ ایکٹ کی دفعہ .... کے تحت درخواست/درخواستیں داخل کی ہیں۔

لہٰذا آپ کو اس سمن ہدایت کی جاتی ہے کہ آپ مؤرخہ ....

یوم .... بوقت .... کو عدالت میں اصالتاً یا وکالتاً حاضر ہوں اور وجہ بیان کریں کہ مدعیہ نے آپ کے خلاف جو عذرداری کی ہے اور راحت طلب کی ہے اسے کیوں منظور نہ کیا جائے۔ اگر آپ عدالت میں حاضر نہ ہوئے تو مقدمہ کا فیصلہ آپ کے خلاف یک طرفہ (ایکس پارٹی) کر دیا جائے گا۔

میرے دستخط اور مہر عدالت کے ساتھ آج مؤرخہ .... کو جاری کیا گیا۔

دستخط

مہر عدالت

❁ ❁ ❁

بقیہ: ...لازمی رجسٹریشن بل...

تاریخ .... دستخط اور مہر ....

رجسٹرار برائے شادی ....

(مقامی علاقہ) .... ڈسٹرکٹ (ضلع) .... ریاست

(نوٹ): اسپیشل میرج ایکٹ میں مناسب ترمیم کی جائیں کہ اسے شیڈول (۵) ازدواجی حقوق کی بحالی اور (عدالت کے ذریعہ جدائی) vi (شادی فسخ کرنے اور طلاق) اور vii دائرہ اختیار اور طریقہ کار) جو لازمی رجسٹریشن شادی کے مجوزہ ایکٹ کے تحت رجسٹر کی جائیں گی ان پر اطلاق ہو جن پر طلاق سے متعلق دیگر قوانین اور ایکٹ کا اطلاق نہیں ہو۔

یہ ضروری ہے جہاں تک بین المذاہب شادی ایک ہندو اور غیر ہندو نیز غیر عیسائی) جس کا نئے رجسٹریشن ایکٹ کے تحت اندراج کیا جائے اس پر ہندو میرج ایکٹ یا طلاق ایکٹ ۱۹۶۹ء یا شریعت یا کسی دیگر قانون کا اطلاق نہیں ہوگا۔ طلاق کے وہ ضابطے جو اسپیشل میرج ایکٹ میں مذکور ہیں ان کا اطلاق ان ہی شادیوں پر ہوگا جو اسپیشل میرج ایکٹ کے تحت انجام دی گئی تھیں۔ اسپیشل میرج ایکٹ میں اس کی وضاحت سے نئے شادی رجسٹریشن قانون کے تحت اندراج کی جانے والی شادیوں پر طلاق کے قوانین کے قابل اطلاق ہونے کی بابت ابہام دور ہو جائے گا جن پر کسی دوسرے قانون طلاق کا اطلاق نہیں ہوتا۔

❁ ❁ ❁

گھریلو تشدد اور تحفظ خواتین

نئے قانون کا تجزیاتی مطالعہ

پروفیسر احمد اللہ خان
سابق ڈین شعبۂ قانون، عثمانیہ یونیورسٹی، حیدرآباد

روزِ ازل سے ہی مردوں کے زیر تسلط معاشرہ میں خواتین پر ظلم وستم اور تشدد کا سلسلہ مختلف اشکال میں جاری وساری رہا ہے اور عورت کو محض ایک شئے اور جائیداد منقولہ کی طرح استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ عورت کی مردوں کے زیر تسلط وزیر تصرف ثانوی حیثیت نے خود عورت کو یہ سمجھنے پر مجبور کر دیا کہ ایک اچھی عورت وہی ہے جو تمام ظلم وستم بے چوں وچرا سہتی رہے اور زبان سے اُف بھی نہ کرے۔ لیکن ایام جاہلیت کے یہ تصورات مہذب سماج کے بدلتے مزاج کے ساتھ بدلتے گئے اور جیسے جیسے انصاف ومساوات کا تصور عام ہونے لگا اور مذہب، قانون اور اخلاق کے اصول معاشرہ کی بنیاد بنتے گئے، عورتوں کے ساتھ روا اس ظلم وستم اور تشدد کی جانب بھی خصوصی توجہ دی جانے لگی۔ خصوصاً گزشتہ نصف صدی میں عورتوں کے ساتھ ناانصافی اور گھریلو تشدد کا مسئلہ معاشرہ کا ایک اہم عنوان بنتا گیا۔

۱۹۶۰ء کے دہے میں مختلف مغربی ممالک اور خصوصاً امریکہ میں گھریلو تشدد سے عورتوں کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے قانون سازی کے امکانات کا جائزہ لیا گیا لیکن بدقسمتی سے یہ طے پایا کہ ازدواجی رشتوں میں تشدد کے مسئلہ کو برسرِ عام عوامی مباحث کا موضوع نہ بنایا جائے۔ لیکن رفتہ رفتہ ۱۹۷۰ء تا ۱۹۸۰ء کے درمیان امریکہ کی ۵۲ ریاستوں میں سے ۴۷ ریاستوں میں گھریلو تشدد سے نمٹنے کے لیے قانون سازی کردی گئی۔ امریکی قانون سازی کی لہر سے متاثر ہوکر برطانیہ میں بھی گھریلو تشدد کو تعزیراتی جرم کی حیثیت دیدی گئی اور اس جرم کے مرتکب کو مستوجب سزا قرار دیدیا گیا۔

گھریلو تشدد کے تعزیراتی پہلو نے مختلف تحقیقی اداروں کو تحقیق وتجربہ کرنے پر مجبور کر دیا چنانچہ منیا پولس پولیس ڈپارٹمنٹ (Minneapolis Police Dept.) نے نیشنل انسٹی ٹیوٹ برائے انصاف کی گرانٹ اور منظوری سے ایک سروے کا اہتمام کیا اور گھریلو تشدد کے انسداد کے لیے مختلف پولیس افسروں کے تجربات اور رویہ کا جائزہ لیا گیا کہ گھریلو تشدد کے مرتکب شریک زندگی کو مصالحت کے ذریعہ یا اس کو گھر سے باہر نکال کر یا پھر قید کر کے سزا دی جائے تاکہ گھریلو تشدد کا سدباب کیا جاسکے۔ اس تجربے سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ گھریلو تشدد سے نمٹنے کے لیے مجرم کو قید کرنا ہی ایک مؤثر حل ہے تاکہ دوسروں کی حوصلہ شکنی ہو اور وہ اس جرم کا ارتکاب نہ کریں۔

اس پس منظر میں عالمی سطح پر بھی چند اقدامات کیے گئے اور اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ۱۸ دسمبر ۱۹۷۹ء کو ایک قرارداد منظور کی جس کے ذریعہ عورت کے خلاف تمام اقسام کے امتیازات کو ختم کرنے پر زور دیا گیا۔ اس قرارداد کو عام طور پر CEDAW کے نام سے جانا جاتا ہے۔ دنیا کے تقریباً ۱۴۰ ممالک نے اس قرارداد پر دستخط تصدیق ثبت کی جس کے ذریعہ یہ تسلیم کیا گیا کہ عورتوں کے خلاف وسیع پیمانہ پر تشدد اور امتیاز کا سلسلہ ابھی جاری ہے جو انسانی عزت ووقار کے اصول مساوات کو مجروح کرتے ہیں۔ اقوام متحدہ کی اس قرارداد کے بعد ہی ساری دنیا میں عورت کو بااختیار بنانے یعنی Women Empowerment کا تصور پیدا ہوا اور ۱۹۹۳ء میں

عالمی حقوق انسانی کانفرنس نے ''عورتوں کے حقوق'' کو ''انسانی حقوق'' کے زمرہ میں شامل کیا۔ اس کے بعد بیجنگ میں اقوام متحدہ کی چوتھی عالمی کانفرنس برائے خواتین کا انعقاد عمل میں آیا جس کے ذریعہ Beijing Declaration یعنی بیجنگ اعلامیہ کا اعلان کیا گیا اور ۱۹۹۵ میں پلیٹ فارم برائے ایکشن کے نام سے کئی اقدامات کی سفارش کی گئی، یہ وہی کانفرنس ہے جس میں عورت کو اختیار بنانے کے سلسلے میں پردہ کو ہدف تنقید بنایا گیا تھا، اسی طرح ویانا کارڈ نے بھی عورتوں کے تحفظ سے متعلق قرارداد منظور کی۔

گھریلو تشدد سے خواتین کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے مندرجہ بالا عالمی دستاویزات کی روشنی میں اوران دستاویزات کے ذریعہ کئے گئے سفارشات کو روبہ عمل لانے کے عزم سے ہی ہندوستان میں Protection of Women from Domestic Violence کے نام سے قانون سازی کی گئی جو دستور ہند کے دفعہ 14، دفعہ 15 اور دفعہ 21 کے ذریعہ دئے گئے بنیادی حقوق کی پابجائی کرتا ہے اور اس قانون کو 26 اکتوبر 2006 سے ہی نافذ کردیا گیا ہے۔

قانون سازی کا اصل مقصد اصلاح معاشرہ ہے، اس لیے اس نئے قانون کے دفعات کا اس نکتہ نظر سے جائزہ لینا ضروری ہے کہ کہاں تک یہ قانون گھریلو تشدد کا سدباب کرنے میں کامیاب ہوگا اور خصوصاً اس قانون کا معاشرہ کی اکائی یعنی ''خاندان'' کے قیام وتحفظ پر کیا اثر پڑے گا۔ اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا ہے کہ معاشرہ کی اکائی ''خاندان'' کے قیام کے لیے نکاح ایک جزءِ لاینفک ہے۔ اور نکاح کے ذریعہ ہی عورت اور مرد کے درمیان جائز رشتہ کے قیام کے ذریعہ افزائش نسل کی مقصد براری ہوتی ہے۔ اس لیے گھریلو تشدد سے متعلق اس نئے قانون کا اس نقطۂ نظر سے جائزہ لینا بھی ضروری ہے۔

اس قانون کے مطالعہ میں اس نکتہ کو بھی ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ تشدد چاہے وہ گھریلو ہو یا عوامی، یہ ایک فوجداری جرم ہے اور ہندوستان میں تعزیرات ہند کے کئی دفعات ایسے کسی بھی جسمانی یا ذہنی تشدد کا احاطہ کرتے ہیں اور عدالت میں نافذ العمل ہیں۔ لیکن اس نئے قانون کے ذریعہ گھریلو تشدد کے انسداد کے لیے فوجداری کے ساتھ ساتھ پہلی مرتبہ Civil Remedies دیوانی چارہ کار بھی فراہم کئے گئے ہیں۔

یہ نیا قانون 37 دفعات پر مشتمل ہے جس میں قابل ذکر پروٹیکشن آفیسر کے تقرر اور اس کے فرائض سرویس پروائڈر Service Provider یعنی فلاحی انجمنوں کا رجسٹریشن اور فرائض میڈیکل آفیسر کا تقرر اور اس کے فرائض وغیرہ شامل ہیں۔ اور ایسی ایجنسی کے ذریعہ عدالت ستم زدہ فریق خاتون کو تحفظ اور راحت کے احکام جاری کر سکتی ہے۔

اس قانون میں قابل غور اصطلاحات میں سب سے پہلے Aggrieved Person یعنی شاکی یا ستم زدہ فریق کی تعریف یوں بیان کی گئی ہے کہ ستم زدہ فریق کے معنی ایسی خاتون جو کسی بھی گھریلو رشتہ سے مدعا علیہ یعنی Respondent سے منسلک ہے اور جو مدعا علیہ کی جانب سے کئے گئے گھریلو تشدد کا شکار ہے۔ اس طرح اس قانون میں شکایت کنندہ صرف ستم زدہ خاتون ہی ہوسکتی ہے اور مرد نہیں ہوسکتا۔

دوسری اہم اصطلاح ''گھریلو رشتہ'' یا Domestic Relationship ہے جس میں دو اشخاص کے درمیان نکاح کے ذریعہ رشتہ یا نکاح کی قسم کا رشتہ، خونی رشتہ یا رشتہ بربنائے تبنیت یا پھر فرد خاندان کی حیثیت سے رشتہ کا احاطہ کیا گیا اور ان رشتوں کی بنیاد پر دو اشخاص جو ساتھ رہتے نہیں یا کسی وقت ساتھ رہے تھے اس گھریلو رشتہ کی تعریف میں شامل ہیں۔ اس اصطلاح کے بموجب اس قانون کے دائرہ اختیار میں نہ صرف شوہر و بیوی داخل ہیں بلکہ خون کے رشتہ کی بنیاد باپ اور بیٹی، بھائی اور بہن، چچا بھتیجی یا ماموں بھانجی بھی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ متبنی فرد خاندان تصور کیا جاتا ہے اس اصطلاح میں جو رشتہ قابل اعتراض نظر آتا ہے وہ ''نکاح کی قسم'' یا In the nature of Marriage کی شمولیت ہے جو خصوصاً ہندوستانی معاشرہ کے اقدار کی روشنی میں ناقابل قبول سمجھا جاسکتا ہے۔ دو اشخاص کے درمیان رشتہ نکاح کی بنیاد پر نہیں بلکہ ''نکاح کی قسم'' کی بنیاد پر بھی اس قانون کے ذریعہ تحفظ اور دیگر دیوانی راحتوں کا

حقدار بن جاتا ہے اور اگر ایسے فریق کو Aggrieved Person یا ستم زدہ فریق کی تعریف میں شامل کرلیا جائے تو وہ بھی اس احکام راحت کی حقدار بن جاتی ہے جو عدالت اس قانون کے دفعات ۱۷ تا ۲۳ کے تحت حکم جاری کرنے کی ذمہ دار ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

دفعہ ۱۷ کے تحت مشترکہ گھر میں حق سکونت، دفعہ ۱۸ کے تحت احکام تحفظ، دفعہ ۱۹ کے تحت احکام سکونت، دفعہ ۲۰ کے تحت مالی راحت، دفعہ ۲۱ کے تحت احکام تحویل، دفعہ ۲۲ کے تحت احکام معاوضہ اور دفعہ ۲۳ کے تحت یک طرف احکام وہ چارہ کار ہیں جو ستم زدہ فریق اس قانون کے تحت حاصل کرسکتا ہے۔ ان راحتوں کو حاصل کرنے کا حق ایک ایسی فریق یا عورت بھی رکھتی ہے، جو بذریعہ نکاح نہیں بلکہ ''نکاح کی قسم'' کے رشتہ میں مدعا علیہ سے منسلک ہے۔ ایسا کوئی بھی رشتہ مغربی ممالک میں قابلِ قبول ہوسکتا ہے جہاں حقیقی بھائی بہن کے درمیان نکاح یا دو مرد حضرات کے درمیان نکاح کی گنجائش فراہم ہے۔ لیکن ایسا کوئی بھی رشتہ ہندوستانی روایات یا اخلاقی اقدار پر ایک کاری ضرب ثابت ہوسکتی ہے۔ جو ہندوستانی معاشرہ کی تہذیب وتمدن کو ان برائیوں کا مرکز بنا سکتا ہے جس میں جنسی آزادی اور اس سے پیدا ہونے والی بیماریوں کے غار سے نکلنا مشکل ہوجاتا ہے۔

اس قانون کی ایک اور اصطلاح ''گھریلو تشدد'' یا Domestic Violence ہے جو دفعہ ۳ کے تحت بہت ہی وسیع انداز میں بیان کی گئی ہے۔ اس اصطلاح میں نہ صرف جسمانی تشدد بلکہ جنسی اور نفسیاتی تشدد اور ہراسانی کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور اصطلاح کی تشریح کے طور پر مزید یہ صراحت بھی کی گئی ہے کہ گھریلو تشدد کی تعریف میں جسمانی بدسلوکی، جنسی بدسلوکی، اور زبانی یا جذباتی اور معاشی بدسلوکی بھی شامل ہے جو بہت بڑی حد تک تشدد کے شکار خواتین کو راحت پہنچاتے اور تحفظ فراہم کرنے میں معاون ثابت ہوسکتا ہے۔

اس قانون کے نفاذ کے لیے مرکزی حکومت نے Central Rules یعنی قواعد وضوابط بھی ترتیب دیے جو نافذ العمل ہیں اور ان ہی قواعد اور مختلف فارمس کے ذریعہ شکایت کنندہ ستم زدہ فریق کو شکایت داخل کرنا ہوتا ہے۔

اس قانون کے چند اہم دفعات اور اس سے متعلق قواعد کا مختصر جائزہ پیش خدمت ہے جس میں بادی النظری طور پر اس قانون کا دیگر قوانین سے تصادم نظر آتا ہے یا پھر ایسے قواعد کا خاندان کے قیام واستحکام پر منفی اثر پڑسکتا ہے۔ کیونکہ Central Rules پوری طرح اصل قانون سے مطابقت نہیں رکھتے اور یہ قواعد بہت وسیع دائرہ اختیار کے حامل ہیں جو اصل قانون سے تجاوز نظر آتے ہیں۔

سب سے پہلے دفعہ ۹ کے تحت پروٹیکشن آفیسر مجسٹریٹ کے پاس گھریلو تشدد کے واقعہ کی رپورٹ روانہ کرتی ہے جو مرکزی قواعد کے تحت فارم نمبر 1 کی خانہ پری کے ذریعہ داخل کی جاسکتی ہے۔ اس فارم نمبر (1) میں ستم زدہ فریق یعنی Aggrieved Person کو اس فارم میں درج نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کردہ شکایت کو صرف اس کے سامنے دیے گئے خانہ میں (✔) Tick Mark کرنا ہوتا ہے۔ اس فارم میں جنسی بدسلوکی یا تشدد کی ایک فہرست دی گئی ہے جس میں متعلقہ شکایت کے آگے خانہ میں صواد کا نشان لگانا ہے۔ پھر زبانی یا جذباتی بدسلوکی، معاشی بدسلوکی، جہیز کے مطالبہ سے متعلق ہراسانی وغیرہ کی تفصیل بیان کی گئی ہے اور ہر ایک شکایت کے آگے کے خانہ میں بذریعہ صواد یا ٹک کا نشان لگایا جاسکتا ہے۔ اس فارم (1) میں زبانی اور جذباتی بدسلوکی کی فہرست میں چند ایک امور جو قابل توجہ ہیں درج ذیل ہیں، اس میں ستم زدہ فریق خاتون سے یہ پوچھا گیا ہے کہ کیا Respondent یعنی مدعا علیہ آپ کو گھر چھوڑ کر باہر جانے سے روکتا ہے؟ یا مدعا علیہ آپ کو کسی مخصوص شخص سے ملنے سے روکتا ہے یا مدعا علیہ آپ کو آپ کی مرضی کے خلاف شادی کرنے پر مجبور کرتا ہے؟ یا آپ کی پسند کے شخص سے شادی کرنے سے روکتا ہے؟ یا آپ کو مدعا علیہ اپنی پسند کے شخص سے شادی کرنے پر مجبور کرتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رکھنا ضروری ہے کہ اس قانون کے دائرہ میں جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا نہ صرف شوہر اور بیوی بلکہ باپ اور بیٹی، چچا اور

بھتیجی، بھائی اور بہن، ماموں اور بھانجی بھی شامل ہوسکتی ہے۔ فارم نمبر (1) کے تحت جن شکایات کی تفصیل بیان کی گئی ہے اس کا جائزہ شوہر کے نقطۂ نظر سے، باپ کے نقطۂ نظر سے، بھائی، چچا اور ماموں کے نقطۂ نظر سے لینا ضروری ہے، یعنی ایک شوہر بیوی کو گھر کے باہر جانے یا کسی مخصوص شخص سے ملنے کے لیے بیوی کو منع نہیں کرسکتا، ورنہ یہ ذہنی، نفسیاتی یا جذباتی تشدد کی تعریف میں آجائے گا۔

علی ہٰذا القیاس ایک باپ، چچا، بھائی یا ماموں اپنی بیٹی، بھتیجی، بہن یا بھانجی کو بھی مندرجہ بالا عمل سے نہیں روک سکتا۔ خواہ ان خواتین کا ایسا کرنا خاندان کی عزت و وقار کے خلاف ہی کیوں نہ ہو اور خاندان کے مرد حضرات کا ان عورتوں کو روکنا قواعد کی رو سے گھریلو تشدد کی تعریف میں آکر مستوجب سزا قرار پاسکتا ہے۔ گھریلو تشدد کی بیناویل خواتین کو تحفظ فراہم کرنے سے زیادہ ان کو ایسے عمل کی ترغیب دینے کے مترادف ہے اور خصوصاً کم عمر لڑکیاں اس سے حوصلہ پاکر ایسے عمل کرنے پر مائل ہوسکتی ہیں۔ اس لیے اس قانون اور اس کے قواعد خاندان کے قیام و استحکام کے لیے مضرت رساں ثابت ہوسکتے ہیں۔

اس طرح دفعہ ۱۸/ر کے تحت احکام تحفظ Protection Orders حاصل کرنے کے لیے فارم نمبر (۲) میں جو مندرجات شامل کئے گئے ہیں ان میں مدعا علیہ یعنی Respondent کو فریق ثانی کے کالج، اسکول یا کام کے مقام پر جانے سے روکنا، یا ستم زدہ فریق کے بچوں کو اسکول یا کالج جانے سے روکنا یا مدعا علیہ کو اپنے کسی اثاثہ کو فروخت کرنے سے روکنا، یا مدعا علیہ کو مشترکہ بینک لاکر (Joint Bank Locker) کھولنے سے روکنا اور اس کے بجائے ستم زدہ خاتون کو ایسے بینک لاکر کھولنے کی اجازت دینا شامل ہے۔ بینک لاکر سے متعلق ان قواعد کی بیناویل کی جاتی ہے کہ ہوسکتا ہے کہ ستم زدہ خاتون کے زیورات ایسے لاکر میں ہوں جو مدعا علیہ حاصل کرے گا یا فروخت کردے گا اس لیے اس کے بجائے ستم زدہ فریق کو لاکر کھولنے کی اجازت فراہم کی گئی ہے۔ لیکن قانون کی یہ شق قانون جائیداد و ملکیت سے متصادم ہے کیونکہ مشترکہ بینک لاکر کے ساتھ ساتھ مدعا علیہ کو اس کی اپنی جائیداد یا اثاثہ کو فروخت کرنے سے روکنے کی بھی گنجائش فراہم کی گئی ہے۔ چنانچہ اس قانون کے دفعہ 19 کے تحت احکام سکونت Residential حاصل کرنے کے لیے مدعا علیہ کو Shared-House Hold سے بے دخل کرنا یا ستم زدہ خاتون کو ایسے گھر میں داخل ہونے سے منع کرنے سے روکنا یا مدعا علیہ کے ایسے گھر کے حقوق سے دستبردار کردینا یا مدعا علیہ کو گھر سے باہر جانے کے احکام دینا شامل ہے۔

یہاں اس امر پر بھی غور کرنا ضروری ہے کہ یہ قواعد وضوابط اصل قانون سے متجاوز نظر آتے ہیں اور قانون سازی کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ کوئی بھی قواعد وضوابط ایسی کوئی بھی چیز نہیں شامل کرسکتے ہیں جو اصل قانون میں موجود نہ ہو۔

اسی طرح دفعہ (۲۰) کے تحت مالی راحت Monetary Relief حاصل کرنے کے لیے اس دفعہ کے ذیلی دفعہ (d) میں یہ صراحت کی گئی ہے کہ مجسٹریٹ کسی ستم زدہ خاتون یا اس کے بچوں کو پہنچائے گئے کسی نقصان کی پابجائی کے لیے احکام جاری کرسکتا ہے، جو ضابطہ فوجداری کے دفعہ ۱۲۵ کے تحت قابل ادا کسی نفقہ کے ''بشمول یا علاوہ'' ہوسکتے ہیں۔ اسی دفعہ کے ذیلی دفعہ (۳) کے تحت مجسٹریٹ کو اس کا بھی مجاز ہے کہ وہ ستم زدہ فریق کو یکمشت یا ماہانہ اور گذارے کے لئے رقم ادائی کا حکم جاری کرے اس قانون کی دفعہ (۲۶) کے ذیلی دفعہ (۲) میں بیان کیا گیا ہے کہ کوئی بھی احکام راحت کسی دیگر دیوانی یا فوجداری عدالت کے ذریعہ دیئے گئے احکام راحت کے علاوہ یا ان کے ساتھ حاصل کرسکتی ہے اس قانون کی دفعہ (۳۱) کے ذیلی دفعہ (۳) کے تحت مجسٹریٹ یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ احکام تحفظ کی خلاف ورزی کے لیے سزا کا تعین کرتے وقت تعزیرات ہند کی دفعہ 498-A کے تحت ہراسانی کا الزام یا انسداد جہیز قانون کے تحت بھی الزامات وضع کرسکتا ہے۔

مندرجہ بالا امور کی روشنی میں یہ تعین کرنا مشکل ہے کہ یہ قانون خواتین کو کس حد تک گھریلو تشدد سے تحفظ فراہم کرنے میں مؤثر ثابت ہوسکتا ہے اور کس حد تک مندرجہ بالا نکات ازدواجی رشتہ یا پھر قیام خاندان کے

استحکام وفلاح کے لیے مدو مددگار ہو سکتے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ایسے قانونی اقدامات کے جواب میں انتقاماً مدعا علیہ بحیثیت شوہر، باپ، چچا، بھائی، یا ماموں ایسے اقدامات کا ارتکاب کر بیٹھے جو خاندان کے تصور اور اس کے وجود کو ہی ختم کر دے، کیونکہ ایسے معاملات میں فریقین کا احساسِ انا یعنی Ego زیادہ تر محرک ہوتا ہے۔ یہ خدشہ صرف قیاس پر مبنی نہیں ہے بلکہ بعض واقعات میں جب اس قانون گھریلو تشدد کے تحت عورت نے کوئی اقدام کیا تو شوہر نے طلاق کی عرضی داخل کر دی۔ اس قانون کے تحت صرف چند ماہ کے عرصہ میں 350 مقدمات دہلی میں اور 205 سے زیادہ مقدمات حیدرآباد میں دائر کئے جا چکے ہیں۔ دیگر ریاستوں کے اعداد و شمار ابھی حاصل نہیں ہو سکے۔

یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ تعزیرات ہند کے دفعہ 498-A اور انسداد جہیز قانون کے نفاذ سے ایسی ہراسانی کا ماحول پیدا ہو گیا ہے کہ متعلقہ فریق جن میں صرف شوہر ہی نہیں بلکہ شوہر کے دیگر رشتہ دار بشمول ماں اور بہن روپوشی اختیار کر لیتے ہیں تا کہ گرفتاری سے بچا جا سکے۔ اب یہ بات بھی پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ دفعہ 498-A کا بڑے پیمانہ پر ناجائز اور بیجا استعمال کیا گیا، جس نے خاندان کے وجود کو بری طرح خطرہ میں ڈال دیا۔ اب لڑکے کی شادی کے خواہشمند اس بات سے بھی پریشان رہتے ہیں کہ کہیں بہو کو لا کر وہ بیٹے سے ہاتھ نہ دھو بیٹھیں، اور گرفتار نہ کر لیے جائیں اور یہ احساس اب لڑکیوں کی شادی میں بھی ایک رکاوٹ بنتا جا رہا ہے۔

لیکن ان قوانین کے کمزور، غیر مؤثر یا غلط استعمال کے قطعِ نظر اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یہ قانون عورت کو احساس تحفظ ضرور فراہم کرتے ہیں۔ اس لیے ایسے قوانین کو برخواست کر دینا مسئلہ کا حل نہیں ہے، بلکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ایسے قوانین جو سماجی، معاشرتی اور نفسیاتی مسائل سے زیادہ متعلق ہیں ان کی تدوین بہت احتیاط کے ساتھ کی جائے اور حتی الامکان اس کی کوشش کی جائے کہ ایسے قوانین کا بے جا استعمال نہ ہو سکے اور صحیح معنوں میں خواتین کا تحفظ ہو سکے۔ اس لیے ضروری ہے کہ جن واقعات میں یہ ثابت ہو جائے کہ ان قوانین کا استعمال بدلے اور نقصان پہنچانے کی نیت سے کیا گیا ہے تو ایسے فریق کو سخت سزا دی جائے تا کہ ایسے اہم قوانین کا ناجائز استعمال نہ ہو سکے۔ نظام عدلیہ کا ایک یہ بھی اصول ہے کہ کسی بھی معاملہ میں کوئی بھی شخص ناجائز طور پر صرف اپنے مفاد حاصلہ کے لیے عدالتی کارروائی اور مقدمہ بازی کو ذریعہ نہیں بنا سکتا۔

جہاں تک اس نئے قانون برائے انسداد گھریلو تشدد کا تعلق ہے اتنے اہم اور با مقصد قانون کی تدوین احتیاط کے ساتھ نہیں کی گئی ہے چنانچہ باترا بنام باترا کے مقدمہ میں اس قانون کی دفعہ 17 کو جو عورت کو Shared House Hold میں سکونت کا حق دیتا ہے، سپریم کورٹ نے صاف الفاظ میں کہا کہ یہ قانون مناسب الفاظ میں مدون نہیں کیا گیا۔ سپریم کورٹ کا مشاہدہ قابلِ غور ہے کہ This Act is not happily worded لیکن ہمارے لیے ضروری ہے کہ اس با مقصد قانون کو مناسب تشریح کے ذریعہ قابلِ عمل بنایا جائے۔ چونکہ سپریم کورٹ کے پیشِ نظر صرف دفعہ (۱۷) ہی تھا اس لئے سپریم کورٹ نے دیگر دفعات پر اظہار خیال نہیں کیا، لیکن عین ممکن ہے کہ جب مستقبل میں اس قانون کے تحت مقدمات سپریم کورٹ کے زیرِ غور آئیں گے تو شاید ان نقائص کی اصلاح کی جائے جس کا ذکر اس مضمون کے اوائل میں کیا گیا ہے۔

اختتاماً یہی کہا جا سکتا ہے کہ گھریلو تشدد سے خواتین کو تحفظ کے لیے بنایا گیا یہ قانون ایک دیرینہ ضرورت کو پوری کرتا ہے لیکن اس کے بعض نقائص اور خصوصاً قواعد وضوابط Central Rules کو مناسب حدود میں متعین کرنا ضروری ہے تا کہ اس کے غلط استعمال کی گنجائش باقی نہ رہے۔

سماجی اور معاشرتی مسائل کے متعلق قوانین کے نفاذ میں متعلقہ عہدیداروں کے ساتھ ساتھ سماجی و فلاحی تنظیمیں اور اداروں کا تعاون بھی حاصل کیا جائے اور سوشیل سائنٹسٹ اور ماہرِ نفسیات کا بھی وقتاً فوقتاً تعاون حاصل کیا جاتا رہے تا کہ یہ عمل ایک تحریک کا رنگ اختیار کرے اور معاشرے کی سوچ وفکر کا انداز بدلے اور خواتین کو صرف ایک شئے اور منقولہ جائیداد کی بجائے خاندان کا قیمتی اثاثہ سمجھا جائے اور اس قیمتی خاندانی اثاثہ کی حفاظت و احترام کے ذریعے مرد حضرات گھریلو تشدد کے الزام سے بری ہو سکیں۔

مسز شبنم ہاشمی بنام حکومت ہند و دیگر

شبنم ہاشمی صاحبہ نامی ایک خاتون نے سپریم کورٹ میں ایک رٹ داخل کی ہے جس میں انہوں نے سپریم کورٹ سے درخواست کی ہے کہ عدالت سڑکوں پر، اسپتالوں اوریتیم خانوں میں زندگی گذارر ہے بچوں کو گود لینے اور اس سے متعلق دیگر راحتیں دیئے جانے کے لئے حکومت ہند کو ہدایت دے کہ وہ ایک قانون بنائے تا کہ یتیم اور بے سہارا اور بے ماں باپ کے بچوں کو اصل اولاد کی طرح حقوق حاصل ہوسکیں۔اس رٹ کے جواب میں مرکزی حکومت نے جو جواب داخل کیا ہے اس میں کہا گیا ہے کہ کسی نئے قانون کی اس وقت ضرورت نہیں ہے موجودہ قوانین ہی کافی ہیں۔

جبکہ لے پالک (متبنّٰی) کے تعلق سے عام طور پر ایک بڑا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ ہندوستان میں گود لینے کا رواج ہندو طبقہ میں ایک مذہبی ضرورت کے تحت ہے، اور عام طور پر جنکو اولاد نرینہ نہیں ہوتی وہ کسی لڑکے کو گود لیتے ہیں تا کہ اس کے مرنے کے بعد گودلیا ہوا لڑکا بیٹے کی حیثیت سے وہ رسومات ادا کرے جو مرنے والے کی مکتی کے لیے ضروری ہیں۔اور جس لڑکے کو گودلیا جاتا ہے اس کے بے سہارا ہونے کی کوئی بنیاد نہیں بنا تا بلکہ اپنی ذات اور خاندان کے کسی لڑکے کو گودلیا جاتا ہے۔

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی جانب سے اس کیس میں فریق بنائے جانے کی درخواست سپریم کورٹ میں دی گئی ہے جیسے ہی یہ درخواست منظور ہوگی بورڈ کی جانب سے تفصیلی جواب عدالت میں داخل کیا جائیگا اور گود لینے کے کسی قانون کے بنانے کے لئے ہدایت جاری کرنے کی مخالفت کی جائیگی کیونکہ اسلام میں گود لینے کو منع کیا گیا ہے۔

بورڈ اس رٹ کا اردو ترجمہ افادۂ عمومی کے لیے پیش کررہا ہے۔(ادارہ)

یہ رٹ (عرضداشت) اس لئے پیش کی جارہی ہے کہ معزز عدالت مدعا علیہ کو حکم صادر فرمائے کہ وہ گود لینے (متبنّٰی) سے متعلق ایک ایسا قانون بنائے جس کے تحت کوئی بھی شخص بلاتفریق مذہب کسی بھی مذہب یا جنس کے بچے کو گود لینے کا حقدار ہو۔

اور

اس کے متعلق دیگر راحتیں

آنریبل چیف جسٹس آف انڈیا اور سپریم کورٹ آف انڈیا میں ان کے ہم نشیں معزز جج صاحبان

نہایت ادب کے ساتھ گذارش ہے کہ اس عرضداشت کی خاکسار عرضی گذار جس کا نام اوپر مذکور ہے

۱- یہ عرضداشت (استغاثہ) دستور ہند کی شق نمبر ۳۲ کے تحت مفاد عامہ میں پیش کی جارہی ہے اس میں دستور ہند کے آرٹیکل ۱۴ اور ۲۱ کے تحت بچوں کو گود لئے جانے اور خاندان کے بنیادی حق اور مساوات کو تسلیم کئے جانے اور اس کا نفاذ کئے جانے کی استدعا کی گئی ہے نیز اس سلسلے میں ان متعدد بین الاقوامی معاہدوں (دستاویزات) کو بھی پیش نظر رکھا جائے جن پر دستخط کنندگان میں ہندوستان شامل ہے اور جو ہر بچہ کو گود لئے جانے اور خاندانی حق کو تسلیم کرنے کا تقاضا کرتا ہے۔

یہاں آغاز میں یہ عرض کردینا بھی مناسب ہوگا کہ ہندوستان میں ان بچوں جنہیں گود لے لیا گیا ہے اور وہ بچے جو گود لئے جانے کے مستحق ہیں کے درمیان بہت زیادہ فرق ہے۔ ہندوستان میں جو بچے ہر سال گود لئے جاتے

ہیں ان کی تخمینی تعداد بڑی حقیر یعنی ۴/ہزار ہے جبکہ وہ بچے جو گود لئے جانے کے مستحق ہیں لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔ یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ ہمارے یہاں یتیم بچوں کی تعداد 12.5 ملین (ایک کروڑ پچیس لاکھ) ہے جبکہ لاکھوں بچے ایسے ہیں جو کسی بھی سرپرستی سے محروم ہیں جن کا استحصال کیا جاتا ہے اور بے یارومددگار چھوڑ دیا جاتا ہے۔ ان لاکھوں بچوں میں سے جو زندگی کے تمام حقوق سے محروم ہیں متعدد ایسے ہیں جنہیں کوئی ہمدرد خاندان گود لے سکتا ہے اور اس طرح ان پر زندگی کی آسائشوں کے دروازے کھل سکتے ہیں۔

اس واضح فرق کا ایک سبب یہ ہے کہ اس وقت ہندو متبنیٰ و نگہداشت ایکٹ ۱۹۰۶ کے تحت صرف ہندو، بودھ، جین اور سکھ ہی بچوں کو گود لے سکتے ہیں۔ جبکہ دیگر مذاہب بالخصوص مسلمان، عیسائی، یہودی، پارسی بچوں کو گود لینے سے متعلق کوئی قانون موجود نہیں ہے۔ لہٰذا غیر ہندو افراد اس مقصد کے لئے سرپرستی نگہداشت ایکٹ ۱۸۹۰ گارجین اینڈ وارڈ ایکٹ ۱۸۹۰ کا سہارا لینے پر مجبور ہیں جس کے تحت گود لینے (اڈاپشن) کے بجائے سرپرستی (گارجین شپ) کی اجازت ہے، اس کا فوری نتیجہ دو طرح سے ظاہر ہوتا ہے اول یہ کہ ہندوستان میں بچوں کو گود لئے جانے کی تعداد میں زیادہ کمی کا سبب اس سلسلے میں کسی قانون کا نہ ہونا ہے دوسرے یہ کہ وہ لوگ جو ان دشواریوں کے باوجود گارجین اینڈ وارڈ ایکٹ کے تحت بچوں کو لے لیتے ہیں وہ بچے خاندان کے حق سے محروم رہتے ہیں کیونکہ والدین اور گود لئے گئے بچے اور دوسری طرف گارجین اینڈ وارڈ (سرپرست اور نگراں) کی قانونی تشریح اور عملی امور میں قانون کے اندر بہت سی خامیاں ہیں۔ اس کا تذکرہ آئندہ صفحات میں کیا جائے گا۔ لہٰذا یہ عرضی گذار نہایت ادب سے استدعا کرتی ہے کہ عدالت کی جاری کردہ ہدایات کے مطابق ہر بچہ کے گود لئے جانے اور خاندان کا جزو بننے کے حق کو تسلیم کیا جائے اور اس کا نفاذ کیا جائے تاکہ یہ منفی خلا پر ہو سکے۔ یہاں ادب کے ساتھ یہ بھی گذارش ہے کہ ایسے کافی نظائر موجود ہیں جن میں آنریبل عدالت نے مداخلت کر کے ایسی ہدایات جاری کیں جو بنیادی حقوق کے فروغ و استحکام میں قانونی خلاء کو پر کرنے کے مقصد سے دی گئی تھیں۔

درحقیقت اس قانونی خلا کو پُر کرنے کے لئے ہی لکشمی کانت پانڈے بنام یونین آف انڈیا ۱۹۸۵ ایس سی سی ۱۰۷ مقدمہ میں معزز عدالت نے بین ملکی عمل سے متعلق تفصیلی ہدایات جاری کی تھیں، جیسا کہ ذیل میں اسے تفصیلی طور پر بیان کیا جائے گا:

مزید برآں متبنیٰ ایکٹ کی قانونی خامیوں سے پیدا ہونے والے امور پر کارروائی کرتے ہوئے ملک کے کم از کم دو ہائی کورٹوں سے استدعا کی گئی کہ وہ اس قانونی بے ضابطگی کو درست کرنے کے لئے اقدام کریں۔ کیرالہ ہائی کورٹ نے فلپس الفریڈ مایون بنام وی وائی جے گن سالویز و دیگر (اے آئی آر ۱۹۹ کیرالہ ۱۸۷) اور بمبئی ہائی کورٹ نے مانویل تھیوڈور ڈی سوزا ایف۔ آئی۔ ریبلیو (بمبئی (۲) ۲۰۰۲، ۳-سی آر ۲۴۴-۱۱-۲۰۰۰ ڈی ایم سی ۱۲۹۲ میں متبنیٰ بنانے کے عمل کو ہر ایک بچے کی زندگی کے بنیادی حقوق کا ایک حصہ تسلیم کرتے ہوئے اس قانونی خلا کو پُر کر دیا اور فیصلہ دیا کہ عیسائیوں کے ذریعہ کسی بچے کو گود لینا جائز اور از روئے قانون درست ہے۔

مسیویل تھیوڈور ڈی سوزا کے مقدمہ میں بمبئی ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا کہ کسی یتیم بے سہارا غریب یا اسی قسم کی صورتحال سے دوچار بچے کے بنیادی حقوق زندگی میں خواہشمند والدین کے ذریعہ اسے گود لیا جانا، نیز گھر، نام اور قومیت کا حق بھی شامل ہے۔

مقدمہ فلپس الفریڈ مایون بنام وائی جے گن سالویز و دیگر میں کیرالہ ہائی کورٹ نے دستور ہند کی دفعہ ۲۱ کے تحت متبنیٰ بنانے کے حق کو زندگی کے بنیادی حقوق کا ایک حصہ قرار دیا اور کہا کہ محض اس وجہ سے کہ متبنیٰ بنانے کا کوئی علیحدہ قانون موجود نہیں ہے، یہ نہیں کہا جا سکتا کہ خواہشمند والدین کے ذریعہ بچہ کو گود لینے کا عمل ناجائز ہے عرضی گذار نے یہ بھی چاہا ہے کہ مدعا علیہ کو یہ ہدایات جاری کی جائیں کہ ایک ایسا خصوصی قانون بنائے جو اختیاری ہوگا اور کسی بھی عقیدہ کے مذہبی جذبات پر اثر انداز ہوئے بغیر تمام لوگوں کو بلا تفریق مذہب اس بات کا اختیار دے گا کہ متبنیٰ بنانے والے والدین یا متبنیٰ بنائے گئے بچے کے مذہب کی تفریق کے بغیر اور ان کے مذہبی عقیدے کی پابندی کی خلاف ورزی کئے بغیر اسپیشل میرج ایکٹ کے نمونے پر بنایا جانا چاہئے۔ اس قسم کے قانون کا کوئی جبری پہلو نہیں ہوگا کہ وہ کسی شخص کو اس کے

مذہبی عقیدہ کے خلاف عمل پر مجبور کرے، یہ صرف ان لوگوں کو اختیار دے گا جو کسی بچے کو گود لینا چاہتے ہیں اور جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ گود لینا ان کے مذہب کے خلاف ہے تو وہ اس معاملے میں عمل نہ کرنے پر آزاد ہوں گے اس کے ساتھ مؤقر عدالت سے یہ بھی اپیل ہے کہ وہ نوعمروں کے لئے انصاف (بچوں کی حفاظت ونگہداشت) ایکٹ ۲۰۰۰ء کی دفعہ ۴۱ کو پورے ملک میں مؤثر نفاذ کے لئے مداخلت کرے جو موجودہ قانون میں ایسے بچوں کو گود لینے سے متعلق ہے اس وقت قانون کی مذکورہ دفعہ پر عمل نہیں کیا جارہا ہے جس کی تفصیل آگے دی جائے گی۔

۲- عرضی گزار نے یہ استغاثہ مفاد عامہ میں ملک کے ان غیر ہندو بچوں کی جانب سے دائر کیا ہے جنہیں گود نہیں لیا جا سکتا اور وہ اس طرح زندگی کے بنیادی حق سے محروم کردیے گئے ہیں نیز ملک کے وہ غیر ہندو والدین جنہیں گود لینے کے حق سے محروم کردیا گیا ہے مستغیث معاملے کے تمام پہلوؤں سے واقف ہے چونکہ اس نے خود اور اس کے شوہر گوہر رضا نے ایک تسلیم شدہ سماجی ادارہ "پالنا" (PALNA) سے ایک بچی کو سرپرستی اور نگرانی ایکٹ ۱۸۹۰ (گارجین اینڈ وارڈ ز ایکٹ) کے تحت بچے کو مشترکہ سرپرست کی حیثیت سے گود لیا۔ مستغیث اور اس کے شوہر کو اس ایکٹ کے تحت یہ قدم اس لئے اٹھانا پڑا کیونکہ وہ غیر ہندو ہیں لہٰذا وہ ہندوستانی قانون کے تحت بچہ کو گود نہیں لے سکتے۔ یہ بچی جس کا نام سحر ہاشمی ہے اور اب ۹ سال کی ہوگئی ہے اور مستغیث اور اس کے شوہر کی تمام تر توجہ اور شفقت اسے بالکل اسی طرح حاصل ہے جیسے کہ مستغیث کی حقیقی اولاد کو حاصل ہے تاہم سحر رضا قانونی طور پر ایک زیر کفالت یا زیر نگرانی بچہ کی حیثیت رکھتی ہے اور اس طرح قانونی حیثیت اور ایک گود لئے ہوئے بچے کے حقوق ومراعات سے محروم ہے۔

حال ہی میں ہمارے خاندان کو شدید ذہنی صدمہ ہوا جبکہ سحر کو گوہر رضا جو حکومت ہند میں ایک سائنسداں کے طور پر کام کرتے ہیں کی سروس بک میں بطور خاندان کے ایک ممبر کے شامل کرنے سے انکار کردیا گیا۔ یہ درخواست اس بنیاد پر رد کردی گئی کہ سحر اس جوڑے کی ولایت (ولی) کے تحت ہے اور ان کی اصل اولاد نہیں ہے۔ لہٰذا خاندان کے ایک فرد کی طرح مراعات ومفادات کی مستحق نہیں ہے۔

یہ صرف ایک مثال ہے جو اس مسئلہ کے تحت آنے والے گہرے مسائل کو واضح کرتی ہے، جیسا کہ آگے مفصل طور پر بیان کیا جائے گا اور مستغیث اس مسئلہ کی بنیاد پر توجہ مرکوز کرنا چاہتی ہے جو غیر ہندوؤں کے لئے گود لئے جانے کا قانون نہ ہونے کے سبب انہیں (گارجین اینڈ وارڈ ایکٹ سرپرست اور ولی) کا سہارا لینے پر مجبور کرتی ہے۔

یہاں یہ عرض کرنا بھی مناسب ہوگا کہ یہ مستغیث ایک سماجی کارکن ہے جو اپنی سماجی سرگرمیوں کے لئے معروف ہے اور ملک میں متعدد اہم عوامی مفاد سے متعلق امور میں سرگرم حصہ لینے اور ان کی رہنمائی کرنے میں مصروف ہے ان میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی قومی یک جہتی، خواتین کی تعلیم سائنسی مزاج کو فروغ دینا شامل ہیں، وہ قومی یکجہتی کونسل کی ممبر ہے اور اسے اس سال دنیا کی ان ۱۰۰۰ خواتین کی فہرست میں شامل کیا گیا ہے جنہیں مشترکہ طور پر امن کا نوبل انعام دینے کی سفارش کی گئی ہے۔ اس مستغیث نے قومی سطح پر متعدد تحریکوں (مہم) کو منظم کیا ہے اور پالیسی امور کو اٹھایا ہے اس کے اٹھائے گئے بعض امور پر پارلیمنٹ میں بحث بھی ہوئی ہے وہ راحت رسانی اور بازآبادکاری کے کاموں میں بھی سرگرم حصہ لیتی ہے۔ مستغیث انحد (ANHAD) کی بھی مینجنگ ڈائرکٹر ہے یہ تنظیم فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے لئے کام کرتی ہے۔ لہٰذا مستغیث نہایت ادب سے معزز عدالت سے درخواست گذار ہے کہ اسے اس استغاثہ (پٹیشن) میں مفاد عامہ کے تحت پیروی کی اجازت دی جائے۔

۳- یہ کہ حکومت ہند کی وزارت سماجی انصاف اور ماحولیات کی دیگر امور کے ساتھ یہ بھی فرض اور ذمہ داری ہے کہ وہ سنگین حالات کا شکار بشمول غریب، بے سہارا اور محروم بچوں کی نگہداشت کرے۔ ان کی بازآبادکاری و بحالی کا یہ کام متفرق ادارہ جاتی وغیر ادارہ جاتی ذرائع بشمول انہیں خاندانوں میں آباد کرنا وزارت کی اہم ذمہ داریوں میں سے ایک ہے۔

اس وزارت نے مرکزی ایجنسی برائے متبنیٰ وسائل جسے آئندہ سی اے آر اے کے نام سے ذکر کیا جائیگا، قائم کی ہے یہ ایک سرگرم خود مختار مرکزی ادارہ ہے جو متبنیٰ سے متعلق امور پر مرکزی حیثیت رکھتا ہے جس میں گود لینے سے متعلق درخواست پر کارروائی کے ذریعہ بچوں کی بازآبادکاری کے پروگرام مرتب کرنے ان کی نگرانی اور باضابطہ کرنے کا کام بھی اس کے

پاس ہے اور سی اے آر اے کے ذریعہ تسلیم شدہ ہندوستان کی سماجی اور بچوں کی بہبود میں سرگرم کار ایجنسیوں کے کام کی نگرانی بھی اسی کے ذمہ ہے۔

مدعا علیہ ۱ کی جانب سے ملکی اور بین الملکی تبنیت (اڈاپشن) سے متعلق ہدایات جاری کی جاتی رہتی ہیں جن کا نفاذ سی اے آر اے کے ذریعہ عمل میں آتا ہے وزارت مذکور نے ان ہدایات میں حسب ضرورت وقتاً فوقتاً ترمیم و تنسیخ، حذف و اضافہ کا حق بھی اپنے پاس محفوظ رکھا ہے۔

۴- مدعا علیہ ۲ وزارت قانون و انصاف جسے اس کیس میں پارٹی بنایا گیا ہے وہ بھی حکومت کی جانب سے بنائے گئے قوانین اور پالیسی سے متعلق امور میں شریک رہتی ہے۔

۵- مدعا علیہ ۳ وزارت برائے فروغ وسائل انسانی کو بھی اس کیس میں فریق بنایا گیا ہے جس کے تحت خواتین اور بچوں کی بہبود کے امور سے متعلق ایک سرگرم محکمہ ہے، لہذا یہ وزارت بھی مشکل حالات میں گھرے ہوئے بچوں کو گود لئے جانے کے پروگراموں کی نگرانی اور غیر ادارہ جاتی ذرائع مثلاً گود لینے اور سرپرستی (گارجین شپ) کے ذریعہ افلاس زدہ بچوں کی باز آبادکاری و بحالی کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔

۷- یہ موجودہ استغاثہ (رٹ پٹیشن) واقعاتی اور قانونی پوزیشن کی روشنی میں مندرجہ بالا حقائق کے پس منظر میں دائر کیا جا رہا ہے، جس کی تفصیل ذیل میں دی گئی ہے۔

۸- یہاں آغاز میں ہی اس بات کی وضاحت کر دینا مناسب ہے کہ ایک بچہ کو گود لئے جانے کی اصطلاح کی تعریف اس طرح کی گئی ہے (سی اے آر اے رہنما خطوط کے مطابق) یہ ایک خاندان کی تشکیل کا وسیلہ ہے جس میں ایک بچہ کو قانونی عمل کے ذریعہ گود لینے والے والدین کے حوالے کر دیا جاتا ہے اس قانونی عمل کے ذریعہ یہ سمجھا جاتا ہے گویا گود لیا ہوا بچہ اسی خاندان میں پیدا ہوا تھا۔

۹- گود لئے جانے (اڈاپشن) کے برخلاف گارجین (نگراں و سرپرست) کی اصطلاح کو گارجین اور زیر کفالت کی اصطلاح سے سمجھایا جا سکتا ہے۔ جی اے ڈبلیو اے کی دفعہ (۲) ۴ کے تحت اصطلاح ''گارجین'' کی تشریح یوں کی گئی ہے ایک شخص جو کسی نابالغ بچے یا اس کی جائیداد کی دیکھ بھال کرے یا وہ یہ دونوں امور انجام دے (یعنی نابالغ بچہ کی نگہداشت اور اس کی جائداد کی دیکھ بھال) جبکہ وارڈ کی اصطلاح کی تعریف یوں کی گئی ہے۔ ایک نابالغ بچہ جس کی ذاتی نگہداشت یا اس کی جائیداد یا دونوں کے لئے ایک نگراں (گارجین) ہو۔

یہاں یہ عرض کرنا مناسب ہوگا کہ اگرچہ قانونی طور پر گارجین شپ (سرپرستی و نگرانی) کا اڈاپشن (گود لینے سے) کوئی تعلق نہیں ہے دونوں کے دائرۂ کار علیحدہ ہیں محض جزوی طور پر ہی اثر انداز ہوتے ہیں۔ ہندوستان میں گود لینے کا ایک مبسوط قانون نہ ہونے کے سبب گارجین شپ کو عملی طور پر ایک دوسرے وسیلہ کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے جس کے تحت کوئی شخص یا جوڑا کسی بچے کو اپنے خاندان میں شامل کر سکتا ہے جہاں گود لینا قانونی طور پر قابل اجازت نہیں ہے جبکہ اڈاپشن کے تحت والدین اور بچے کو وہ تمام حقوق و مراعات حاصل ہوں گے جو حقیقی اولاد کو حاصل ہوتے ہیں۔

۱۱- اس کے مقابلے میں گارجین اور وارڈ (زیر نگرانی بچہ) کے درمیان رشتہ مختلف طریقوں سے شدید طور پر محدود کر دیا گیا ہے۔

(اے) اس سلسلہ میں اصل زور اس پر ہے کہ گارجین اس نابالغ بچہ کی جائیداد کی اس وقت تک دیکھ بھال کرے گا جب تک کہ وہ بچہ بلوغت کی عمر کو نہ پہنچ جائے کیونکہ اپنی کم عمری کے سبب وہ اپنی جائیداد کی دیکھ بھال کی صلاحیت نہیں رکھتا اس مقصد کے تحت گارجین اور زیر نگرانی نابالغ بچہ (وارڈ) کا رشتہ قانونی طور پر اسی وقت تک برقرار رہے گا جب تک کہ وہ بچہ بلوغت کی عمر کو نہ پہنچ جائے اس کے بعد رشتہ تعلق ختم ہو جائے گا۔

(بی) گود لئے ہوئے بچے کو وہ جملہ حقوق و مراعات حاصل ہوں گے جو حقیقی اولاد کو حاصل ہوتے ہیں جبکہ وارڈ (زیر نگرانی نابالغ بچہ) کو ایسا کوئی حق حاصل نہیں ہوتا۔

(سی) وارڈ کو اصولی طور پر وراثت کا استحقاق بھی نہیں ہوتا۔

(ڈی) وارڈ کو اصولی طور پر خاندانی نام اختیار کرنے کا حق بھی نہیں ہوتا۔

(ای) وارڈ کو کفالت کا وہ حق بھی حاصل نہیں جو ایک خاندان کے بچہ کو حاصل ہوتا ہے۔

(ایف) ایک گود لئے ہوئے بچے اور اس گود لینے والے والدین کا رشتہ ناقابل تنسیخ ہے جبکہ وارڈ اور اس کے گارجین کے درمیان تعلق ختم کیا جا سکتا ہے۔

(جی) اس کے علاوہ اور اس فرق سے پیدا ہونے والے کچھ کم غیر محسوس اثرات بھی ہوتے ہیں جیسے اپنائیت کا احساس، سماجی اور خاندانی طور پر قابل قبول ہونا اور جذباتی رشتے۔

یہ اختلافات اہمیت اختیار کر لیتے ہیں کیونکہ کسی بھی مخصوص سماجی و ثقافتی ماحول میں گود لئے جانے کے معاملات بھی گہرے اندیشوں میں گھرے رہتے ہیں۔ یہ خوف اور اندیشے ایسے معاملات میں اور بھی بڑھ جاتے ہیں جہاں کسی بچہ کو بطور وارڈ (زیر نگرانی نابالغ بچہ) لیا جاتا ہے جس میں بچے اور اس کے والدین کے رشتہ کو قانونی طور پر تسلیم نہیں کیا جاتا۔

۱۲- اس وقت ہندوستان میں گود لینے اور بچوں کو کسی خاندان کی تحویل میں دینے سے متعلق (Place ment) تین قوانین رائج ہیں۔

۱۳- ہندو اڈاپشن اور کفالت ایکٹ ۱۹۵۶ء اسے آئندہ HAMA کہا جائیگا۔ جو صرف ہندوؤں، بودھوں، جینیوں اور سکھوں پر نافذ ہوتا ہے (دیکھئے دفعہ ۲ (اے) اور (بی) ۹-۷) اس کے تحت مذکورہ چاروں فرقوں کے افراد ہی کسی بچے کو گود لے سکتے ہیں۔ یہاں یہ بتانا بھی مناسب ہے کہ صرف ایک ہندو بچہ کو ہی ہندو والدین گود لے سکتے ہیں بہرحال اس شرط اور دیگر متعلقہ شرائط کے تحت جو گود لئے گئے بچہ کی جنس اور گود لینے والے والدین کی عمر نیز گود لینے کی کارروائی سے متعلق ہیں HAMA کے تحت گود لینے کا عمل ناقابل تنسیخ ہوتا ہے اور اس سے گود لئے گئے بچے کو حقیقی اولاد کی طرح جملہ حقوق وراثت وغیرہ کا حق حاصل ہوتا ہے۔

۱۴- HAMA کی متعلقہ دفعات درج ذیل ہیں

دفعہ ۲ اڈاپشن کا اطلاق

(اے) کوئی بھی شخص جو مذہب کے اعتبار سے ہندو ہے خواہ اس کا تعلق اس مذہب کے کسی فرقہ یا شاخ سے ہو بشمول دیرا ئیشوا، لنگایت یا برہمو پرتھنا کا پیرو یا آریہ سماجی۔

(بی) کوئی شخص جو بودھ، جینی یا سکھ ہے

(سی) کوئی اور شخص جو مسلمان، عیسائی، پارسی یا یہودی نہیں بشرطیکہ اس ایکٹ کے پاس نہونے کی صورت میں اس پر ہندو قانون یا کسی رواج یا رسوم کا جن کا یہاں ذکر گیا گیا ہے اطلاق نہ ہوتا ہو

دفعہ ۵ HAMA کے تحت اڈاپشن کے جائز مطلوبات

(اے) گود لینے والے شخص میں اس کی صلاحیت اور استحقاق ہونا چاہئے کہ وہ گود لے سکے۔

(بی) جو شخص اڈاپشن (تبنیت) میں دے رہا ہے اس میں اس کی صلاحیت ہونی چاہئے

(سی) جسے گود لیا جا رہا ہے اس میں اس کی صلاحیت ہونی چاہئے

(ڈی) گود لئے جانے کا یہ عمل اس باب میں مندرجہ دیگر شرائط کے مطابق ہوگا۔

دفعہ ۷ ایک ہندو مرد کی یہ صلاحیت کہ وہ گود لے سکے

کوئی بھی ہندو مرد جو ذہنی طور پر صحت مند ہے اور نابالغ نہیں ہے وہ کسی لڑکے یا لڑکی کو گود لے سکتا ہے بشرطیکہ اگر اس کی بیوی زندہ ہے وہ شخص اپنی بیوی کی حتمی منظوری کے بغیر گود نہیں لے گا۔ اگر بیوی نے قطعی طور پر دنیا سے سنیاس لے لیا ہو یا ہندو دھرم ترک کر دیا ہو یا عدالت مجاز نے اسے ذہنی طور پر غیر متوازن قرار دیدیا ہو۔ (تو اس کی منظوری ضروری نہیں)۔

<u>وضاحت:</u> اگر گود لیتے وقت کسی شخص کے ایک سے زیادہ بیویاں موجود ہوں تو ان تمام بیویوں کی رضامندی ضروری ہوگی، بشرطیکہ اوپر مذکورہ حالات کے تحت ان میں کسی کی رضامندی لنیا ضروری نہ ہو۔

دفعہ ۸ کسی ہندو عورت کا کسی بچہ کو گود لینا

کوئی ہندو عورت (۱) جو ذہنی طور پر صحت مند ہے

(۲) جو نابالغہ نہیں ہے

(۳) اس کی شادی نہیں ہوئی ہو، اگر شادی ہو چکی ہو تو اسے طلاق دے دی گئی ہو یا اس کا شوہر وفات پا گیا ہو یا اس نے دنیا سے سنیاس لے لیا ہو یا ہندو دھرم ترک کر دیا ہو یا عدالت مجاز نے ذہنی طور پر ناکارہ قرار دے دیا ہو۔ تو وہ عورت کسی لڑکے یا لڑکی کو گود لینے کا حق رکھتی ہے۔

دفعہ ۱۰ وہ شخص جسے گود لیا جا سکتا ہے

کسی بھی شخص کو گود نہیں لیا جا سکتا بشرطیکہ وہ مندرجہ ذیل شرائط پوری کرتا ہو:

(۱) وہ لڑکی یا لڑکا ہندو ہو

(۲) اس لڑکے یا لڑکی کو پہلے ہی گود نہ لیا جا چکا ہو

(۳) وہ لڑکا یا لڑکی شادہ شدہ نہ ہو، بشرطیکہ کوئی ایسا دستور یا رواج ہو جو فریقین پابند ہوں اور جس کے تحت شادی شدہ افراد کو گود لینے کی اجازت ہو۔

(۴) لڑکے یا لڑکی کی عمر پندرہ سال پوری نہ ہوئی ہو بشرطیکہ کوئی رسم یا رواج جس کے فریقین پابند ہوں اس کی اجازت دیتا ہو کہ جو افراد پندرہ سال کی عمر پوری کر چکے ہیں انہیں بھی گود لیا جا سکتا ہے

دفعہ ۱۱ (HAMA) از روئے قانون صحیح اڈاپشن کے لئے دیگر شرائط

گود لینے کے ہر عمل میں مندرجہ ذیل امور کی تکمیل ضروری ہے:

(۱) اگر کسی لڑکے کو گود لیا جائے تو گود لینے والے باپ کے کوئی ہندو بیٹا پوتا یا پر پوتا نہیں ہونا چاہئے (خواہ یہ جائز خونی رشتے سے ہو یا گود لئے جانے کے تعلق سے)

(۲) اگر لڑکی کو گود لیا گیا ہے تو گود لینے والے باپ یا ماں کے کوئی ہندو بیٹی یا بیٹے کی بیٹی (پوتی) خواہ جائز خونی رشتے سے ہو یا گود لی ہوئی ہو، نہیں ہونی چاہئے۔

(۳) اگر کوئی مرد کسی لڑکی کو گود لیتا ہے تو گود لینے والے مرد کی عمر گود لی جانے والی لڑکی سے کم از کم اکیس سال زیادہ ہونی چاہئے۔

(۴) اگر گود لینے والی عورت ہے اور جسے گود لیا جا رہا ہے وہ لڑکا ہے تو گود لینے والی عورت کی عمر گود لئے جانے والے لڑکے سے کم از کم ۲۱ (اکیس) سال زیادہ ہونی چاہئے۔

(۵) ایک ہی بچہ کو بیک وقت کئی لوگ گود نہیں لے سکتے۔

(۶) گود لئے جانے والے بچے کو سرپرست (گارجین) یا والدین وہ جن کے تصرف میں ہو ان کی طرف سے واقعی طور پر اڈاپشن دئے جانے اور لئے جانے کی کارروائی کی جانی چاہئے، اس نیت کے ساتھ کہ بچے کو اس خاندان سے جس میں اس کی پیدائش ہوئی منتقل کیا جا رہا ہے یا ایسے معاملہ میں جس میں بچہ بے سہارا (لاوارث) ہو اس کے والدین کا پتا نہ ہو اسے اس خاندان یا جگہ سے جہاں اس کی پرورش کی گئی ہو اسے گود لینے والے کے خاندان میں منتقل کیا جائے اس شرط کے ساتھ کہ "تا ہومم" کی رسم اس گود لئے جانے کی کارروائی کا لازمی حصہ نہیں ہوگی۔

دفعہ ۱۲ اڈاپشن کے اثرات گود لئے جانے کی تاریخ سے گود لئے جانے والا بچہ جملہ مقاصد کے لئے گود لینے والے باپ یا ماں کا بچہ سمجھا جائے گا اور اسی تاریخ سے اس کے اس خاندان سے جس میں اس کی پیدائش ہوئی اس کے تمام روابط منقطع سمجھے جائیں گے، اس کے بجائے گود لئے جانے والے خاندان میں اس کے حقوق قائم ہوں گے

بشرطیکہ: (۱) یہ کہ گود لیا جانے والا بچہ کسی ایسے شخص سے شادی نہیں کر سکتا جس سے وہ لڑکا/لڑکی اس حالت میں شادی نہیں کر سکتا تھا اگر وہ اپنے اس خاندان میں رہتا ہوتا جہاں اس کی پیدائش ہوئی تھی

(۲) کوئی ایسی جائیداد جو گود لئے جانے کے عمل سے قبل اس بچے کے نام تھی اس پر اس کی ملکیت برقرار رہے گی ان ذمہ داریوں کی شرط کے ساتھ اگر ایسی کوئی ذمہ داری اس جائداد کے ساتھ مشروط ہو جس میں اس کے اہل خاندان کی کفالت بھی شامل ہے۔

(۳) HAMA کے برخلاف جو کہ اڈاپشن سے متعلق وضع کیا گیا خصوصی پرسنل لا ہے گارجین اور وارڈز ایکٹ ۱۹۸۰ (آئندہ سطور میں اسے GAWA سے تعبیر کیا جائے گا) ایک عمومی قانون ہے جس کے تحت ہندو، مسلمان، عیسائی، سکھ، پارسی اور یہودی سب آتے ہیں۔ یہ قانون بنیادی طور سے نابالغ بچوں کی جائداد کے تحفظ کے لئے ہے، نیز دیگر متعلقہ امور بھی اس کے تحت آتے ہیں، یہ ایسے معاملات میں نافذ العمل ہوتا ہے جہاں اصلی سرپرست نہ ہو اور جہاں عدالت کی جانب سے گارجین مقرر کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ بہر حال غیر ہندو افراد کے لئے گود لینے (اڈاپشن) کے قانون کی عدم موجودگی میں، وقت گذرنے کے ساتھ GAWA کا ایک فائدہ سامنے آیا ہے جس کا غالباً بنیادی طور سے یہ مفہوم نہیں تھا۔ اس کے تحت غیر ہندو والدین بچوں کو اپنے گھر لے جاتے ہیں اور گارجین شپ کی دفعات کے تحت انہیں اپنے خاندان میں شامل کر لیتے ہیں جبکہ قانونی اعتبار سے وہ گارجین اور بچہ ان کی زیر نگرانی (وارڈ) ہی رہتا ہے۔ کچھ ہندو کسی ایسے بچے کو جو ان کی حقیقی اولاد کے ہم جنس ہو GAWA کے تحت لے

جاتے ہیں۔

بہر حال وہ والدین جو کسی بچہ کو GAWA کے تحت لے جاتے ہیں اور اپنے حقیقی بچوں کی طرح ان کی پرورش کرتے ہیں اور انہیں اپنے خاندان کا فرد سمجھتے ہیں HAWA کے برعکس GAWA کے تحت گود لئے بچوں کا رشتہ ان کے گود لینے والے والدین سے قانونی اعتبار سے محدود ہوتا ہے جس کی وجہ سے بعض سنگین نوعیت کی دشواریاں پیدا ہوجاتی ہیں جن کا اوپر پیراگراف میں ذکر کیا گیا ہے۔ یہاں یہ بھی عرض کردیا جائے کہ یہ بے ضابطگی غیر ہندو افراد کو کسی بچہ کے گود لینے کے لئے غلط طریقہ اختیار کرنے کا بہت بڑا سبب ہے۔ جیسا کہ آئندہ اس کی وضاحت کی جائے گی۔

۱۲۔ GAWA کی متعلقہ دفعات حسب ذیل ہیں:

GAWA دفعہ ۷

گارجین شپ کے بارے احکام جاری کرنے کی بابت عدالت کے اختیارات

۱- جب کہ عدالت مطمئن ہو کہ جو احکامات دئے جائیں گے وہ بچہ کی فلاح کی خاطر ہوں گے

(اے) اس بچہ کی ذات یا جائداد کے لئے یا دونوں کے لئے گارجین مقرر کرنا

(بی) کسی شخص کے بارے میں یہ طے کرنا کہ وہ اس بچہ کا گارجین ہے اور اس کی بابت حکم جاری کرنا

۲- اس دفعہ کے تحت جاری کردہ حکم کا مطلب ہوگا کہ کسی ایسے شخص کو گارجین شپ کی ذمہ داریوں سے برطرف کرنا جسے کوئی وصیت یا کسی عدالت کے حکم سے مقرر نہیں کیا گیا ہے۔

۳- اگر کوئی گارجین کسی وصیت نامے یا کسی اور دستاویز کے ذریعہ نامزد کیا گیا ہے یا اس دفعہ کے تحت عدالت نے اس کو مقرر کیا ہے تو ایسے گارجین کو برطرف کرکے کسی دوسرے شخص کو اس وقت تک اس کی جگہ گارجین مقرر نہیں کیا جاسکتا جب تک اس ایکٹ کی دفعہ کے تحت اس کے اختیارات سلب نہ کر لئے گئے ہوں۔

دفعہ ۲۰ GAWA (ولی) کے زیر نگرانی بچہ سے ولایت کا رشتہ

(۱) ایک گارجین کا اپنے زیر ولایت بچے سے ولی کا رشتہ ہوتا ہے اور اگر کسی وصیت یا کسی اور دستاویز کے بغیر ایکٹ کے ذریعہ اسے اس کی اجازت نہ دی گئی ہو جس کے ذریعہ اسے مقرر کیا گیا تھا تو ولی کو اپنے منصب سے کوئی منفعت حاصل کرنے کا حق نہیں ہے۔

(۲) جہاں ولی اور وارڈ (نابالغ زیر ولایت بچہ) کے درمیان ولایت کے رشتہ کا تعلق ہے تو یہ ولی اور وارڈ کے درمیان جائداد کی خرید پر بھی اثر انداز ہوگا یعنی گارجین یا وارڈ کی جانب سے ایک دوسرے کی جائداد کی خریداری۔ جیسے ہی وارڈ بلوغت کی عمر کو پہنچ جائے گا تو دونوں کے درمیان اس قسم کا لین دین اس کے مطابق ہوں گے۔ حالانکہ اس وقت تک گارجین کی ذمہ داریوں کا اثر باقی ہوگا۔

GAWA کی دفعہ ۴۱ گارجین کے اختیارات کا خاتمہ

کسی وارڈ (نابالغ بچے) گارجین (ولی) کے اختیارات ختم ہوجائیں گے۔

(اے) اس کی موت ہوجائے، علیحدگی یا برطرف کئے جانے پر

(بی) جب کورٹ آف وارڈز اس نابالغ بچہ کی نگرانی کی ذمہ داری سنبھال لے

(سی) جب وارڈ بلوغت کی عمر کو پہنچ جائے

(ڈی) اگر وارڈ لڑکی ہے تو اس کی شادی ہوجانے پر جو کسی ایسے شخص سے ہو جو اس کا گارجین بننے کے اہل نہ ہو یا عدالت کی طرف سے گارجین مقرر کیا گیا ہو اور عدالت یہ اعلان کردے کہ جس شخص سے وارڈ کی شادی ہوئی ہے وہ اس کا گارجین بننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

(ای) ایسے وارڈ کے لئے جس کا باپ اس کا ولی ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا یا عدالت کی رائے میں وہ اس کی صلاحیت سے محروم ہے کہ وارڈ کا گارجین بنے

(۲) جائداد کے گارجین کے اختیارات ختم ہوجائیں گے (مندرجہ ذیل حالات میں)

(اے) موت ہوجانے، برطرف یا علیحدگی کئے جانے پر

(بی) کورٹ آف وارڈز کے ذریعہ وارڈ کی جائداد کی نگرانی کی ذمہ داری

سنبھا لنے پر

(سی) جب وارڈ بلوغت کی عمر کو پہنچ جائے

(۳) کسی بھی صورت حال میں اگر گارجین کو اس کے اختیارات سے محروم کردیا جاتا ہے تو عدالت اس کو یا اس کی وفات ہو جانے کی صورت میں اس کے نمائندہ کو حکم دے سکتی ہے کہ وہ وارڈ کی جائداد کا وہ فنس واثاثہ جات کو جو اس کے قبضے اور کنٹرول میں ہیں واپس کردے جو وارڈ کی کسی سابقہ یا موجودہ جائداد سے متعلق ہوں۔

(۴) جب عدالت کے حکم کے مطابق گارجین جائداد وغیرہ کا قبضہ چھوڑ دے تو عدالت اسے گارجین شپ کی ذمہ داریوں سے سبکدوش قرار دے سکتی ہے ماسوائے اس کے کہ کوئی غبن یا دھوکہ کا معاملہ بعد کو منظر عام پر آئے۔

۱۷- تیسرا متعلقہ بل جو حال ہی میں پاس ہوا ہے نوعمر بچوں کے لئے انصاف، بچوں کی نگہداشت اور تحفظ ایکٹ ۲۰۰۰ء ہے (اسے آئندہ مختصر طور پر جے جے ایکٹ لکھا جائے گا)

اصولی طور پر جے جے ایکٹ ایسے بچوں کی بازآبادکاری اور سماجی ماحول میں انہیں مربوط کرنے نیز ان تمام پہلوؤں سے متعلق ہے جو قانونی الجھنوں میں پھنسے ہوئے ہیں یا وہ بچے جو نگہداشت اور تحفظ کے محتاج ہیں اس ایکٹ میں دو دفعات نمبر ۴۰ اور ۴۱ ہیں جو ایسے بچوں کو جو چلڈرن ہوم (بچوں کے گھر) یا بچوں کے لئے مخصوص گھروں میں رہتے ہیں ان کی باز آبادکاری اور سماج میں انہیں مربوط کرنے کی غرض سے گود لئے جانے (اڈاپشن) کی اجازت دیتے ہیں دفعہ ۴۱ کے تحت مذکور ہے کہ گود لئے جانے کا مقصد ایسے بچوں کو جو لاوارث محروم مفلس اور استحصال کا شکار ہوئے ہیں، بازآبادکاری اور سماجی طور پر انہیں مربوط کرنا ہے یہ کارروائی ادارہ جاتی اور غیر ادارہ جاتی ذرائع سے کی جائے گی۔

مزید یہ بھی درج ہے کہ اڈاپشن سے متعلق ریاستی سرکار کی جانب سے وقتاً فوقتاً جاری کردہ ہدایات کی روشنی میں نوعمر بچوں کے لئے انصاف کے بورڈ کو اختیار حاصل ہوگا کہ بچوں کو گود لینے کے لئے دیدے اور کسی کے ساتھ وہ جانچ پڑتال بھی کرے جو بچوں کو اڈاپشن میں دینے کے لئے حکومت کی وقتاً فوقتاً جاری کردہ ہدایات کے تحت مطلوب ہے جے جے ایکٹ کی متعلقہ دفعات درج ذیل ہیں:

دفعہ ۴ نوعمر بچوں کے لئے انصاف کا بورڈ

ضابطہ فوجداری کوڈ ۱۹۷۳ کی اندراجات کے باوجود ریاستی حکومت سرکاری گزٹ میں مطبوعہ اعلامیہ (نوٹیفکیشن) کے ذریعہ کسی ضلع یا کئی ضلعوں کے لئے جس کی نوٹیفکیشن میں صراحت کی گئی ہو ایک یا ایک سے زیادہ نوعمر بچوں کے لئے انصاف کے بورڈ قائم کرسکتی ہے۔ یہ بورڈ ان اختیارات کو استعمال اور ذمہ داریوں کی بجا آوری کریں گے جو انہیں تفویض کی جائیں اور جو ایکٹ کے تحت ان بچوں سے متعلق ہوں گی جو قانونی الجھنوں میں گرفتار ہیں۔

دفعہ ۴۰ بازآبادکاری اور سماجی طور پر مربوط کئے جانے کی کارروائی

بچوں کی بازآبادکاری اور سماجی طور پر مربوط کئے جانے کی کارروائی بچوں کو چلڈرن ہوم یا مخصوص گھر میں لائے جانے کے وقت سے ہی شروع ہو جائے گی۔ یہ کارروائی متبادل طور پر (i) گود لئے جانے (ii) مشفقانہ دیکھ بھال (iii) اسپانسر شپ (ضمانت و ذمہ داری) اور بچوں کو کسی مابعد نگہداشت تنظیم کے سپرد کرنے، کے ذریعہ عمل میں آئے گی۔

دفعہ ۴۱ اڈاپشن (گود لینا) (۱) بچوں کی دیکھ بھال اور پرورش کی اولین ذمہ داری ان کے خاندان کی ہے

(۲) گود لئے جانے کی کارروائی ان بچوں کی بازآبادکاری اور سماجی بحالی کی غرض سے ہوگی جو یتیم لاوارث محروم اور استحصال کا شکار ہوئے ہیں یہ کارروائی ادارہ جاتی اور غیر ادارہ جاتی ذرائع سے عمل میں آئے گی۔

(۳) ریاستی حکومت کی طرف سے اڈاپشن کے بارے میں وقتاً فوقتاً جاری کردہ ہدایات کی روشنی میں بورڈ کو بچوں کو اڈاپشن میں دینے کا اختیار ہوگا اور اس سلسلے میں تفتیش اور جانچ پڑتال کی کارروائی بھی اسی کے ذمہ ہوگی جو ریاستی سرکار کی وقتاً فوقتاً جاری کردہ ہدایات کے مطابق ہوگی۔

(۴) چلڈرن ہوم یا یتیم بچوں کے لئے ریاستی سرکار کی طرف سے قائم اداروں کو اڈاپشن ایجنسی کے طور پر تسلیم کیا جائے گا۔ وہ جانچ پڑتال کا کام بھی کریں گے اور بچوں کو اڈاپشن کے لئے بھی رکھیں گے یہ کام سرکار کی

طرف سے وقتاً فوقتاً جاری ہدایات کے مطابق ہوگا۔

(۵) کسی بچے کو اڈاپشن کے لئے پیش نہیں کیا جائے گا، جب تک کہ:

(اے) کمیٹی کے دو ممبران یہ واضح نہ کر دیں کہ بچہ اڈاپشن کے لئے آزاد ہے یہ کارروائی لاوارث بچوں سے متعلق ہوگی۔

(بی) بچوں کے سلسلے میں والدین کی طرف سے از سر نو غور کرنے پر دو ماہ کا عرصہ پورا ہو جائے

(سی) جو بچہ سمجھدار ہے اور اپنی رائے دے سکتا ہے اس کی رضامندی کے بغیر یہ کارروائی نہیں کی جائے گی۔

(۶) بورڈ کسی بچہ کو گود لئے جانے کی اجازت دے سکتا ہے

(ا) واحد والدین کو

(۲) ان والدین کو کسی بچہ کو جنس کی بنیاد پر گود لینا چاہتے ہوں اگر چہ ان کی حقیقی اولاد بھی موجود ہو

یہاں یہ عرض کر دینا مناسب ہوگا کہ جے جے ایکٹ ہندوستان کے اڈاپشن ایکٹ میں چند اہم دراندازیاں کرتا ہے سب سے اہم یہ ہے کہ جے جے ایکٹ مذہب کی بنیاد پر افراد میں امتیاز نہیں کرتا یعنی اڈاپشن (گود لینے کے لئے) کے بارے میں وہ بچہ اور والدین میں ایسی کوئی تفریق نہیں کرتا۔ دفعہ ۴۱ کو سرسری طور پر پڑھنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص کسی بھی مذہب کے کسی بچہ کو گود لے سکتا ہے۔ بشرطیکہ بچوں کی بہبود کمیٹی (سی ڈبلیوسی) دفعہ ۴۱ (۵) (اے) کے تحت یہ اعلان کر دے کہ بچہ کو گود لیا جا سکتا ہے۔ مزید برآں اس میں گود لئے جانے والے بچہ کی جنس کے بارے میں کوئی رکاوٹ نہیں جبکہ HAMA میں اس قسم کی تحدید ہے جس کا آئندہ تذکرہ کیا جائے گا۔

بہر حال اس ایکٹ کی یہ دفعات کاغذ تک محدود رہی ہیں کیونکہ ایکٹ میں بعض ایسی خامیاں ہیں جو غیر یقینی صورت پیدا کرتی ہیں۔ دفعہ ۴۱ (۳) کے یہ الفاظ کہ نو عمروں کو انصاف دلانے والا بورڈ با اختیار ہوگا کہ وہ بچوں کو اڈاپشن میں دیدے اس کی تشریح اس طرح کی گئی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جے جے بورڈ یہ کارروائی تب ہی کر سکتا ہے جبکہ اسے ایک واضح نوٹیفکیشن یا حکم کے ذریعہ ایسی عملی کارروائی کا اختیار دیا گیا ہو اس بات کو اس سے بھی تقویت ملتی ہے کہ جے جے ایکٹ کی دفعہ ۲۴ جو جے جے بورڈ کے اختیارات سے متعلق ہے اس میں یتیم، لاوارث، محروم اور استحصال کا شکار بچوں اور انہیں گود لئے جانے کے بارے میں بورڈ کے اختیارات کا تذکرہ نہیں ہے یہ صرف ان ہی بچوں کے بارے میں اقدام کرتا ہے جو قانونی طور پر الجھن کا شکار ہیں جبکہ ان بچوں کے بارے میں جو نگہداشت کے محتاج ہیں یہ خاموش ہے۔

۱۹- جہاں تک HAMA کا تعلق ہے اگر چہ اس نے ہندو اڈاپشن لاء میں بعض قابل تعریف تبدیلیاں کی اور قانون بنا کے اس میں قابل غور وضاحت پیدا کی تاہم بعض اہم پہلوؤں سے اس میں خامیاں ہیں خاص طور پر اس میں ایک جنس کی حقیقی اولاد کے ہوتے ہوئے اسی جنس کے بچے کو گود لئے جانے کی ممانعت کی گئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی جوڑے کے یہاں حقیقی اولاد لڑکی موجود ہے تو وہ کسی لڑکی کو گود نہیں لے سکتے اسی طرح اگر ان کے یہاں لڑکا موجود ہے تو وہ کسی لڑکے کو گود لینے کے حقدار نہیں ہیں۔

اس ایکٹ میں ایک خاص بات یہ ہے کہ یہ مردوں کی بالادستی کا مظہر ہے اور جنس کے اعتبار سے امتیاز کرتا ہے مثال کے طور پر اگر کوئی جوڑا کسی بچہ کو گود لیتا ہے تو اس میں عورت کی حیثیت محض رضامندی دینے والے فریق کی ہے گود لینے والے والدین میں اس کا شمار نہیں۔ اس ایکٹ پر اس لئے بھی تنقید کی گئی ہے کہ اس میں بچہ پر توجہ نہیں دی گئی ہے کیونکہ یہ بچے کے مناسب ہونے پر غور کرتا ہے گود لینے والے والدین کے مناسب ہونے پر توجہ نہیں دیتا

۲۰- یہاں یہ ذکر نا مناسب ہے کہ جے جے ایکٹ نے HAMA میں ہندو اڈاپشن ایکٹ میں موجود بعض پابندیوں کو ختم کر دیا ہے خاص طور پر یہ کہ جے جے ایکٹ میں اسی جنس کے بچے کو گود لینے کی اجازت دی گئی ہے جس جنس کی حقیقی اولاد گود لینے والے جوڑے کے یہاں موجود ہے۔

۲۱- بیان کردہ ان تینوں ایکٹ کی دفعات کے مطالعہ سے مندرجہ ذیل قابل جائزہ پیش کیا جاتا ہے:

۱-ہندو اڈاپشن ایکٹ اور کفالت ایکٹ ۱۹۵۶ HAMA	۲-گارجین اینڈ وارڈ ایکٹ ۱۹۸۰ GAWA	۳-نوعمر بچوں کے لئے انصاف (بچوں کی نگہداشت اور تحفظ) ایکٹ ۲۰۰۰ جے جے ایکٹ (JJ Act)
□ اس کا اطلاق ہندوؤں، جینیوں، بودھ اور سکھوں پر ہوتا ہے۔ □ HAMA کے تحت اڈاپشن ناقابل تنسیخ ہے اور اس کے تحت گود لئے گئے بچے کو حقیقی اولاد کی طرح تمام حقوق بشمول وارثت حاصل ہیں۔ □ HAMA کے تحت ایک جنس کے صرف ایک بچہ کو ہی گود لیا جاسکتا ہے۔ □ اگر والدین کے پہلے سے ہی ایک جنس کی حقیقی یا گود لی ہوئی اولاد موجود ہے تو وہ اس جنس کے دوسرے بچے کو گود نہیں لے سکتے۔	□ گود لینے (اڈاپشن کے بارے میں کوئی سیکولر قانون نہ ہونے کے سبب مسلمان، عیسائی، پارسی اور یہودی کو اجازت ہے کہ وہ گارجین شپ کی دفعات کے تحت کسی بچے کو گھر لے جاسکتے ہیں۔ □ GAWA کے تحت گود لئے گئے بچے اور گود لینے والے والدین کا رشتہ گارجین اور وارڈ کا ہے والدین اور اولاد کا نہیں۔ □ HAMA کے برخلاف اس ایکٹ میں اڈاپشن ناقابل تنسیخ نہیں ہے اور گود لئے گئے بچے کو حقیقی اولاد کے حقوق حاصل نہیں۔	□ بچوں یا والدین کے مذہب سے قطع نظر (بلا تفریق مذہب) اڈاپشن کی اجازت دیتا ہے۔ □ یہ ایکٹ والدین اور اولاد کے حقوق عطا کرتا ہے گارجین اور وارڈ کے نہیں۔ حقیقی اولاد کی طرح اسی جنس کے بچہ کو گود لینے کی اجازت دیتا ہے۔ لیکن بعض خامیوں کے سبب یہ ایکٹ اڈاپشن کے لئے استعمال نہیں کیا جارہا ہے۔

۲۲- یہ کہنا بہت مشکل ہے کہ اس وقت ملک میں کتنے بچے گود لئے جارہے ہیں کیونکہ ان میں سے ایک بڑی تعداد خفیہ رہتی ہے۔ بہر حال مدعا علیہ ۱ کے دستیاب اعداد وشمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ حالیہ چار سالوں کے دوران گود لئے جانے والے بچوں کی مندرجہ ذیل تصویر ابھرتی ہے:

سال	ملک کے اندر اڈاپشن	بین الملکی اڈاپشن	میزان
۲۰۰۱	۱۹۶۰	۱۲۹۸	۳۲۵۸
۲۰۰۲	۲۰۱۴	۱۰۶۶	۳۰۸۰
۲۰۰۳	۱۹۴۹	۱۰۲۴	۲۹۷۳
۲۰۰۴	۱۷۰۷	۱۰۲۱	۲۹۲۸
	۷۶۳۰	۴۴۰۹	۱۲۰۳۹

(مرکزی اڈاپشن وسائل ایجنسی کے فراہم کردہ اعداد وشمار)

۲۳- مذکورہ بالا اعداد وشمار سے ظاہر ہے کہ ملکی اور بین ملکی سطح پر اڈاپشن کی تعداد میں کوئی اضافہ نہیں ہوا ہے۔ درحقیقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ چار سالوں کے دوران اڈاپشن کی تعداد میں کمی واقع ہوئی ہے۔

۲۴- ۱۹۹۷ء کے آخر میں گود لینے والے خاندانوں کی قومی ایسوسی ایشن واقع بمبئی (این اے اے ایف) جو کہ ایک منافع نہ کمانے والی رضا کارانہ خدمات کی

تنظیم ہے جسے گود لینے والے والدین کے اپنے مقصد سے وابستہ گروپ نے قائم کیا اس نے ٹاٹا انسٹی ٹیوٹ برائے سوشل سائنس (ٹی آئی ایس ایس) کو مامور کیا کہ وہ ممبئی میں بچوں کو گود لینے کے بارے میں موجودہ سماجی رویہ پر مبسوط اور گہرائی سے ریسرچ کریں۔ ٹی آئی ایس ایس نے جو معلومات حاصل کیں ان کے مطابق ایک وسیع خلیج ہے جو اڈاپشن کو لا ولد ہونے یا بصورت دیگر زیادہ بہتر متبادل کے طور پر قبول کرنے میں حائل ہے۔ ٹاٹا انسٹی ٹیوٹ برائے سوشل سائنس (ٹی آئی ایس ایس) ممبئی میں گذشتہ دس سال کے دوران یعنی ۱۹۹۱ سے ۲۰۰۰ تک گود لینے کے کیسوں کی تعداد سے مندرجہ ذیل تصویر ابھرتی ہے:

۱۹۹۱ سے ۲۰۰۰ کے دوران ممبئی میں اڈاپشن (گود لینے) کی کل تعداد

سال	HAMA کے تحت ہندوستانی/ غیر مقیم ہندوستانی	GAWA کے تحت ہندوستانی/ غیر مقیم ہندوستانی	میزان	غیر ملکی اڈاپشن	مجموعی میزان
۱۹۹۱	۲۱۸	۳۹	۳۴۷	۲۹۸	۶۴۵
۱۹۹۲	۲۴۸	۵۷	۳۰۵	۲۵۶	۵۶۱
۱۹۹۳	۲۸۹	۶۸	۳۵۷	۲۴۶	۶۰۳
۱۹۹۴	۲۷۲	۶۰	۳۳۲	۲۶۱	۵۹۳
۱۹۹۵	۲۸۶	۴۷	۳۳۳	۲۴۶	۵۷۹
۱۹۹۶	۲۸۴	۵۲	۳۳۶	۱۹۱	۵۲۷
۱۹۹۷	۳۰۰	۶۵	۳۶۵	۲۶۲	۶۲۷
۱۹۹۸	۳۲۸	۷۳	۴۰۱	۲۴۷	۶۴۸
۱۹۹۹	۳۱۱	۵۹	۳۷۰	۲۷۵	۶۴۵
۲۰۰۰	۲۳۵	۵۰	۲۶۵	۲۰۵	۵۹۰
میزان	۵۹۰۲۸۴۱	۳۴۳۱	۲۵۸۷	۶۰۱۸	

انسٹی ٹیوٹ نے جنس کی بنیاد پر گود لئے جانے کا بھی مطالعہ کیا اور مندرجہ ذیل تصویر سامنے آئی:

سال	HAMA مذکر (لڑکا)	HAMA مؤنث (لڑکی)	GAWA مذکر	GAWA مؤنث	ایف اے مذکر	ایف اے مونث	کل میزان
۱۹۹۱	۱۶۴	۱۲۴	۲۶	۳۳	۴۷	۲۵۱	۶۴۵
۱۹۹۲	۱۴۷	۱۰۱	۲۰	۳۷	۴۱	۲۱۵	۵۶۱
۱۹۹۳	۱۶۴	۱۲۵	۲۱	۴۷	۵۰	۱۹۶	۶۰۳
۱۹۹۴	۱۵۱	۱۲۱	۲۰	۴۰	۵۳	۲۰۸	۵۹۳
۱۹۹۵	۱۵۰	۱۳۶	۲۲	۲۵	۶۵	۱۸۱	۵۷۹

۱۹۹۶	۱۵۹	۱۲۵	۰۹	۴۳	۳۲	۱۵۹	۵۲۷
۱۹۹۷	۱۵۸	۱۴۲	۲۱	۴۴	۵۸	۱۷۷	۵۲۷
۱۹۹۸	۱۷۰	۱۵۸	۱۴	۵۹	۷۸	۱۲۹	۶۲۷
۱۹۹۹	۱۴۸	۱۵۳	۱۵	۴۴	۶۶	۲۰۹	۶۴۵
۲۰۰۰	۱۰۹	۱۲۶	۱۶	۳۴	۱۰۷	۱۹۸	۵۹۰
میزان	۱۵۲۰	۱۳۲۱	۱۸۴	۴۰۶	۶۲۴	۱۹۶۳	۶۰۱۸

HAMA   ہندواڈاپشن اینڈ منٹیننس ایکٹ ۱۹۵۶

GAWA   گارجین اینڈوارڈ ایکٹ ۱۸۹۰

FA   فارن اڈاپشن

ذرائع: انڈین کونسل فار سوشل ویلفیر

ٹاٹا انسٹی ٹیوٹ کے مطالعے پر مبنی NAAF کی مختصر رپورٹ اور اوپر کے اعداد وشمار سے جو نتائج اخذ کئے گئے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

(اے) کہ اڈاپشن کی مجموعی تعداد (۶۰۱۸) میں سے تقریباً ۴۳ فیصد ۲۵۸ غیر ملکی اڈاپشن کیس تھے اور ۵۷ فیصد یعنی ۳۴۴۱ ہندوستانی تھے یہ دونوں HAMA اور GAWA کے تحت تھے۔

(بی) یہ کہ ہندوستان میں اڈاپشن کے مجموعی معاملات (۳۴۴۳) میں سے ۸۳ فیصد (۲۸۴۱) HAWA کے تحت تھے اور ۱۷/فیصد (۵۹۰) GAWA کے تحت۔

(سی) HAMA کے تحت مذکر مؤنث بچوں کی شرح ۴۶٫۵۴ (۱۳۲۱:۱۵۲۰) ہے جبکہ GAWA کے تحت یہ شرح ۶۹٫۲۱ فیصد (۸۴:۵۰۲) ہے غیر ملکی اڈاپشن کے کیسوں میں مذکر/مونث کی یہ شرح ۷۶٫۳۴ ۱۹۵۲:۲۳۴ ہے

(ڈی) یہ کہ ۱۹۹۱ کی پوزیشن کے مقابلہ میں ہندوستان میں اڈاپشن کی تعداد ۱۸/فیصد کم ہوئی ہے ۱۹۹۱ء میں یہ تعداد ۷۳۴ تھی جبکہ ۲۰۰۰ء میں یہ گھٹ کر ۶۸۵ رہ گئی۔ خاص طور پر دہائی کے آخری دو سالوں میں ہندوستان میں اڈاپشن کے کیسوں میں تیزی سے کمی آئی ہے یعنی ۱۹۹۸ میں یہ تعداد ۱۰۴ تھی جو ۲۰۰۰ میں گر کر ۶۸۵ رہ گئی گویا تقریباً ۲۹ فیصد کی گراوٹ۔

(ای) یہ کہ ۱۹۹۱ء میں ہندوستان میں اڈاپشن کیسوں میں ہندوستانیوں نے لڑکوں کو گود لینے کو ترجیح دی یعنی ۵۵۔لڑکے (مذکر) جبکہ لڑکیوں کو گود لینے کی شرح ۴۵ فیصد رہی اس کے برعکس غیر ملکی افراد نے واضح طور پر لڑکیوں کو گود لینے میں دلچسپی لی یعنی ۱۲/فیصد لڑکیاں گود لی گئیں ہندوستانیوں اور غیر ملکیوں دونوں میں یہ رجحان برعکس معلوم ہوتا ہے، یعنی ۲۰۰۰ء میں ہندوستانیوں نے ۴۴ فیصد لڑکے اور ۵۶ فیصد لڑکیاں جبکہ غیر ملکیوں نے ۳۵ فیصد لڑکے اور ۶۵ فیصد لڑکیوں کو گود لیا۔

متعدد بین الاقوامی کنونشن اور اعلامیہ جو ریاستی حکومتوں کو اس پر راغب کرتی ہیں کہ وہ بچوں کو ان کے جسمانی اور جذباتی نزاکتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے تحفظ فراہم کریں اور ان کی خصوصی نگہداشت کے اقدامات کریں انہیں قانونی تحفظ بھی دیں اور مواقع اور سہولیات بھی بہم پہنچائیں تاکہ وہ خاندانوں میں پرورش پاسکیں۔ترجیحی طور پر اداروں اور دیگر ذرائع سے ان کی بازآبادکاری۔تاکہ وہ جسمانی، ذہنی، اخلاقی، روحانی اور سماجی طور پر صحت مند اور فطری طریقہ سے فروغ پاسکیں اور آزادی و وقار کے ساتھ زندہ رہ سکیں انہوں نے اس پر بھی زور دیا ہے کہ اس مقصد کے لئے وضع کئے جانے والے قوانین میں بچہ کے مفاد کو اولین اہمیت دی جانی چاہئے، لہٰذا حکومت ہند نے بچوں سے متعلق اپنی پالیسی انہی خطوط پر مرتب کی ہے۔

ان معاہدوں میں بچوں کے حقوق پر مؤرخہ ۵۹/۱۱/۲۰ حکومت ہند کے محکمہ سماجی بہبود کی منظور کردہ بچوں کے بارے میں قومی پالیسی (مؤرخہ ۷۴/۸/۲۲) اقتصادی، سماجی، اور ثقافتی حقوق کا بین الاقوامی عہدنامہ مؤرخہ ۷۶/۱/۳ شہری اور سیاسی حقوق کی بابت بین الاقوامی معاہدہ مؤرخہ

۲۳/۳/۷۶ بچوں کی بہبود اور تحفظ سے متعلق سیاسی اور قانونی اصولوں پر اعلامیہ جس میں مشفقانہ وسیلہ سے قومی اور بین الاقوامی سطح پر اڈاپشن پر خصوصی زور دیا گیا ہے مؤرخہ ۳/۱۲/۸۶ بنگلور اصولی، جو اس عدالتی مذاکرہ کے نتیجہ میں مرتب کئے گئے جن میں بین الاقوامی حقوق انسانی کے معیار اور ضابطوں کو قومی داخلی سطح پر اختیار کرنے پر زور دیا گیا (مؤرخہ ۲۶/۲/۸۸) بچوں پر کنونشن مؤرخہ ۲/۹/۹۰۔

بچوں کے حقوق سے متعلق اعلامیہ مؤرخہ ۲۰/۱۱/۵۹ کی ایک نقل یہاں منسلک ہے جو بطور منسلکہ ا سے نشان زد کی گئی ہے حکومت ہند کے محکمہ سماجی بہبود کی منظور کردہ وہ قرارداد ''بچوں کے لئے قومی پالیسی'' مؤرخہ ۲۲/۸/۷۴ کی نقل بطور منسلکہ ۲ بھی اس کے ساتھ ہمرشتہ ہے۔ اقتصادی، سماجی اور تہذیبی حقوق بین الاقوامی کنونشن مؤرخہ ۳/۱/۷۶ کی ایک نقل بھی بطور منسلکہ ۳ دی گئی ہے بچوں کے تحفظ سے متعلق سماجی اور قانونی اصول جس میں قومی اور بین الاقوامی عہدنامہ مؤرخہ ۲۳/۳/۷۶ پر انہیں مشفقانہ طور پر گود لینے پر خصوصی زور دیا گیا ہے مؤرخہ ۳/۱۲/۸۲ کے عہدنامہ کی ایک نقل بطور منسلکہ ص ۵ بھی عرضداشت کے ساتھ ہے۔ بنگلور اصول جو ایک اعلیٰ سطحی عدالتی مذاکرہ کے نتیجہ میں مرتب کئے گئے تھے اور جن میں بین الاقوامی حقوق انسانی کے ضابطوں کو داخلی طور پر اختیار کرنے پر زور دیا گیا تھا مؤرخہ ۲۶/۲/۸۸ بھی بطور منسلکہ ۶ شامل ہے۔ بچوں کے حقوق پر کنونشن مؤرخہ ۲/۹/۹۰ بھی بطور منسلکہ ۷ ہمرشتہ ہے۔

۲۶ - ۱۹۹۰ میں لکشمی کانت پانڈے ایس ایس سی ۱۰۱۷ میں دی گئی ہدایات کی تعمیل میں حکومت ہند کی وزارت سماجی انصاف کے تحت ایک اڈاپشن و سائل ایجنسی (سی اے آر اے) ایک خود مختار ادارہ کے طور پر قائم کی گئی تھی یہ ادارہ ہندوستان میں اڈاپشن کے متعلق تمام امور پر کارروائی کرے گا۔ اس کا مقصد اڈاپشن سے متعلق ہندوستانی اور غیر ملکی دونوں جگہ کے اداروں کو جو اپنے ملک میں ہندوستانی بچوں کے اڈاپشن کے کاموں سے وابستہ ہیں مدد کرنا ہے۔ یہ ادارہ ایک مخصوص دائرۂ کار میں عمل کرتا ہے جو اس کے ترمیم شدہ رہنما خطوط کے مطابق درج ذیل ہے۔

''یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ بچے کی بہترین جذباتی جسمانی ذہنی متوازن نشو ونما اس کے خاندان میں ہی ہو سکتی ہے اور جہاں ایسا ممکن نہیں تو ایسے ماحول میں جو خاندان جیسا ہو وہ بچے جو یتیم ہیں لاوارث، محروم اور استحصال کا شکار ہیں انہیں تحفظ اور توجہ دینا خاندان کی ذمہ داری ہے، سماج اور فرقہ کی بھی ہے، بہرحال چونکہ اکثر روایتی ادارے بشمول خاندان جدید دور کی تبدیلیوں جیسے مدنیت، (شہروں کی طرف رغبت) صنعت کاری اور ترقی کے عمومی عمل کے سبب عمودی اور افقی انداز کی سماجی تبدیلیوں سے متاثر ہو رہے ہیں اس لئے بچہ کو سدا خاندانی توجہ اور تحفظ حاصل نہیں ہوتا۔ لہٰذا یہ سماج فرقہ اور ریاست کی ذمہ داری ہو جاتی ہے کہ وہ بے کس بچوں کو ادارہ اور غیر ادارہ جاتی سطح پر تحفظ فراہم کرے۔ حکومت ہند کی نظر میں بچوں کا گود لیا جانا بہترین غیر ادارہ جاتی سہارا ہے جس سے بچوں کی باز آبادکاری کی جا سکتی ہے یہاں یہ بتانا بھی مناسب ہوگا کہ سی اے آر اے کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد ملکی طور پر بچوں کو گود لئے جانے کی حوصلہ افزائی کرنا بھی ہے۔ سی اے آر اے کو یہ بھی یقینی بنانا چاہئے کہ کسی بھی بچے کو گود لئے جانے کے لئے باہر بھیجنے سے پہلے اس بات کو پوری طرح دیکھے کہ اس بچہ کو ہندوستان میں رہنے والے خاندانوں میں سے ہی کوئی گود لے لے۔ درحقیقت CARA کی ترمیم شدہ ہدایات جو ملکی اڈاپشن سے متعلق ہیں میں اسے تسلیم کیا گیا ہے کہ خاندان سے محروم ایک بچہ کے مفاد میں یہ بات سب سے بہتر ہوگی کہ اسے کسی ایسے خاندان میں رکھا جائے جو ملک میں اس کے قومی سماجی اور تہذیبی پس منظر سے ہم آہنگ ہو۔ بین الملکی خارجی ماحول میں اڈاپشن کی بابت صرف اسی وقت غور کیا جانا چاہئے جبکہ اول الذکر مواقع دستیاب نہ ہوں۔''

۲۸ - یہاں یہ بتانا بھی مناسب ہے کہ اگر CARA ملک اور بیرون ملک اڈاپشن کی بابت ہدایات جاری کرتی رہتی ہے لیکن ہندو اور غیر ہندو بچوں

/افراد کے گود لینے سے متعلق مرکزی قانونی دائرہ کار ابھی تک اچھوتا ہی ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

لہٰذا سپریم کورٹ کی ہدایات کے مطابق ہندوستان سے باہر رہنے والے والدین خواہ وہ ہندوستانی ہوں یا غیر ہندوستانی انہیں قانونی طور پر اب اس کی اجازت ہے کہ وہ کسی بچہ کو گود لے کر ملک سے باہر لے جائیں تاہم کسی بچہ کو گود لے کر باہر لے جانا صرف HAMA کے تحت ہی ممکن ہے جس میں شرط ہے کہ ہندو بچہ ہو اور درخواست دینے والے والدین ہندو ہوں۔

عملی طور پر اگر درخواست گذار والدین کسی اور ملک کے باشندے ہیں جہاں کسی بھی بچہ کو گود لینے کی اجازت ہے تو وہ ہندوستان سے کسی بچہ کو GAWA کے تحت بطور وارڈ (زیر کفالت نابالغ بچہ) کے طور پر ہی لے جا سکتے ہیں اور اس کے بعد اپنے ملک میں جا کر اس بچہ کو گود لے سکتے ہیں جیسا کہ ان کے ملک کا قانون اجازت دیتا ہے۔ لہٰذا جو بچہ GAWA کے تحت ہندوستان سے لے جایا جاتا ہے وہ کسی دوسرے ملک میں غیر ہندو والدین کے ذریعہ بھی گود لیا جا سکتا ہے۔

نتیجہ یہ ہے کہ GAWA کے تحت غیر ہندو بچے ہی غیر ہندوستانی والدین لے جاتے ہیں جو قانونی طور پر ہمیشہ ان کے وارڈ کے طور پر رہتے ہیں۔

۲۹- سادہ طور پر مذکورہ بالا قوانین اور ہدایات کا مشترکہ اثر یہ ہے کہ کسی ہندوستانی بچہ کو قانونی طور پر گود لینے کا عمل صرف مندرجہ ذیل حالات میں ہی ممکن ہے۔

(اے) جبکہ بچہ ہندو ہے اور ہندو والدین اسے گود لے رہے ہیں۔

(بی) اگر بچہ غیر ہندو ہے اور ایسے والدین نے لیا ہے (جو ہندو یا غیر ہندو دونوں ہو سکتے ہیں) کسی دیگر ملک میں مقیم ہیں جہاں گود لینے کی اجازت ہے۔

۳۰- اس سے یہ ظاہر ہے کہ ایک غیر ہندو بچہ کو ہندوستان میں گود نہیں لیا جا سکتا نیز ایک غیر ہندو جوڑا ہندوستان میں اس طرح گود نہیں لے سکتا۔ لہٰذا ان دونوں زمروں کے تحت آنے والے افراد GAWA کے تحت گارجین شپ کا سہارا لینے پر مجبور ہیں جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ یہ قانون نامکمل اور بے حد پابندیوں والا ہے۔ اس سے آسانی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ گود لئے جانے کے قابل بچوں کی تعداد جو لاکھوں میں ہے اور وہ والدین جوان بچوں کو گود لینے کے خواہشمند ہیں وہ قانونی خلاء کے سبب قانونی دائرہ عمل سے خارج ہو جاتے ہیں اور ساری صورت حال ایک گورکھ دھندا بن جاتی ہے۔ درحقیقت اوپر مذکورہ اعداد و شمار واضح طور پر ظاہر کرتے ہیں کہ HAMA اور GAWA کے تحت اڈاپشن کا غیر مستقیم عمل جاری ہے۔

۳۱- جیسا کہ شروع میں بیان کیا گیا اس پٹیشن کی عرضی گذار اور اس کے شوہر کو GAWA کے تحت ایک بچی کو جواب ان کی بیٹی ہے اور اس کی عمر ۹/سال ہے لینے پر مجبور ہونا پڑا۔

ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج مسٹر کے پی ورما کے حکم مؤرخہ ۳۰/۱۱/۹۷ کے تحت انہوں نے اس عرضی گذار اور اس کے شوہر کو اس بچی کا گارجین مقرر کیا نقل بطور منسلکہ ۵ شامل ہے۔

۳۲- یہ کہ خامی سے پر اس قانونی صورت حال کے پس منظر میں ملک کے دو ہائی کورٹوں کو متوجہ کیا گیا کہ وہ مداخلت کر کے قانون کی بے ضابطگیوں کو دور کریں اور قانونی خلا کو پُر کریں۔

۳۳- کیرالہ اور بمبئی ہائی کورٹوں نے فلپس الفریڈ قانون بنام وائی جے گونسا لویز و دیگر (اے آئی آر ۱۹۹۹ کیرالہ ۱۸۷) اور مینویل تھیوڈور ڈی سوزا۔ ایف آئی رہبر لو ۲۰۰۰ (۲) (بمبئی سی آر ۴۴۳-۱۱-۲۰۰۰) ڈی ایم سی ۲۹۲) نے اس قانونی خلا کو پر کر دیا ہے اور اڈاپشن (گود لئے جانے کے حق) کو ہر بچہ کی زندگی کے بنیادی حق کا حصہ قرار دیا اور عیسائیوں کے ذریعہ اڈاپشن کو جائز اور قانونی قرار دیا۔

۳۴- مینول تھیوڈور دی سوزا کے مقدمہ میں بمبئی ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا تھا کہ

(۱) کہ ایک یتیم، لاوارث، مفلس اور ایسے ہی حالات سے دو چار بچہ کی زندگی کا ایک بنیادی حق یہ ہے کہ خواہش مند والدین/افراد اسے گود لے لیں۔ اس کا ایک گھر ہو، نام اور قومیت ہو۔ لہٰذا گود لئے جانے کا حق ایک قابل نفاذ شہری حق ہے جس کی عدالت میں سماعت ہو سکتی ہے۔

(۲) ایک ایسے قانون کی عدم موجودگی میں جو یہ بتائے کہ کون شخص گود لے سکتا ہے ایسا فرد/افراد جس نے یا جنہوں نے کسی بچہ کو گود گارجین شپ اینڈ وارڈ ایکٹ کے تحت لیا ہے انہیں یہ حق ہے کہ وہ عدالت میں استغاثہ کریں کہ انہیں بچہ گود لینے کا حق دیا جائے۔

(۳) کیونکہ گارجین شپ سے متعلق حکم صادر کرنے کا اختیار ڈسٹرکٹ کورٹ یا ہائی کورٹ کو ہے۔ لہٰذا ان عدالتوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ایک گارجین شپ کے تحت دی گئی درخواست پر بچے کو اڈاپشن (گود لئے جانے) کی اجازت دیدیں۔

(۴) اس بات کے پیش نظر کہ بچہ کی بہبود سب سے زیادہ اہم ہے لہٰذا عدالت کو کسی کو گود لئے جانے کی اجازت دینے سے قبل اس بات کا اطمینان کرلینا چاہئے کہ یہ بات بچے کے بہترین مفاد میں ہے کہ وہ فرد یا افراد جسے یا جنہیں اس بچے کی گارجین شپ سونپی گئی ہے وہ مشفق و مناسب والد/والدین ہوسکتے ہیں۔

۳۵- بہر حال اس کیس کے حقائق کے تحت گود لئے جانے کے حق کو تسلیم کرنا، گود لئے جانے کے وسیع اصولوں کی صراحت کی روشنی میں بھی کہ گود لیا جانا زندگی کے حقوق کا ایک حصہ ہے یہ مسئلہ ابھی تک طے نہیں ہوا ہے اپنے وسیع اثرات کے باوجود عدالت کے یہ فیصلے غیر ہندو افراد کو اڈاپشن کی اجازت نہیں دیتے۔ اپنی ایسی ریاست میں بھی جوان کے عدالتی حصہ اختیار میں ہے۔ مزید برآں ان عدالتوں کے فیصلوں کا اطلاق محض ان کی ریاستوں تک محدود ہوتا ہے اور بقیہ ملک میں قانون سازی کے خلاء کے سبب صورت حال معلق رہتی ہے۔ تاہم ان فیصلوں میں جو اصول طے کئے گئے ہیں وہ دیگر کورٹوں کے لئے نظیریں بن گئے ہیں اور معزز عدالتوں کے لئے ترغیب کی حیثیت رکھتے ہیں۔

۳۷- لاء کمیشن نے اپنی ۱۵۳ ویں رپورٹ میں ملک سے باہر اڈاپشن کے لئے ایک مسودہ بل پیش کیا ہے جس میں بین الملکی اڈاپشن کے لئے آسانیاں فراہم کی گئی ہیں لیکن اندرون ملک آسان اور یکساں اڈاپشن کے مسئلہ پر یہ خاموش ہے۔

یہاں یہ عرض کردیا جائے کہ لاء کمیشن نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ اڈاپشن کی اندرون ملک حوصلہ افزائی کی جائے اور جب یہاں یہ امکان ختم ہوجائے تب ہی بین الملکی اڈاپشن کو اختیار کیا جائے۔

۳۸- یہاں یہ بھی بتا دینا مناسب ہوگا کہ حکومت ہند نے ۱۹۷۲ اور ۱۹۸۰ میں تمام فرقوں کے لئے اڈاپشن سے متعلق شہری قانون بنانے کی تین بار کوشش ضرور کی، تیسری کوشش ۱۹۹۴ میں کی گئی لیکن تینوں بار یہ قانون پاس نہیں ہوسکا کیونکہ غیر ہندو مذاہب کے مذہبی رہنماؤں نے اس کی مخالفت کی یہاں یہ بتانا بھی مناسب ہوگا کہ ریاستی سطح پر ۱۹۹۴ میں مہاراشٹر کے دونوں ایوانوں نے اڈاپشن بل پاس کردیا لیکن اس بل کو ابھی تک صدر کی منظوری حاصل نہیں ہوئی۔

۳۹- یہ کہ حال ہی میں (۲۰۰۴ء میں) حکومت ہند نے بچوں کے لئے ایک قومی چارٹر منظور کیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ہر بچہ کو خاندان کے ساتھ رہنے کا حق ہے اور ریاست ایسے اقدام کرے گی کہ خاندان سے محروم بچوں کو منجملہ دیگر باتوں کے اڈاپشن کے لئے بھی رکھا جائے۔

وزارت فروغ انسانی وسائل کے محکمہ بہبود خواتین و بچگان کے ذریعہ بچوں کے لئے منظور کردہ قومی چارٹر مؤرخہ ۹/۲/۲۰۰۴ کی ایک نقل بطور منسلکہ ۹ شامل ہے۔

۴۰- اپنے ایک پیش کردہ مقالہ بعنوان ''ایک خصوصی اڈاپشن قانون کی سمت'' ڈاکٹر نیلما مہتہ، چیرپرسن چائلڈ ویلفیر کمیٹی حکومت مہاراشٹر جو کہ بچوں کے حقوق کی ایک معروف کارکن ہیں انہوں نے بچوں کے اڈاپشن قانون کا ایک مسودہ بھی پیش کیا۔

انہوں نے اس موجود قانون کی بے ضابطگیوں کو بھی اجاگر کیا۔ اس میں لکھا ہے: اب وقت آگیا ہے کہ ہم سیاسی مذہبی اور برتری کے مسائل سے اوپر اٹھ کر بچہ پر مرکوز اڈاپشن کی قانون سازی کریں۔ اس قانون سازی سے بچوں کو انصاف ملے گا اور انہیں گود لئے گئے بچے کے حقوق و مراعات حاصل ہوں گے، جو کہ قانونی طور پر واقع ہونے والی شادی سے حقیقی اولاد کو حاصل ہوتے ہیں۔

مقالہ نگار نے اڈاپشن کے موجودہ قانون میں مندرجہ ذیل خامیوں کی نشاندہی کی ہے:

(ا) موجودہ اڈاپشن قانون کی پہلی اور سب سے اہم خامی یہ ہے کہ اس میں کوئی یکساں قانون نہیں ہے جس کا بلاتفریق مذہب ذات یا عقیدے سب پر یکساں اطلاق ہو۔

(۲) اڈاپشن کا جو واحد قانون ہے (HAMA-1956) اس میں بچہ پر توجہ مرکوز نہیں کی گئی ہے بلکہ والدین پر زیادہ توجہ ہے، یہ مذہب پر مبنی قانون ہے اور صرف ہندوؤں پر ہی نافذ العمل ہے۔

۳- HAMA-1956 کے تحت ایک جوڑا ایک ہی جنس کے دو بچے گود نہیں لے سکتا اور گود لینے والی ماں مشترک درخواست دہندہ تسلیم نہیں کی جاتی بلکہ اس کی حیثیت محض رضامندی دینے والے فریق کی ہے۔ یہ ایک کھلا ہوا جنسی امتیاز ہے۔

۴- گارجین اینڈ وارڈ ایکٹ ۱۹۸۰ء گود لئے ہوئے بچہ کو صرف وارڈ (زیر کفالت نابالغ بچہ) کی حیثیت دیتا ہے اس کی حیثیت حقیقی اولاد جیسی نہیں ہے اس طرح گود لئے گئے بچے اور گود لینے والے والدین کو کوئی تحفظ حاصل نہیں ہے۔

ڈاکٹر نیلما مہتہ چیرپرسن چائلڈ ویلفیر کمیٹی بمبئی حکومت مہاراشٹر کے مقالہ جس میں اڈاپشن کی بابت مسودہ قانون بھی شامل ہے اور عرضداشت کے ساتھ بطور مسلکہ ۱۱ شامل ہے۔

۴۲- اوپر مذکور اڈاپشن لاء جو غیر یکساں اور غیر یقینی گود لینے والے غیر ہندو والدین کی حوصلہ شکنی کرتا ہے اس طرح لاکھوں غیر ہندو بچے ہندوستان میں اڈاپشن کی مراعات سے محروم رہتے ہیں جو گود لئے جانے کے مستحق ہیں وہ خاندان کا لازمی حصہ بھی نہیں بن سکتے اس طرح ان کی زندگی کے ایک بنیادی حق کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔

۴۳- یہ کہ GAWA کے تحت قانونی دشواریوں کے باوجود جن بچوں کو گود لیا جاتا ہے ان سے بھی ان کمزور قانونی حیثیت کی وجہ سے امتیاز برتا جاتا ہے اس کی سب سے نمایاں مثال خود عرضی گذار کی بیٹی کا معاملہ ہے جیسا کہ شروع میں بیان کیا گیا، جسے عرضی گذار اور اس کے شوہر کے ایک بچہ اور خاندان کا فرد ہونے کی رعایت سے محروم کردیا گیا محض اس لئے کہ اسے GAWA کے تحت لیا گیا تھا۔

عرضی گذار کے شوہر کی سروس بک جس میں اس بچی کا نام بطور خاندان کے ایک فرد کے درج کرنے سے انکار کردیا گیا تھا جہاں وہ عرضی گذار کی وارڈ ہے۔ عرضی گزار کا شوہر ایک سرکاری ملازم ہے۔ اندراج نہ کرنے کا نوٹ مؤرخہ ۲/۱۱/۲۰۰۵ اور عرضی گذار کے شوہر کے ریمارک کی نقل مؤرخہ عرضداشت کے ساتھ مسلکہ ۱۲ شامل ہے۔

اخباری رپورٹ کی ٹائپ شدہ نقول مؤرخہ ۲/۲۷/۲۰۰۵ جس میں گورنمنٹ کے رویہ کی مذمت کی گئی ہے اس عرضداشت کے ساتھ بطور مسلکہ ۱۳ شامل ہیں۔

۴۴- لہٰذا یہ عرضداشت عرضی گذار کی طرف سے مندرجہ ذیل دیگر باتوں کے درج ذیل بنیاد پر پیش کی جارہی ہے جو ایک دوسرے کو متاثر نہیں کریں گے

بنیاد

کیونکہ بچہ کو گود لینے کا حق بچہ کی زندگی کے بنیادی حقوق میں سے ہے اور اس میں اس کے گود لینے والے والدین کے حقوق بھی شامل ہیں (ملاحظہ دستور ہند کا آرٹیکل ۲۱) لہٰذا اسے صرف چند فرقوں پر محدود کردینے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

(بی) چونکہ بچہ کا یہ حق ہے کہ وہ محبت کرے اور اس سے محبت کی جائے اور وہ ایک اخلاقی اور مادی اقدار کی حامل سوسائٹی میں صحیح ڈھنگ سے نشو ونما پائے اور یہ تب ہی ممکن ہے جب بچہ اپنے خاندان میں پرورش پائے۔ سب سے بہتر ہم آہنگی کا ماحول وہ ہوگا جس میں بچہ اپنے حقیقی والدین کے زیر سایہ پروان چڑھے لیکن اگر بچہ اپنے حقیقی والدین کی شفقت نہ پاسکے یا اس کے خاندان کے دیگر افراد بھی اس کی کفالت نہ کرسکیں یا بچہ لاوارث ہو اور اس کے والدین اور عزیزوں کا پتا نہ چل سکے یا والدین بچہ کی پرورش اور نگہداشت میں دلچسپی نہیں رکھتے تو ایسے بچے کے لئے سب سے بہتر متبادل یہ ہوگا کہ اس کے لئے گود لینے والے (اڈاپشن) والدین کی تلاش کی جائے تاکہ وہ بچہ ایسے والدین کی پرشفقت نگہداشت میں پرورش پاسکے۔ یہ گود لینے والے اسی ملک اور اسی سماجی وتہذیبی پس منظر کے ہونے چاہئیں جو بچہ کے یہ حقیقی والدین کا بہتر متبادل ثابت ہوسکتے ہیں۔

(سی) بنیادی نقطۂ نظر سے ریاستی سرکار کے لئے قانونی اور انتظامی بے عملی کے سبب یہ بےضمیری کی بات ہے کہ وہ کسی یتیم لاوارث، مفلس اور بے سہارا بچہ کو جو وارڈ کے طور پر لیا گیا ہے ان حقوق ومراعات سے محروم کریں یا جو ایک حقیقی اولاد کی طرح گود لئے گئے بچہ کو حاصل ہوتے ہیں۔

(ڈی) کیونکہ ایک گارجین اور وارڈ کے درمیان رشتہ بڑی حد تک محدود ہے۔

(i) اس رشتہ میں زیادہ زور اس پر ہے کہ گارجین اس وقت تک وارڈ یا اس کی جائداد کی دیکھ بھال کرے جب تک کہ وہ بچہ بلوغت کی عمر کو نہیں پہنچ جاتا کیونکہ نابالغ ہونے کے سبب وہ ان ذمہ داریوں کو پورا نہیں کرسکتا بچہ کے بالغ ہونے پر یہ رشتہ ختم ہوجاتا ہے۔

(ii) گود لئے گئے بچے (اڈاپشن) کو وہ جملہ حقوق حاصل ہوتے ہیں جو ایک حقیقی اولاد کو ملتے ہیں جبکہ وارڈ اس قسم کے تمام حقوق سے قانونی طور پر محروم رہتا ہے۔

(iii) وارڈ کو وراثت کا حق بھی حاصل نہیں ہوتا (iv) وارڈ اصولی طور پر خاندان کا نام بھی اختیار نہیں کرسکتا

(v) ایک گود لئے ہوئے بچے اور اسے گود لینے والے والدین کے درمیان رشتہ ناقابل تنسیخ ہے جبکہ وارڈ اور گارجین کا رشتہ قانونی طور پر تسلیم شدہ نہیں ہوتا۔

(ای) کیونکہ بین الاقوامی طور پر تسلیم شدہ ہدایت یہ ہے کہ بچہ کو بین الملکی اڈاپشن میں دینے سے پہلے کوشش کی جانی چاہئے کہ اسے اپنے ہی ملک میں اڈاپشن کے ذرائع تلاش کئے جانے چاہئیں۔ یہ بتانا بھی مناسب ہے کہ لکشمی کانت کیس ۱۹۸۵ سب (ا) ایس سی سی اے) کے بعد ہندوستان میں غیر ملکی طور پر اڈاپشن کی اجازت ہے اس میں کسی بچہ کو ایسے والدین کو دینا بھی شامل ہے جن کا مذہب دوسرا ہو بلکہ ان کی تہذیب زبان اور نسل وقومیت بھی بچہ سے مختلف ہو۔ یہ ہیگ کنونشن اور بچوں کے حقوق کنونشن کے آرٹیکل ۲۱ کی ہدایات کی بجا آوری کے تحت ہے اس مقصد کے لئے ایک شفاف اور بچوں سے یگانگت رکھنے والا طریقہ کار بھی مرتب کیا گیا ہے لیکن عجیب بات ہے کہ ہمارے ملک میں بچوں کو گود لینے (اڈاپشن) کا طریقہ کار مذہب کی بنیاد پر بچوں کے درمیان تفریق کرتا ہے۔

(ایف) کیونکہ ہمارے ملک میں لاکھوں ایسے بچے ہیں جو کسی مشفق خاندان اور گھر میں گود لئے جانے کے محتاج ہیں لیکن ہمارے ہاں ہر سال صرف تین ہزار بچے ہی گود لئے جاتے ہیں۔ اس کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ قانون کے تحت صرف اسی لڑکے/لڑکی کو گود لیا جاسکتا ہے جو ہندو ہو باقی اس استحقاق سے محروم ہیں۔

(ایچ) کیونکہ ہندوستان میں غیر ہندوؤں کو کسی بچے کو لینے کے لئے GAWA کا سہارا لینا پڑتا ہے لیکن دراصل یہ رشتہ محض گارجین اور وارڈ کا ہوتا ہے اس کے جو اثرات مرتب ہوتے ہیں ان کا ذکر پیراگراف نمبر ڈی میں کیا گیا ہے

(آئی) کیونکہ ان بچوں کے لئے واحد راستہ یہ رہ جاتا ہے کہ انہیں غیر ملک میں لے جاکر گود لیا جائے جیسا کہ CARA کی ہدایات میں مندرج ہے کہ اگر ملک میں دو سال کے اندر اڈاپشن کے لئے مناسب افراد نہ ملیں تو اس بچہ کو کسی تسلیم شدہ ہندوستانی تحویل ایجنسی کو دے دیا جائے گا تاکہ غیر ملک میں اڈاپشن کے لئے کوشش کی جائے یہ اڈاپشن کسی ایسے خاندان میں بھی ہوسکتا ہے جو مذہب تہذیب قومیت اور نسل میں بھی اس بچے سے مختلف ہو یہ اس قیمت پر ہوتا ہے کہ خود اس ملک میں صرف مذہب کا فرق ہوتا ہے جبکہ نسل قومیت اور کلچر میں عموماً کوئی فرق نہیں ہوتا۔

(جے) کیونکہ CARA کی تازہ ترین ہدایات میں اس پر بے حد زور دیا گیا ہے کہ ایک بے خاندان بچے کے لئے سب سے بہتر بات یہ ہے کہ اسے ملک میں کسی ایسے خاندان سے وابستہ کیا جائے جو سماجی اور تہذیبی اعتبار سے اس کے ہم آہنگ ہو ہدایات (گائڈلائن) میں کہا گیا ہے کہ ہر بچے کا یہ حق ہے کہ اسے اس کے ملک میں کسی ایسے خاندان کے ساتھ وابستہ کرنے پر غور کیا جائے جو اس کے اپنے قومی اور تہذیبی پس منظر سے تعلق رکھتا ہو بین الملکی اڈاپشن صرف اسی صورت میں اختیار کیا جائے جبکہ مذکورہ بالا اختیار (اڈاپشن) ممکن نہ ہو۔

(کے) کیونکہ جے جے ایکٹ کی دفعہ ۴۱ اپنی متعدد خامیوں کے سبب عملی طور پر غیر ہندوؤں کے اڈاپشن کیسوں میں نافذ نہیں ہوسکی اور خاص طور پر

جے جے بی کو دفعہ ۴۱ اور دفعہ ۴۲ کے تحت جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا یہ اختیار نہیں دیا گیا کہ وہ بچوں کو اڈاپشن کے لئے دے سکیں اس لئے آج بھی صورت حال ویسی ہی ہے۔

(ایل) کیونکہ قانون میں صرف ایک دفعہ ہے جو قانونی الجھنوں کا شکار نو عمر بچوں اور نگہداشت و تحفظ کے طالب بچوں سے متعلق ہے اور اس میں اڈاپشن کے لئے مزید رہنما خطوط (ہدایات) یا ضوابط نہیں ہیں اس لئے قانون میں متعدد خلا ہیں جو اس کے صحیح اور موثر نفاذ میں حائل ہوتے ہیں لہٰذا آنریبل کورٹ کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایسی ہدایات مرتب کرے جن کا اس قانون پر بھی اطلاق ہوتا ہو تاکہ اس میں موجود خلا اور خامیوں کو دور کیا جا سکے۔

(ایم) کیونکہ ایسے بچوں کو جو ملک کے اندر گود لئے جانے اور خاندان سے منسلک ہونے کے حق کا انکار جو کہ محض مذہب کی بنیاد پر ہے اور یہ غیر یکساں سلوک کو ظاہر کرتا ہے لہٰذا یہ غیر انصافی پر مبنی ہے اور بین الاقوامی قانونی دستاویزات کی دفعات سے مطابقت نہیں رکھتا۔ اس قسم کا انکار دستور ہند کے آرٹیکل ۱۴ کے معیار پر پورا نہیں اترتا جس میں قانون کی نگاہ میں سب کو برابری اور قانونی تحفظ کی گارنٹی دی گئی ہے۔

(این) اڈاپشن قانون کی جو صورت حال اوپر بیان کی گئی ہے اور جو غیر مساوی اور غیر یقینی ہے اور جس کے نتیجہ میں ہندوستان کے لاکھوں غیر ہندو بچے جو گود لئے جانے اور کسی خاندان سے مکمل طور پر منسلک ہونے کے طالب اور مستحق ہیں انہیں زندگی اور مساوات کے اس بنیادی حق سے محروم کرتا ہے جو آرٹیکل ۲۱ اور ۱۴ کے تحت انہیں حاصل ہیں اور جن کے تحت منجملہ دیگر باتوں کے انہیں ایک نام، گھر اور خاندان کا بھی حق دیتا ہے۔

(او) کیونکہ سی آر اے (CRA) کی تازہ ہدایات میں جو وزارت بہبود کی جانب سے ۱۹۹۵ میں جاری کی گئیں اور ہندوستان میں بچوں کو گود لینے کے بارے میں ہیں ان میں کہا گیا ہے کہ:

''یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ بچے کی متوازن جذباتی جسمانی اور ذہنی نشو و نما بہتر طور پر اس کے خاندان میں ہی ہو سکتی ہے اور جہاں خاندان نہ ہو وہاں خاندان جیسے ہی ماحول میں یہ ممکن ہے۔ جو بچے یتیم لاوارث بے سہارا محروم اور استحصال کا شکار ہیں ان کی نگہداشت اور تحفظ کی اولین ذمہ داری خاندان، فرقہ اور پورے سماج پر عائد ہوتی ہے بہر حال بہت سے روایتی ادارے مثلاً خاندان میں اس وقت مدنیت، صنعت کاری اور ترقی کے عمومی عمل کے سبب افقی اور عمودی دونوں قسم کی سماجی تبدیلیاں واقع ہو رہی ہیں اس لئے بچہ کو خاندان کی سرپرستی حاصل نہیں ہوتی۔ اس لئے فرقہ سماج اور ریاست پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ بے سہارا و مفلس بچوں کو ادارہ جاتی یا غیر ادارہ جاتی تحفظ فراہم کرے۔ حکومت ہند کی رائے میں اڈاپشن غیر ادارہ جاتی تحفظ فراہم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے جس سے بچوں کی باز آباد کاری ہو سکتی ہے۔

(پی) کیونکہ آنریبل کورٹ نے اپنے متعدد فیصلوں میں اس قانون کو واضح کر دیا ہے کہ زندگی کے بنیادی حق میں یہ بھی شامل ہے کہ زندہ رہنے کا حقیقی لطف اٹھایا جائے اور یقیناً اس میں ایک بچہ کو خاندان میں پرورش پانے کا حق بھی شامل ہے۔

(کیو) کیونکہ بندھوا مکتی مورچہ بنام یونین آف انڈیا (Sec-161-1984-3) میں عدالت عظمیٰ نے بندھوا مزدوروں کی جانب سے عوامی مفاد کی تنظیموں کی عرضداشت پر غور کرتے ہوئے اور ریلیف (راحت) کا حکم جاری کرتے ہوئے مندرجہ ذیل مشاہدات درج کئے:

''انسانی وقار کے ساتھ زندہ رہنے کا حق جو استحصال سے پاک ہو جیسا کہ آرٹیکل ۲۱ میں مندرج ہے یہ اپنی قوت حیات ریاست کی پالیسی کی رہنما ہدایات سے حاصل کرتا ہے خاص طور پر آرٹیکل ۳۹ کی کلاز (ای) اور (ا) اور آرٹیکل ۴۱ اور ۴۲۔ لہٰذا اس میں مزدوروں (عورت/مرد) کی صحت و قوت کے تحفظ کو بھی شامل کیا جانا چاہئے اور چھوٹی عمر کے بچوں کو استحصال سے بچانا بھی۔ بچوں کو صحت مند طریقے پر پروان چڑھنے۔ آزادی اور وقار کے ماحول میں تعلیمی سہولیات

منصفانہ اور انسانیت کے ماحول میں کام کرنے اور ذہنی ارتقاء و راحت کی آسانیاں فراہم کی جانی چاہئیں۔ یہ وہ کم سے کم مطلوبات ہیں جو کسی شخص کو انسانی وقار کے ساتھ زندہ رہنے کے لئے فراہم کی جانی چاہئیں اور مرکزی یا ریاستی سرکار میں سے کسی کو بھی یہ حق نہیں ہے کہ وہ کوئی ایسی کارروائی کرے جو کسی شخص کو ان بنیادی اور لازمی سہولیات سے محروم کردے۔''

(آر) کیونکہ ۱۹۹۹ء میں آنیریبل کیرالہ ہائی کورٹ نے فلپس الفرید، یونین بنام وائی جے گونزلویز کے مقدمے میں جو فیصلہ دیا اس میں آنیریبل کورٹ نے لکھا کسی جوڑے کو کوئی بچہ گود لینے کا حق ایک دستوری حق ہے جس کی آرٹیکل ۲۱ کے تحت ضمانت دی گئی ہے۔ مسئلہ زیر بحث یہ تھا آیا کسی عیسائی جوڑے کے ذریعہ کسی بچہ کو گود لیا جانا درست ہے۔ اس پر آنریبل کورٹ نے فیصلہ دیا کہ محض اس بنیاد پر کہ کوئی ایسا قانون موجود نہیں ہے جو ایک عیسائی جوڑے کو گود لینے کا اختیار دیتا ہو، یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس جوڑے نے جس بچہ کو گود لیا ہے وہ ناجائز اور غلط ہے۔

(ایس) کیونکہ ۲۰۰۰ء میں بمبئی ہائی کورٹ کو بھی میتھیو تھیوڈی سوزا Bom CR 242 (۲) ۲۰۰۰ ڈی ایم سی ۲۹۲ کے مقدمہ میں ایسی صورت حال سے دوچار ہونا پڑا تھا جس میں عدالت نے عیسائی جوڑوں کے ذریعہ گود لئے جانے کے جواز پر تفصیل سے غور کیا اور یہ فیصلہ صادر کیا۔

کسی بھی یتیم بے سہارا لاوارث مفلس اور ایسے ہی دیگر بچے کی زندگی کے بنیادی حقوق میں یہ بھی شامل ہے کہ خواہشمند والد/ والدین اسے گود لے لیں اور اسے ایک گھر مل جائے ایک نام اور ایک قومیت حاصل ہو جائے لہٰذا گود لینے کا حق ایک قابل نفاذ شہری قانون ہے جس پر کوئی عدالت فیصلہ دے سکتی ہے۔

(ٹی) کیونکہ ہندوستان نے ایسے متعدد بین الاقوامی معاہدوں پر دستخط کئے ہیں جو خاندان کے حق اور گود لینے کے حق کو بنیادی قرار دیئے جانے کے متعلق ہیں اور ہندوستان ان معاہدوں کا پابند ہے خاص طور پر

اے۔ بچوں کے حقوق سے متعلق کنونشن

بی۔ شہری اور سیاسی حقوق کے بارے میں بین الاقوامی معاہدہ (آئی سی سی پی آر) (آئی سی ای ایس سی آر)

سی۔ اقتصادی سماجی اور تہذیبی حقوق پر معاہدہ

ڈی۔ بچوں کے تحفظ اور بہبودی اور مشفقانہ پیشکش برائے اڈاپشن کے واقعی اور بین الاقوامی سطح پر خصوصی حوالہ کے ساتھ۔ مسودہ اعلامیہ قانونی اور سماجی اصولوں کی بابت ۱۹۷۸ء

ای۔ بچوں کو قانونی سماجی تحفظ دینے اور قومی و بین الاقوامی سطح پر اڈاپشن کے لئے مشفقانہ پیشکش کے خصوصی حوالہ کے ساتھ ان اصولوں کی بابت اعلامیہ ۱۹۸۶

(یو) یہ کہ عدالت عظمیٰ نے اپنے متعدد فیصلوں میں اس مسئلہ کو مکمل طور پر شک و شبہ سے بالاتر کر دیا ہے کہ ان بین الاقوامی معاہدوں کے سلسلے میں جن پر ہندوستان دستخط کرنے والے ممالک میں سے ایک ہے باب III کے تحت بنیادی حق کا ایک حصہ بنتا ہے تو خواہ اس پر کوئی میونسپل لاء موجود نہ ہو یا وہ میونسپل قانون سے متصادم نہ ہوں تو ان حقوق کو ملکی عدالتوں میں نافذ کیا جا سکتا ہے۔ درحقیقت اسی موضوع پر ایک مقدمہ بعنوان حولی جارج ورغیز بنام اسٹیٹ بینک آف انڈیا کوچین (اے آئی آر ۱۹۸۰ ایس سی ۴۷۰) میں جسٹس کرشنا ایر نے عدالت عظمیٰ کی طرف سے بولتے ہوئے حقوق انسانی پر بین الاقوامی ڈیکلیریشن کا حوالہ دیا اور کہا کہ چونکہ ہندوستان اس ڈکلیریشن پر دستخط کرنے والے ممالک میں سے ہے اس لئے کسی انسان کو اس کی زندگی اور آزادی سے محروم نہیں کیا جا سکتا خواہ اس قسم کا کوئی شہری قانون بھی موجود ہو جو اس کی اجازت دیتا ہو۔ اس ڈکلیریشن کو شہری قانون کے طور پر پڑھا جانا چاہئے اور ملکی عدالتوں کو اس کا نفاذ کرنا چاہئے۔

(وی) مقدمہ بعنوان گراموفون کمپنی آف انڈیا بنام بندرا بہادر پانڈے و دیگر (اے آئی آر ۱۹۸۴ ایس سی ۶۶۷) میں عدالت نے دو سوال اٹھائے (۱) یا کوئی بین الاقوامی اپنے طور پر کسی شہری قانون کے بغیر ملک میں نافذ ہو سکتا ہے۔ (۲) اور اگر ایسا ہو تو کیا کسی تنازعہ کی صورت میں یہ قانون شہری قانون پر حاوی ہو سکتا ہے۔ عدالت عظمیٰ نے مختلف بین الاقوامی معاہدوں پر انحصار کرتے ہوئے نیز دیگر ملکی عدالتوں کے توسیع کردہ قوانین کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان سوالوں کا مندرجہ ذیل جواب دیا:

''اس میں کوئی تنازعہ نہیں کہ قومیں بین الاقوامی برادری سے ہم آہنگ ہوں اور شہری قوانین بین الاقوامی قوانین کا احترام کریں۔ جیسا کہ اقوام بین الاقوامی رائے کا احترام کرتی ہیں۔ قوموں کی برادری چاہتی ہے کہ بین الاقوامی قانون کے ضوابط کو شہری قانون کے ساتھ مربوط کیا جائے خواہ اس کے لئے واضح قانون سازی کی حمایت ومنظوری نہ ہو بشرطیکہ وہ پارلیمنٹ کے ایکٹ سے متصادم نہ ہوں اس کے بعد عدالت عظمٰی نے مندرجہ ذیل مشاہدہ درج کیا''۔

شامل کرنے (ان کارپوریشن) کا نظریہ اسے بھی تسلیم کرتا ہے کہ بین الاقوامی قوانین کو ملکی قوانین میں شامل کیا جائے اور انہیں قومی قوانین کا حصہ ہی سمجھا جائے بشرطیکہ وہ پارلیمنٹ کے قانون سے متصادم نہ ہوتے ہوں۔ تصادم کی صورت میں شہری (ملکی) قوانین کو ہی برتری حاصل رہے گی۔ اگر پارلیمنٹ کسی بین الاقوامی قانون کو رد کرتی ہے تو ملکی عدالتیں اس کے مطابق فیصلے نہیں دے سکتیں۔ قومی عدالتیں بین الاقوامی قانون کو منظور کریں گی لیکن ایسی صورت میں نہیں جبکہ یہ ملکی قوانین سے ٹکراتے ہوں ملکی عدالتیں قومی ریاست کے اعضاء ہیں بین الاقوامی قانون کا جز و نہیں ہیں، لہٰذا جہاں بین الاقوامی قوانین ملکی قانون سے متصادم ہوں وہاں انہیں لازماً ملکی قوانین کا ہی اطلاق کرنا چاہئے۔ تاہم عدالتیں مناسب حدود کے تحت اس بات کی پابند ہیں کہ وہ شہری قوانین کی ایسی تشریح کریں جو عالمی قوانین سے متصادم نہ ہوں یا جو باضابطہ نافذ العمل بین الاقوامی قوانین کے برخلاف نہ ہوں لیکن اگر یہ تصادم ناگزیر ہے تو بین الاقوامی قانون کو ہی جھکنا پڑے گا۔

(ڈبلیو) کیونکہ مقدمہ بعنوان پیپلز یونین فار سول لبرٹیز (شہری آزادیوں کے لئے عوامی انجمن) بنام یونین آف انڈیا (۱۹۵۷- (۳) ایس سی سی -۴۳۳) میں یہ سوال ایک بار پھر عدالت عظمٰی کے سامنے آیا یہ معاملہ عدالت عظمٰی کے روبرو ایک پٹیشن (استغاثہ) کی صورت میں ایک معاملے میں سامنے آیا جسے فرضی مڈبھیڑ کہا گیا تھا دوبارہ اٹھایا جانا سوال یہ تھا کہ وہ بین الاقوامی معاہدے جن میں ہندوستان ایک فریق ہے کیا انہیں نافذ کیا جا سکتا ہے یا ان پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے عدالت کا مشاہدہ یہ تھا کہ نیلا بائی بھیرا بنام ریاست اڑیسہ کے مقدمہ (۲) ایس سی ۷۴۶۱ کہ آرٹیکل ۳۲ کے تحت سپریم کورٹ اور آرٹیکل ۲۲۶ کے تحت ہائی کورٹ کی جانب سے کسی مقدمہ میں معاوضہ کی ادائیگی کا حکم عوامی قانون میں اس کا مدا ہے جو بنیادی حقوق کی خلاف ورزی سے متعلق ہو عدالت نے یہ سوال بھی اٹھایا کہ آیا نیلا بائی (سپرا) کیس میں بین الاقوامی معاہدہ برائے شہری آزادی کے آرٹیکل ۹ (۵) پر انحصار کیا جا سکتا ہے۔ آسٹریلیائی ہائی کورٹ کے ایک مقدمہ وزیر برائے مہاجرت (امیگریشن) ونسلی امور بنام تیوح (۶۹/۱۹۹۵ آسٹریلیا ایل جے ۴۲۳) کے ایک فیصلہ پر مفصل بحث کرتے ہوئے عدالت نے سوال کا جواب اس طرح دیا:

حالیہ طور پر یہ کہنا کافی ہوگا کہ ان معاہدوں کی دفعات جو بنیادی حقوق کی صراحت کرتے ہیں اور ان کے حق میں جاتے ہیں جن کی ہمارے دستور میں ضمانت دی گئی ہے تو یقیناً ملکی عدالتیں ان پر انحصار کر سکتی ہیں کیونکہ بنیادی حقوق کے تمام پہلو اس طرح قابل نفاذ ہوتے ہیں۔

(ایکس) مقدمہ بعنوان وشاکھا ودیگر بنام ریاست راجستھان ودیگر (اے آئی آر ۱۹۹۷ ایس سی ۳۰۱۱) میں کام کرنے کے مقامات پر خواتین کو جنسی طور پر ہراساں کرنے کا سوال تھا عدالت کے سامنے مسئلہ یہ تھا کہ اس قسم کے جرائم کے لئے کوئی مخصوص قانون نہ ہونے کی صورت میں قانون میں صورت حال کیا ہوگی اس مقدمہ میں آرٹیکل ۳۲ کے تحت اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے سپریم کورٹ نے قانون سازی کے خلا کو اس طرح پر کیا کہ رہنما خطوط (ہدایات) جاری کیں اور یہ بھی ہدایت دی کہ انہیں بطور قانون تصور کیا جائے جو آرٹیکل ۱۴۱ کے تحت بیان کئے گئے ہیں۔ شہری قانون نہ ہونے پر عدالت نے حسب ذیل مشاہدہ درج کیا۔

کارکن خواتین کو ان کے کام کرنے کے مقامات پر جنسی طور پر ہراساں کرنے کے جرم کے خلاف کوئی شہری قانون نہ ہونے کی صورت میں بین الاقوامی معاہدے (قانون) زیادہ مساوات اور عزت ووقار کے ساتھ کام کرنے کی جو ضمانت دستور کے آرٹیکل ۱۴، ۱۵، ۱۹ (۱) ۱۹ اور ۲۱ میں دی گئی ہے اور جنسی طور پر ہراساں کئے جانے کے خلاف جو تحفظ ہے ان کی تشریح اس قسم کے جرائم کو روکنے کے مقصد کے لئے اہم ہے۔ بین الاقوامی معاہدہ جو بنیادی حقوق سے غیر مطابق نہ ہو اور اس کی اسپرٹ سے ہم آہنگ

ہوا سے ان کی دفعات کے ساتھ پڑھا جانا چاہئے تا کہ اس کے متن اور معنی کو وسعت دی جائے تا کہ دستوری ضمانت کو فروغ حاصل ہو یہ آرٹیکل ۵۱ (سی) میں مضمر ہے اور پارلیمنٹ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ آرٹیکل ۲۵۳ جیسے دستور کے اندراج ۱۴ جو کہ ساتویں شیڈول کی یونین لسٹ میں شامل ہے (کے ساتھ پڑھا جائے) کے تحت بین الاقوامی معاہدوں اور معیارات کے نفاذ کے لئے قانون بنائے۔ آرٹیکل ۷۳ کی بھی معنویت ہے اس کے تحت درج ہے کہ یونین کے انتظامی اختیارات ان امور تک وسیع ہوں گے جن کی بابت پارلیمنٹ کو قانون بنانے کا اختیار حاصل ہے لہٰذا جب تک اس برائی کو روکنے کے مؤثر اقدامات کے لئے پارلیمنٹ قانون بنائے یونین کو ایسے انتظامی اختیارات حاصل ہیں جس سے اس برائی کا سد باب کیا جا سکے۔ اس کے بعد عدالت نے درج ذیل مزید مشاہدہ کا اندراج کیا

ملکی قوانین کی عدم موجودگی میں بین الاقوامی معاہدوں کو جبکہ ان میں کوئی عدم مطابقت نہ ہو اسی کے ساتھ پڑھا جانا چاہئے ایسا عدالتی معیار کا یہ تسلیم شدہ موقف ہے کہ جہاں ملکی قانون موجود نہ ہو وہاں بین الاقوامی معاہدہ اور معیار کا لحاظ کیا جانا چاہئے بشرطیکہ اس میں غیر مطابقت نہ ہو۔

عدالت عظمیٰ نے یہ ہی کیا کہ اسے بین الاقوامی معاہدہ اور معیار کو بنیادی حقوق کے طور پر تسلیم کیوں نہ کیا جائے جن کی دستور ہند میں پوری طرح ضمانت دی گئی ہے جس میں ہر شعبہ کار میں مرد و عورت کے لئے یکساں حقوق کی ضمانت بھی شامل ہے۔ اس کے بعد عدالت نے کچھ ہدایات جاری کیں تا کہ جو کچھ انہوں نے کہا ہے سے مؤثر طور پر نافذ کیا جائے۔

مقدمہ بعنوان گیتا ہرتھارن بنام ریزرو بینک آف انڈیا (۲۰۰۰ (۱) ہوم سی آر ۱۲۵ ایس سی اے آئی آر ۱۹۹۱ ایس سی ۱۱۴۹) میں عدالت عظمیٰ نے لکھا کہ خواتین کے خلاف ہر قسم کی تفریق ختم کرنے کی بابت کنونشن ۱۹۷۹ (سی ای وی اے ڈبلیو) کی ہدایات اور بیجنگ کا اعلامیہ جس میں تمام ریاستوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ عورتوں کے خلاف ہر قسم کے امتیاز کو ختم کریں بالکل واضح ہیں۔

(زیڈ) کیونکہ ان متعدد فیصلوں سے یہ واضح ہے کہ جب دستور ہند میں دئے گئے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہوتی ہو اور جب ایسے بین الاقوامی معاہدات موجود ہیں جن پر ہندوستان نے بھی دستخط کئے ہیں اور جو مواد فراہم کر سکتے ہیں جبکہ اس بارے میں کوئی شہری قانون موجود نہ ہو یا جبکہ اس شہری قانون سے یہ بین الاقوامی معیار اور معاہدے متصادم نہ ہوتے ہوں تو انہیں ان قوانین کے ساتھ پڑھا جانا چاہئے تا کہ دستور میں دی گئی واضح ضمانتوں کو نافذ کیا جا سکے۔

(اے اے) فروری ۱۹۸۴ء میں لکشمی کانت پانڈے کی طرف سے عدالت سے استدعا کئے جانے پر کہ ایسے رہنما خطوط (ہدایات) جاری کئے جائیں جن سے غیر ملکیوں کو اڈاپشن پر روک لگائی جائے تا کہ غیر ملکیوں کو دئے گئے بچوں کے جنسی و جسمانی استحصال کو روکا جا سکے اس سلسلے میں کوئی قانون نہ ہونے کی صورت میں اس معزز عدالت نے وقتاً فوقتاً متعدد ہدایات جاری کیں۔ ان میں سے پہلی لکشمی کانت پانڈے بنام حکومت ہند (۱۸۸۴ (۲) ایس سی سی ۲۴۴) ہے جس میں بین الملکی اڈاپشن کے سلسلے میں زیر عمل لائی جانے والی مبسوط ہدایات ہیں ان ہدایات میں وقتاً فوقتاً ترامیم کی جاتی رہی ہیں خاص طور پر ۱۹۸۵، ۱۹۹۱ اور ۱۹۹۵ میں یہ ترامیم کی گئیں اور گود لئے جانے والے بچوں کی بہبود کو ذہن میں رکھتے ہوئے ان میں اس کے بعد بھی ترامیم کی جاتی رہی ہیں۔

(بی بی) بعد کو رسالہ متعلق بیا ڈاپشن ہر چند کہ اڈاپشن کے اصول اور طریقہ کار پر ایک گائیڈ بک ہے (جو انڈین ایسوی ایشن برائے فروغ اڈاپشن نے شائع کی ہے) اس پوزیشن کی وضاحت کرتے ہوئے آنریبل جسٹس پی این بھگوتی سابق چیف جسٹس آف انڈیا نے لکشمی کانت پانڈے کے مقدمہ میں فیصلہ پر بنچ کی طرف سے بولتے ہوئے کہا کہ بین الملکی اڈاپشن کی بابت جو ہدایات دی گئیں تھیں وہ دستور کی دفعہ ۲۱ کے تحت تھیں جو بچہ کی زندگی کے بنیادی حق سے متعلق ہیں۔ یہ طریق کار اور رہنما خطوط گویا عدالت کی طرف سے قانون سازی کی نوعیت کی تھیں اور یہ اس لئے کیا گیا کیونکہ گورنمنٹ اڈاپشن سے متعلق قانون بنانے سے پیچھے ہٹ رہی تھی اور عدالت کے لیے یہ ضروری تھا کہ وہ دستور کی دفعہ ۲۱ کے تحت بچوں کی زندگی کے بنیادی حقوق کے بارے میں مداخلت کرے۔

(سی سی) کیونکہ ۲۰ رنومبر ۱۹۵۹ء کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں گود لئے

گئے بچوں کے ڈیکلیریشن کے ابتدائیہ میں بیان کیا ہے کہ بچہ اپنی جسمانی اور ذہنی ناپختگی کے سبب خصوصی توجہ اور تحفظ کا محتاج ہوتا ہے اس میں ولادت سے پہلے اور بعد کو مناسب قانونی تحفظ بھی شامل ہے اور یہ کہ بنی نوع انسان کا یہ فرض ہے کہ وہ بچہ کو بہتر سے بہتر سہولت فراہم کرے اس کے بعد اس میں معتدل اصول مرتب کئے گئے ہیں جن سے مندرجہ ذیل ہمارے مقصد کے لئے اہم ہیں:

اصول۲۔ بچہ پر خصوصی توجہ مرکوز کی جائیگی اور اس کی جسمانی، ذہنی، اخلاقی، سماجی اور روحانی ارتقاء کے لئے جوصحت مندانہ اور مناسب طریقہ اور آزادی و وقار کے ماحول میں ہو قانونی اور دیگر ذرائع سے مواقع فراہم کئے جائیں گے۔ اس بارے میں قوانین مرتب کرتے ہوئے بچے کے مفاد کو اولین ترجیح دی جائے گی۔

اصول۳۔ بچہ کو پیدائش کے وقت سے نام اور قومیت کا حق حاصل ہوگا۔

اصول۶۔ بچہ کو اپنی شخصیت کے مکمل اور ہم آہنگ فروغ کے لئے شفقت اور اس کی شخصیت و ذات کو سمجھے جانے کی ضرورت ہوتی ہے بچہ جہاں تک ممکن ہو اپنے والدین کی توجہ اور ذمہ داری کے تحت عموماً شفقت اور اخلاقی اور معاشی تحفظ کے تحت جیتا ہے ایک بچہ کو بعض مخصوص حالات کے علاوہ اپنی ماں سے علیحدہ نہیں کیا جاسکتا یہ معاشرہ اور سرکاری افسران کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے بچوں کو جو خاندان سے بچھڑ گئے ہیں یا وسائل سے محروم ہیں پوری توجہ اور شفقت عطا کریں بہت زیادہ افراد پر مشتمل خاندان کے بچوں کی دیکھ بھال اخراجات و رمدد کی بھی ضرورت ہے۔

اصول۹۔ بچہ کو محرومی عدم توجہی، ظلم اور استحصال کی تمام صورتوں سے بچایا جائے گا اور کسی بھی شکل میں استحصال جنسی استحصال کا شکار نہیں ہونے دیا جائے گا۔

اصول۱۰۔ بچہ کو نسلی مذہبی اور کسی بھی قسم کے دیگر امتیاز تفریق سے بچایا جائے گا۔ اسے تفہیم تحمل، دوستی بین الاقوامی اخوت لوگوں کے درمیان یگانگت کے ماحول میں پرورش کا موقع دیا جائے گا تا کہ اس کی قوت اور جوہر اس کے ساتھی انسانوں کی خدمت کے لئے وقف ہوسکیں۔

(ڈی ڈی) کیونکہ شہری اور سیاسی حقوق کی بابت عالمی معاہدہ (آئی سی پی آر) جو ۲۵ مارچ ۷۶ کو نافذ العمل ہوا (اسی معاہدہ کے آرٹیکل ۴۹ کے مطابق) اور جس کی ہندوستان نے ۱۹۷۹ء میں توثیق کی۔ متعلقہ آرٹیکلز میں مندرجہ ذیل کہا گیا ہے۔ آرٹیکل ۲۳(۱) خاندان معاشرہ کی فطری اور بنیادی اکائی ہے اور معاشرہ اور ریاست کو اس کی حفاظت کرنی چاہیے۔

۲۔ وہ مرد اور خواتین جو شادی کی عمر کو پہنچ گئے ہیں ان کے شادی کرنے کے حق کو تسلیم کیا جائیگا آرٹیکل ۲۴(۱) ہر ایک بچہ کو بلا امتیاز رنگ و نسل مذہب و قومیت جنس زبان یا سماجی درجہ یا جائداد، یا پیدائش، ایسے تحفظ کا حق حاصل ہوگا جو اس کے نابالغ ہونے کے سبب مطلوب ہوں، یہ تحفظ اسے اس کے خاندان معاشرہ اور ریاست کی طرف سے فراہم کیا جائیگا۔

(ای ای) کیونکہ ۱۹۹۰ء میں ساٹھ ممالک کے بچوں کے حقوق کی بابت معاہدہ (CRC) پر دستخط کئے جو ۲ دسمبر ۱۹۹۰ء کو نافذ العمل ہوا۔ اس معاہدہ کے آرٹیکل ۴۹ کے مطابق اور جس کی توثیق ہندوستان نے ۱۱ جنوری ۱۹۹۲ کو کی دسمبر ۱۹۹۲ء کی CRC کے متعلقہ آرٹیکلز حسب ذیل ہیں۔

آرٹیکل ۲۰ (۱) وہ بچہ جو عارضی یا مستقل طور پر اپنے خاندان ماحول سے محروم ہو گیا ہو یا خاندان سے علیحدگی اس کے بہترین مفاد میں ہو تو وہ ریاست کی طرف سے خصوصی تحفظ اور مدد کا مستحق ہوگا۔

ریاستی پارٹیاں ایسے بچوں کو اپنے ملکی قوانین کے مطابق متبادل دیکھ بھال کا بندوبست کریں گے۔

یہ دیکھ بھال دیگر باتوں کے علاوہ مشفقانہ کھپت کے مواقع، اسلامی کفالت قانون، اڈاپشن یا اگر ممکن ہو تو کسی مناسب ادارے کی تحویل میں دینا جہاں بچوں کی نگہداشت کی جاتی ہو۔ مسئلہ کا حل تلاش کرتے وقت بچے کے مذہبی نسلی ثقافتی اور لسانی پس منظر کو پیش نظر رکھا جائے گا۔

(ایف ایف) بچوں کے تحفظ اور بہبود اور ملکی و بین الملکی اڈاپشن اور مشفقانہ حوالگی پر خصوصی توجہ کے ساتھ سے متعلق معاشرتی اور قانونی اصولوں کی بابت ڈرافٹ ۱۹۷۳ء جس میں ان معاشرتی اور قانونی اصولوں کو بیان کیا گیا ہے جو بین الملکی اڈاپشن کے لیے پیش نظر رکھے جائیں اس میں اس بات کی توجہ میسر نہ ہو یا پوری توجہ نہ مل سکے تو متبادل خاندان کی توجہ اور دیکھ بھال فراہم (آرٹیکل ۱۴) یہ کہ ہر بچہ کو خاندان کے ساتھ رہنے کا حق حاصل ہے

صرف وہی بچے جو اپنے حقیقی خاندان میں نہیں رہ سکتے انہیں کسی دوسرے خاندان میں رکھا جائے یا پھر گود لینے کے لئے کسی متعلقہ ادارے میں رکھا جائے یہاں تک کہ بچے کی خصوصی ضروریات کسی اچھے خاندان میں پوری ہوسکیں (آرٹیکل ۷)۔ یہ قانون اور دیگر متعلقہ تنظیموں کے ذریعہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ بچے کو جس خاندان میں گود لیا گیا ہے وہ اس خاندان میں پوری طرح کھپ جائے (آرٹیکل ۱۶)۔

(جی جی) یہ کہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے بچوں کے تحفظ اور توجہ پر جس میں ملکی اور بین الملکی حوالگی اور اڈاپشن پر خصوصی زور دیا گیا ہے ایک ڈیکلریشن پاس کیا جو ۳ر دسمبر ۱۹۸۶ء کو پاس ہوا۔ اس کے آرٹیکل ۱۳ میں کہا گیا ہے اڈاپشن کا اولین مقصد یہ ہے کہ ایسے بچے کو جسے والدین کی توجہ حاصل نہیں ہے اسے ایک مستقل خاندان سے وابستہ کردیا جائے۔

(ایچ ایچ) یہ کہ ہندوستان نے ۱۹۷۴ء میں بچوں سے متعلق قومی پالیسی کی منظوری دی اس میں کہا گیا کہ یہ ریاست کی ذمہ داری ہوگی کہ بچوں کو پیدائش سے اور بعد کو معقول خدمات فراہم کرے اور اس کے پروان چڑھنے کے دوران بھی تا کہ بچے کی مکمل جسمانی، ذہنی، اور سماجی اٹھان ہوسکے ریاست برابر ایسی سہولیات کا اہتمام کرتی رہے گی تا کہ ایک مناسب وقت تک ملک کے تمام بچے متوازن اٹھان کا زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکیں، ان مقاصد کے حصول کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے جائیں گے۔

XV۔ بچوں کے لئے منظم سروسز میں خاندانی تعلق کو مستحکم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ تا کہ خاندان، پڑوس اور معاشرتی ماحول میں بچے کی صلاحیتوں کو ابھرنے کا بھرپور موقع مل سکے۔

(آئی آئی) چونکہ حکومت ہند کے آرٹیکل نمبر ۲۵۴ اور ۵۱سی کے تحت اختیار حاصل ہے اس حقیقت کے پیش نظر کہ اس نے بین الاقوامی معاہدوں پر دستخط کئے ہیں۔ لہٰذا اسے ان امتیاز برتنے والے قوانین میں ترمیم کرنی چاہئے۔

(جے جے) چونکہ بنگلور اصول جو کہ ایک اعلیٰ سطحی عدالتی مذاکرہ بعنوان "بین الاقوامی حقوق انسانی کا داخلی طور پر اطلاق" جو ۱۹۸۸ء میں منعقد ہوا مندرجہ ذیل بطور ایک دستور تسلیم کیا گیا۔

(۴) متعدد ممالک میں جہاں قانونی سسٹم مشترک قانون پر مبنی ہے بین الاقوامی معاہدہ (قانون) ملکی عدالتوں میں براہ راست نافذ العمل نہیں ہیں جب تک کہ قانون سازی کے ذریعہ انہیں داخلی قوانین میں شامل نہ کرلیا جائے۔ بہر حال ایک ذہن یہ ابھر رہا ہے کہ ملکی عدالتیں ان بین الاقوامی قوانین معیار کو مقدمات فیصل کرنے وقت پیش نظر رکھتی ہیں جہاں اس بارے میں ملکی قانون غیر واضح ہے یا ناقص ہے۔

(۵) یہ رجحان بہر حال قابل ستائش ہے کیونکہ یہ حقوق انسانی اور آزادی کی عمومیت (عالمیت) اور آزاد عدلیہ کا اہم ترین کردار جو وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر کئے جانے والے متضاد دعووں کو قومی مفاد کے ساتھ ہم آہنگ کرنے میں ادا کرتی ہیں ظاہر کرتا ہے۔

(کے کے) کیونکہ آرٹیکل ۳۹ی (۱) جو دستور میں شامل کیا گیا (۴۲ ویں ترمیم) ایکٹ جو ۳ر جنوری ۱۹۷۷ء سے نافذ ہوا اس میں درج ہے

(۳۹) ریاست بطور خاص اس بات کا اہتمام کرے گی کہ (ا) بچوں کو مراعات اور مواقع فراہم کئے جائیں کہ وہ صحت مند اور آزادانہ اور باوقار طریقے پر پروان چڑھ سکیں اور یہ کہ بچپن اور جوانی کو اس طرح تحفظ دیا جائے کہ وہ استحصال اور ذہنی ومعاشی بے کسی کا شکار نہ ہوں۔

(ایل ایل) چونکہ دستور کے آرٹیکل ۷۳ اور ۱۶۲ کے تحت مرکزی اور ریاستی سرکار کے ایگزیکیٹو اختیار اس حد تک وسیع ہیں کہ مرکز اور ریاستی قانون ساز اسمبلیاں قانون وضع کرنے کا اختیار رکھتی ہیں۔

پارلیمنٹ اور اسمبلیوں کے قانون وضع کرنے تک مرکز اور ریاستوں کے پاس ایسے ایگزیکٹو اختیارات ہیں کہ وہ ان برائیوں کا سدباب کرسکتی ہیں۔

(ایم ایم) کیونکہ مدعا علیہ نمبر ۱ وزارت سماجی انصاف اور تفویض اختیارات حکومت ہند نے CARA میں ترمیم تبدیلی اضافہ وتنسیخ کے عمل کے اختیارات کو اپنے لئے محفوظ رکھا ہے اور نہ ایسی ہدایات جاری کی ہیں جو وقتاً فوقتاً ضروری سمجھی جاتی ہیں جیسا کہ باب تعارف اور ہدایات کا طریقہ کار کے تحت واضح کیا گیا ہے۔

(این این) چونکہ ہندوستان میں اڈاپشن قانون اور پالیسیاں کچھ اس طرح وضع کی گئی ہیں کہ وہ بچوں کے مفادات اور بچے جس میں اپنا بہترین مفاد سمجھتے ہیں ان کا بہت کم لحاظ رکھا گیا ہے درحقیقت بچوں کے احساسات کا

اس فیصلہ سازی میں بہت ہی کم خیال رکھا گیا ہے حالانکہ یہ فیصلہ ان پر اثر انداز ہوتا ہے لیکن اسے نظر انداز کر دیا گیا ہے مزید یہ کہ تحقیق سے جو اعداد و شمار سامنے آئے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ بچوں کو اڈاپشن کے لئے دیتے وقت بہترین والدین کے انتخاب کا خیال نہیں رکھا گیا بلکہ محض گود لینے والے والدین کے مطالبہ کو پیش نظر رکھا گیا جو ایجنسیوں کے ذریعہ پوری کی گئیں اس طرح اڈاپشن ایجنسیوں کا زور بچوں کے مفاد کو پیش نظر رکھنے پر نہیں تھا درحقیقت یہی وجہ ہے کہ اندرون ملک اڈاپشن کے بجائے بیرون ملک اڈاپشن پر زیادہ توجہ دی جا رہی ہے حالانکہ یہ بین الاقوامی قوانین کے منافی ہے۔

(او او) یہ کہ ایک خصوصی اڈاپشن میں جبر کی ایسی کوئی قوت نہیں ہوگی کہ وہ کسی غیر ہندو کو اپنے عقیدے کے برخلاف عمل کرنے پر مجبور کرے یہ محض ایک اختیاری، قانون سازی ہوگی اگر کوئی غیر ہندو یہ سمجھتا ہے کہ اڈاپشن اس کے مذہبی عقیدے کے خلاف ہے تو وہ آزاد ہوگا کہ اڈاپشن کو اختیار نہ کرے۔

(پی پی) کیونکہ ہندوستان میں ہزاروں ایسے غیر ہندو ہیں جو گود لینا چاہتے ہیں لیکن ان افراد کو چھوڑ کر جو GAWA کے تحت بچوں کو لے لیتے ہیں اکثر افراد ایسے ہیں جو اس اقدام سے پیچھے ہٹ جاتے ہیں کیونکہ قانون ان کے آڑے آتا ہے اور وہ کسی بچے کو محض وارڈ (نابالغ زیر کفالت بچہ) کے طور پر گھر لے جانا نہیں چاہتے۔

(کیو کیو) کیونکہ اس پٹیشن کے ذریعہ جس خصوصی ایکٹ کی استدعا کی گئی ہے وہ اسپیشل میرج ایکٹ ۱۹۵۴ کی مانند ہوگا جس کے اغراض و مقاصد کے بیان کے تحت مذکور ہے کہ یہ ایکٹ ایک مخصوص قسم کی شادی کے لئے وضع کیا گیا ہے اور جو ہندوستانی ہے بلا تفریق مذہب و عقیدہ اس کا فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

(آر آر) یہ کہ یہ ایکٹ دستور ہند کے آرٹیکل نمبر ۱۵۹ (۳) ۴۴، ۳۹ (۱) اور ۴۱ کے تحت وضع کیا جا سکتا ہے

(ایس ایس) ان دستوری اختیارات کے علاوہ جنہیں آنریبل کورٹ زیر عمل لاتی ہے دستور ہند کے آرٹیکل نمبر ۱۴۲ کے تحت عدالت کو ایسے اختیارات بھی حاصل ہیں جو نابالغ فرد کے بارے میں انصاف کو یقینی بناتے ہیں تا کہ وہ ان سے مکمل انصاف حاصل کر سکیں حکومت کے دو دیگر اداروں یعنی قانون سازیہ اور انتظامیہ کی ناکامی اس عدالت کے لئے یہ ممکن بناتی ہے کہ ان حقوق کا تحفظ کرے جو بچوں کے حقوق کی ضمانت دیتے ہیں بچوں کو زندگی کا حق اور ان کے دیگر حقوق بھی۔

(ٹی ٹی) کیونکہ عالمی طور پر اب یہ رجحان بڑھ رہا ہے کہ بچوں کو اپنے والدین کے پر شفقت و محبت ماحول اور دیکھ بھال کے سائے میں پروان چڑھنا چاہئے تا کہ وہ جسمانی ذہنی جذباتی طور پر بھی توانا اور باشعور بن کر ابھریں ان میں خود اعتمادی اور عزت نفس پیدا ہو۔ زندگی کا ایک متوازن نظریہ ہو اور انہیں اپنے اس کردار اور ذمہ داری کا پورا احساس اور شعور ہو جو قومی تعمیر کے عمل میں انہیں ادا کرنا ہے جس کے بغیر۔ قوم ترقی کر سکتی ہے اور یہ صحیح معنوں میں خوشحالی حاصل کر سکتی ہے ورنہ معاشرہ کا ایک بڑا حصہ ترقی کے عمل سے محروم رہ جائے گا۔

(یو یو) کیونکہ ہندوستان میں اس کا احساس دستور ہند کے آرٹیکل ۱۵ کی دفعہ (۳) میں منعکس ہوتا ہے جس میں ریاست کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ مجملہ دیگر باتوں کے بچوں کے لئے خصوصی بندوبست کرے۔ اور آرٹیکل ۲۴ کے تحت مذکور ہے کہ چودہ سال سے کم عمر کسی بچہ کو کام پر نہیں لگایا جائے گا اسے کسی فیکٹری یا کان کنی کے کام یا دیگر خطرناک کاموں کے لئے ملازم نہیں رکھا جائے گا۔ آرٹیکل ۳۹ کی کلاز نمبر (ای) اور (ایف) کے تحت مذکور ہے کہ ریاست دیگر امور کے ساتھ ایسی پالیسی بھی بنائے گی کہ چھوٹی عمر کے بچوں کا استحصال نہ ہو۔ یہ کہ شہریوں کو اقتصادی مجبوریوں کے تحت ایسا پیشہ اختیار نہ کرنا پڑے جو ان کی عمر اور طاقت سے مطابقت نہ رکھتا ہو اور بچوں کو صحت مند اور پر شفقت ماحول میں پروان چڑھنے کی آسانیاں فراہم کی جائیں اور اس بات کو یقینی جائے کہ بچے اور نو جوان کو استحصال اور معاشی و اخلاقی طور پر بے سہارا ہونے سے بچایا جائے دستور کی ان مندرجات سے واضح ہوتا ہے کہ ہمارے دستور مرتب کرنے والے اس ملک میں بچوں کے تحفظ اور دیکھ بھال کے سلسلے میں کس قدر فکر مند تھے۔

(وی وی) کیونکہ ان دستوری دفعات کی روشنی میں حکومت ہند نے بھی بچوں کی بہبود کے لئے ایک قومی پالیسی بنائی ہے اور بچے قوم کا ایک بے حد اہم

اثاثہ ہیں ہمارے قومی منصوبوں میں بچوں کے پروگراموں کونمایاں مقام دیاجانا چاہئے تا کہ انسانی وسائل کافروغ ہوتا کہ ہمارے بچے بڑے ہوکرتوانا شہری جسمانی اعتبار سےصحت مند ذہنی طور پر ہوشیاراور اخلاقی اعتبار سے صحت منداقدار کے حامل ہوں اوران صلاحیتوں اورمہارت سے آراستہ ہوں جوقوم کی تعمیر کے لئے ضروری ہیں۔تمام بچوں کو پروان چڑھنے کے یکساں مواقع فراہم کئے جانے چاہئیں اور یہ ہمارانصب العین ہونا چاہئے کیونکہ اس سے سماجی انصاف دلانے اورعدم یکسانیت کوختم کرنے کے مقصد میں بےحدمددملےگی۔

(ڈبلیوڈبلیو)ایم ایم کیونکہ حکومت ہند نےبھی ۲۰۰۳ میں بچوں سے متعلق ایک قومی چارٹر بنایا ہےجس میں ہر بچہ کےخاندان کےحق کوتسلیم کیا گیا ہے

خاندان کااستحکام (۱۱اے) ہر بچہ کوحق ہے کہ وہ اپنے خاندان کے ساتھ رہےاگرکوئی بچہ خاندان سےبچھڑ جائےتوسرکارکی یہ ترجیح ہوگی کہ اسے اس کے خاندان سے دوبارہ ملادیاجائےاگرحکومت کےنزدیک ایسا کرنا بچہ کے مفاد میں نہ ہوتووہ تمام بچہ کے جذبات واحساسات کالحاظ رکھتے ہوئے اس کے لئے متبادل انتظامات کرےگی۔

(بی)تمام بچوں کواپنے خاندان سے رابطہ رکھنےکاحق حاصل ہےخواہ وہ کسی سبب سے سرکاری حراست میں ہی کیوں نہ ہوں۔

(سی)حکومت ایسے اقدامات کرےگی کہ جن بچوں کاکوئی خاندان نہیں ہےانہیں یاتوترجیحی طور پر بین الملکی اڈاپشن کے لئے رکھاجائےیا پُرشفقت توجہ یا خاندان کے متبادل کسی اورخدمات کےادارے کےسپرد کردیا جائے۔

(ڈی) حکومت ایسے اقدامات کرےگی کہ ایسے مناسب ضوابط مرتب کئے جائیں جواس قسم کی خدمات کوبچوں کے بہترین مفادکومدنظر رکھتے ہوئےانجام دیں اورایسی ریگولیٹری تنظیم بنائی جائےجوان ضوابط کی سختی سے نافذ کئے جانے کی نگرانی کرے۔

(ای)تمام بچوں کواس کاحق حاصل ہوگا کہ وہ اپنے والدین یادیگر اعزاسےمل سکیں جوحراست میں ہوں۔

۴۶- عرضی گزار آنریبل کورٹ سے مستدعی ہے کہ اسے اوپر مذکورہ مندرجات میں اضافہ وترمیم وتبدیلی کی اجازت دی جائے۔اوراگرایسی ہدایت جاری کی جائےتوبعدکوایک اضافی حلف نامہ بھی داخل کرسکے۔

۴۶- یہ عرض ہے درخواست کنندہ پٹیشن کے پاس انصاف (راحت) حاصل کرنے کاکوئی اوروسیلہ اس آنریبل کورٹ کےعلاوہ نہیں ہے۔

۴۷- یہ بھی عرض ہے کہ درخواست گذار نےاس عرضداشت کےعلاوہ اسی عنوان پرکوئی پٹیشن اس عدالت یاکسی اور ہائی کورٹ میں دائرنہیں کی ہے۔

درخواست

مندرجہ بالا حالات حقائق کے مدنظر عدالت سے درخواست ہے کہ از راہ کرم:

(i) مدعا علیہ کے نام ایک عدالتی حکم یا ہدایت جاری کی جائے کہ وہ بلاتفریق مذہب وملت ہر بچہ کایہ حق تسلیم کرے کہ ہر بچہ کوگود لئے جانے کاحق حاصل ہے۔جیسا کہ دستور ہند کے آرٹیکل ۱۴ اور ۲۱ میں اور دیگر بین الاقوامی معاہدوں میں جن پر ہندوستان نےبھی دستخط کئے ہیں بچوں کویکساں حقوق ومراعات اورزندگی گذارنے کاحق حاصل ہے۔

(ii) یہ کہ وہ مدعا علیہ کوعدالتی حکم یا ہدایت جاری کرے کہ وہ ہرشخص کا یہ استحقاق تسلیم کرے کہ اسے کسی مذہبی امتیاز کےبغیرکسی بھی بچہ کوگود لینے کاحق حاصل ہے جیسا کہ دستور ہند کے آرٹیکل ۱۴ اور ۲۱ کے تحت مساوات اور زندگی گذارنے کاحق تسلیم کیا گیا ہے۔

(iii) عدالت ایسی اختیاری گائڈ لائنز (ہدایات) جاری کرے کہ ہرشخص بلا امتیاز جنس اور مذہب کسی بچہ کوگود لے سکے یا بچہ کسی کی گود میں جاسکےاورمدعا علیہ کے نام حکم یا ہدایت جاری کی جائے کہ ان اختیاری گائڈ لائنز (ہدایات) کے نفاذ پرسختی سےعمل درآمد کیا جائے۔

(iv) مدعلیہ کے نام حکم یا ہدایت جاری کیا جائے کہ ایک خصوصی اختیاری (آپشنل) قانون وضع کرے یا گائڈ لائنز جاری کرے کہ کوئی والدین کسی مذہب کے بچہ کوگود لےسکیں اوراس میں مذہب یا جنس کی کوئی تفریق نہ کی جائے اس طرح یہ قانون بچہ پرمرکوز اور جنسی امتیاز سے بالاتر ہوگا اور ہر مذہب کے والدین/بچوں کے لئے اختیاری ہوگا جس میں ہندو بھی شامل ہیں۔مدعاعلیہ اس قانون کے نفاذ کی تاکید کی جائے۔

(v) مدعا علیہ کوحکم یا ہدایت جاری کی جائے کہ وہ نوعمر بچوں کے لیے انصاف (بچوں کوتحفظ اورتوجہ فراہم کرنا) ایکٹ ۲۰۰۰ء کے تحت نوعمر بچوں کے لئے انصاف بورڈ (جے جے بی) کے اختیارات کے بارے میں وضاحت کرے۔ جسے ایکٹ کی دفعہ ۴۱ کے تحت یہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ ان گائیڈلائنز (ہدایات) یا قانون کے تحت جس کی اس کلاز ۲ اور ۳ پٹیشن میں درخواست کی گئی ہے کسی بچہ کوگود لئے جانے کی اجازت دیدے اور پورے ملک میں جے جے بی کا فرض ہوگا کہ وہ اس قانون/ہدایات کے تحت اسے نافذ کریں۔

(vi) مدعا علیہ کوحکم/ہدایت جاری کیا جائے کہ وہ ان عیسائیوں، مسلمانوں، پارسیوں اوریہودیوں کونیز ہندوؤں کوجنہوں نے ماضی میں گارجین اینڈ وارڈ ایکٹ ۱۹۹۰ کے تحت کسی بچہ کوبطور وارڈ گود لیا تھا اور جن کی حیثیت اس ایکٹ کے تحت گارجین کی ہے کیونکہ ان کے لئے گود لینے کا کوئی قانون نہیں تھا نیز ہندوؤں کے HAMA میں موجود بعض پابندیوں کے سبب گود لینے کا اختیار عطا کرے۔

(vii) یہ کہ وہ مدعا علیہ کوحکم/ہدایت جاری کرے کہ وہ ملک میں ہندوستانیوں کے ذریعہ بچوں کوگود لئے جانے کے لئے سرگرمی سے اقدامات کرے اور لوگوں کوبچوں کوگود لینے کی تعلیم وترغیب دی جائے اور بین الملکی اڈاپشن کے لئے اور بالخصوص ملک کے اندر اڈاپشن کے طریقہ کار کوآسان بنایا جائے

(viii) ایسے دیگر اور مزید احکامات جاری کرے جو اس کیس کے حالات و حقائق کے تناظر میں مناسب اور مبنی برانصاف سمجھے جائیں۔

اس عنایت ومہربانی کے لئے عرضی گذار (پٹیشنر) ہمیشہ دعا گو رہے گی

پیش کردہ

اپرنا بھٹ

ایڈوکیٹ برائے عرضی گذار

مرتب کردہ

شروتی پانڈے ایڈوکیٹ

۲۹/جولائی ۲۰۰۵ء کومسودہ مرتب کیا گیا

اور ۱۱/اگست ۲۰۰۵ء کودائر کیا گیا

بقیہ اجلاس عمومی چنئی میں منظور کردہ اہم تجاویز

اراضی پر بلیٹ پروف اسٹریکچر بنانے اور ایرکنڈیشن کرنے کی تجویز کوجلد از جلد واپس لے لےگی۔

تجویز (۷): ''آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ کا یہ اجلاس اس خبر پر بھی گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے کہ ریاستی حکومت بابری مسجد کے فاصلہ پر واقع مسلمانوں کے مکانات کو ایکوائر کرنے کی کوشش کررہی ہے۔ ایسی کوئی تجویز ملک اور دستور کے سیکولر کردار اور حق وانصاف کے تقاضوں کے خلاف ہے، یہ اجلاس ریاستی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ایسی کسی تجویز کو زیرغور نہ لائے اور مسلمانوں کی آبادی کو ایودھیا سے منتشر کرنے کی کوئی کوشش نہ کرے۔

تجویز (۸): آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ کا یہ اجلاس عمومی بابری مسجد کی شہادت سے متعلق C.B.I مقدمات کی سست رفتاری اور ۱۴/سال گذرنے کے باوجود زبانی شہادت کے اب تک عدم آغاز پر انتہائی افسوس اور گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے اس سست رفتاری کی ایک وجہ ریاست کے دو الگ الگ مقامات رائے بریلی اور لکھنؤ کی عدالتوں میں ایک ہی چارج شیٹ کے تحت مقدمات کا چلنا ہے۔ بورڈ یہ محسوس کرتا ہے کہ ان مقدمات کی جلد سماعت اور انفصال کی راہ میں موجود تمام رکاوٹوں کوجلد دور کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اس ضمن میں رائے بریلی میں چل رہے مقدمہ کرائم نمبر ۱۹۸ کو لکھنؤ C.B.I کورٹ منتقل کرنے کے بارے میں ریاستی حکومت کا رویہ صحیح نہیں ہے اور وزیراعلیٰ اترپردیش کا یہ موقف درست نہیں ہے کہ اس منتقلی کے لیے نوٹیفکیشن جاری کرنے میں کوئی قانونی رکاوٹ ہے، لہٰذا بورڈ حکومت اترپردیش سے ایک مرتبہ پھر یہ مطالبہ کرتا ہے کہ قانون اور انصاف کے تقاضوں کی خاطر نوٹیفکیشن جاری کرکے رائے بریلی عدالت میں زیر سماعت کرائم ۱۹۸ کو لکھنؤ C.B.I عدالت میں منتقل کرے تاکہ بابری مسجد کے انہدام کے ملزمین کے خلاف فوجداری قانون حرکت میں آئے اور یہ قانون کے مطابق سزا پاسکے۔''

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے انیسواں اجلاس عمومی چنئی میں

منظور کردہ اہم تجاویز

ترتیب: وقارالدین لطیفی ندوی

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا انیسواں اجلاس عمومی بمقام بیت الحجاج مدراس (چنئی) میں ۱۰ر تا ۱۲رجنوری ۲۰۰۷ء بحسن وخوبی انجام پایا۔

تجویز (۱): آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے اٹھارہویں اجلاس منعقدہ بھوپال بتاریخ ۳/اپریل ۲۰۰۵ء میں طے کیا گیا تھا کہ آئندہ اجلاس کے ایجنڈہ میں ارکان کی تعداد (۲۰۱) دوسو ایک سے بڑھاکر (۲۵۱) دوسو اکاون کرنے کے لئے دستور میں ترمیم کو شامل کیا جائے، اسی فیصلہ کے مطابق درج ذیل ترمیمات چنئی (مدراس) میں ۱۰ر تا ۱۲رجنوری ۲۰۰۷ء کو منعقدشدنی اجلاس میں غور ومنظوری کے لئے پیش کی جارہی ہیں۔

تجویز (۲): دستور کی دفعہ ۵-بورڈ کی تشکیل کی شق (الف) کی موجودہ عبارت حذف کرکے اس کی جگہ درج ذیل عبارت لکھی جائے۔

الف۔ یہ بورڈ ہندوستانی مسلمانوں کے جملہ فقہی مسلکوں، گروہوں اور فرقوں کے، دوسو اکیاون (۲۵۱) ممبروں پر مشتمل ہوگا، لیکن اگر کسی وقت کوئی نشست یا کچھ نشستیں کسی وجہ خالی ہوں تو بورڈ کی کارکردگی پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔

تجویز (۳): دستور کی دفعہ ۵ کی شق (ج) کے آخری جملہ میں خواتین کی تعداد پچیس سے بڑھاکر تیس کردی جائے۔ اب یہ جملہ اس طرح ہوگا۔

"................نیز بورڈ میں کم از کم تیس خواتین شامل کی جائیں گی۔

تجویز (۴): چونکہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ کے تحت رجسٹریشن عمل میں آچکا ہے۔ اس لئے دستور کی دفعات کی تقسیم وترتیب کو اردو میں رجسٹریشن کے قانون کے مطابق کرنا اور اسی اعتبار سے شائع کرنا ضروری ہوگیا ہے۔ اس لئے یہ اجلاس جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کو اس کا مجاز گردانتا ہے کہ وہ

(الف) قانون رجسٹریشن کے مطابق دستور کے دفعات کو مرتب کروائیں۔

(ب) رجسٹریشن کے قانون کی شرائط کی تکمیل کے لئے آڈٹ، تحلیل، سالانہ فہرست اور رجسٹریشن کے قانون کے اطلاق سے متعلق جو دفعات قواعد وضوابط شامل کی گئی ہیں، ان کو بھی شامل کرکے دستور کو جلد از جلد شائع کروائیں۔

تجویز (۵): "آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے انیسویں اجلاس کا یہ احساس ہے کہ دارالقضاء کے قیام، ان کے نظام، ان کے طریقہ کار اور ان کی مرافعہ کے بابت قواعد وضوابط مرتب کرنا ضروری ہے۔ اس کے لیے موجودہ دارالقضاء کے ضوابط سے مدد لی جائے اور ملکی قوانین کو بھی مدنظر رکھا جائے۔

یہ اجلاس مجلس عاملہ کو مجاز کرتا ہے کہ وہ دارالقضاء کے قواعد وضوابط کا مسودہ تیار کرنے کے لیے ایک سب کمیٹی کی تشکیل کرے۔"

تجویز (۶): آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا یہ اجلاس بابری مسجد سے متعلق حقیت کے مقدمات کی پیش رفت پر اپنے اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے اس توقع کا اظہار کرتا ہے کہ سپریم کورٹ کے حکم کے مطابق حکومت اور تمام فریقین مقدمات کے آخری فیصلہ تک بابری مسجد اور اس سے ملحقہ اراضی کو جوں کی توں صورت حال برقرار رکھیں گے اور ریاستی حکومت متنازعہ

بقیہ صفحہ ۸۳ پر

کارروائی مجلس عاملہ بورڈ
منعقدہ ۲۲؍اپریل ۲۰۰۷ کی مختصر رپورٹ

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی مجلس عاملہ کا اجلاس ۲۲؍اپریل ۲۰۰۷ء روز اتوار زیر صدارت، صدر بورڈ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب بمقام انڈیا اسلامک کلچرل سنٹر لودھی روڈ، نئی دہلی میں منعقد ہوا۔

اجلاس کا آغاز حضرت مولانا مفتی محمد برہان الدین سنبھلی صاحب کی قرأت کلام پاک سے ہوا۔ اجلاس نے سابقہ کارروائی کی توثیق کی، اس کے بعد اجلاس کو نائب صدر حضرت مولانا سید شاہ محمد الحسینی صاحب کے انتقال پر ملال کی اطلاع دی گئی، اجلاس نے اپنے دلی صدمے اور رنج والم کا اظہار تعزیت کے ذریعہ کیا۔ تجویز تعزیت کے بعد عاملہ میں حسب ذیل اہم باتیں طے پائیں:

۱- جسٹس شاہ محمد قادری صاحب حیدرآباد سے مجموعہ قوانین اسلامی کا از سرنو ترجمہ کرایا جائے اور ان کو ہر ممکن سہولت دی جائے۔

۲- مجموعہ قوانین اسلامی میں دیگر فقہی مسالک (سلفی، جعفری، شافعی) کے اختلاف کو بھی ان کے علماء سے لکھوا کر حاشیہ میں درج کیا جائے، اس سلسلہ میں مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب کو مختلف مسالک کے علماء سے رابطہ کی ذمہ داری تفویض کی گئی۔

۳- 50 میقاتی ارکان کے اضافہ وانتخاب کے لئے جناب محمد عبد الرحیم قریشی اسسٹنٹ جنرل سکریٹری کی مرتب کردہ تجاویز پر مشتمل تحریر کے ساتھ ارکان اساسی کو جنرل سکریٹری کی جانب سے خط بھیجا جائے کہ وہ ناموں کی تحریری سفارش بھیجیں۔

۴- اجودھیا میں مسلمانوں کے مکانات اکوائر کرنا دستور کے سیکولر کردار کے منافی اور انصاف کے تقاضوں کے خلاف ہے، مسلمانان ہند ہندوستان کے شہری ہونے کے ناطے ملک کے کسی بھی حصے اور کسی بھی علاقے میں رہائش وسکونت اختیار کرسکتے ہیں اور ان کو اس سے روکنا دستور کی خلاف ورزی ہوگی۔

۵- وقف ایکٹ ۱۹۹۵ء میں ترمیمات تجویز کرنے کے لئے پانچ افراد پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔

۶- یوپی میں زرعی زمین میں حق وراثت کے لئے حکومت اترپردیش سے مؤثر نمائندگی کی جائے۔

۷- بورڈ نے حکومت اترپردیش سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ ہائی کورٹ سے مشورہ کرنے کے بعد نیا نوٹیفکیشن جاری کرکے جرم ۱۹۸ کو رائے بریلی سے لکھنؤ کی عدالت میں منتقل کرے۔ تاکہ جرم ۱۹۷ اور جرم ۱۹۸ کی ایک ساتھ سماعت شروع ہوسکے جن میں C.B.I نے ایک مشترکہ چارج شیٹ داخل کی ہے۔

۸- دارالقضاء اور فتوؤں کے خلاف وشولوچن مدان ایڈوکیٹ کی رٹ کو سپریم کورٹ نے سماعت کے لئے قبول کرلیا ہے لیکن اب یہ کیس کم سے کم تین سال بعد سماعت کے لئے سپریم کورٹ کی

فہرست میں آئے گا، اس دوران بورڈ قانونی چارہ جوئی اور ضروری کاروائی کے لئے کوشش جاری رکھے گا۔

۹- متبنّیٰ لینے کی ہر ہندوستانی کو بلا لحاظ مذہب وملت اجازت کے سلسلہ میں دائر کردہ رٹ کے تعلق سے شبنم ہاشمی صاحبہ کی جانب سے داخل کردہ رٹ میں بورڈ کو فریق بنائے جانے کی سپریم کورٹ میں پیش کردہ درخواست جولائی ۲۰۰۷ء میں فیصلہ کے لئے عدالت میں آئے گی، توقع ہے کہ سپریم کورٹ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کو بحث کرنے یا تحریری بحث داخل کرنے کا موقعہ ضرور دے گا۔ بورڈ کی جانب سے مدلل جواب داخل کیا جائے گا اور بحث کی جائے گی۔

۱۰- شریعت کے نظامِ کفالہ کو مرتب کرنے کا کام مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کو تفویض کیا گیا۔

۱۱- لیگل کمیٹی نے انسداد گھریلو تشدد ایکٹ ۲۰۰۵ء پر تفصیل سے غور کیا اور یہ نتیجہ اخذ کیا کہ:

الف- اس قانون کا بنیادی مقصد خواتین کو گھریلو تشدد سے بچانا، شریعت اسلامی کے مزاج کے مطابق ہے، کیونکہ اسلام ہر طرح کے ظلم کو ناپسند کرتا ہے اور خاص کر خواتین کے ساتھ خصوصی سلوک کی تعلیم دیتا ہے۔

ب۔ قانون کی تعبیر کے بارے میں کمیٹی کا احساس ہے کہ اس میں وضاحت کی کمی اور ایسا ابہام واجمال ہے کہ اس کی تشریح و تطبیق میں عدل وانصاف کے تقاضے مجروح ہو سکتے ہیں۔

ج۔ قانون کے اطلاق کے لئے قواعد کے تحت جو فارم مرتب کیا گیا ہے اور تشدد کی جو صورتیں بیان کی گئی ہیں ان میں بعض نکات شرعی نقطۂ نظر سے درست نہیں ہیں۔

د۔ قانون کے مجموعی مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ عملی طور پر اس کا نفاذ دشوار ہے۔ اور قانون کی دفعہ (۳) کی تشریح ۲— جس میں یہ بات کہی گئی ہے کہ کسی فعل کا ارتکاب یا مدعا علیہ کا رویہ گھریلو تشدد کے تحت آتا ہے یا نہیں اسکی تعیین میں تمام حالات، عوامل اور قرائن کو سامنے رکھ کر عدالت فیصلہ کرے گی۔ اہم ہے، اور امید ہے کہ یہ تشریح قانون کے غلط استعمال کو روکنے میں مؤثر ثابت ہو سکے گی، اس لئے فی الحال اس سلسلہ میں خاموشی اختیار کرنا مناسب ہے۔ اجلاس نے لیگل سیل کمیٹی کے اس فیصلہ سے اتفاق کیا۔

۱۲- نفقہ مطلقہ کے مسئلہ پر چند ہائی کورٹس کے فیصلوں اور اس کے بعد دانیال لطیفی کیس میں سپریم کورٹ کے فیصلہ نے قانون تحفظ حقوق مسلم مطلقہ کی تدوین کے مقصد ہی کو فوت کر دیا ہے اور اس قانون کی غلط تعبیر کر کے شاہ بانو کیس میں دئے گئے فیصلہ کو عملاً قانون بنا دیا گیا ہے اس لئے اجلاس بھوپال میں طے شدہ فیصلہ کے تحت اس تعلق سے ایک جامع اور مبسوط میمورنڈم تیار کیا جائے اور حکومت سے اس قانون کی تدوین کے منشا کو بحال کرنے کے لئے ضروری قدم اٹھانے کا مطالبہ کیا جائے، میمورنڈم تیار کرنے کی ذمہ داری جناب یوسف حاتم مچھالا صاحب کے سپرد کی گئی۔

۱۳- شقاق اور طلاق کے بارے میں اٹھائے گئے سوالات پر غور کرنے کے لئے لیگل کمیٹی کے علماء پر مشتمل ایک سب کمیٹی تشکیل دی گئی جس کے کنوینر مولانا خالد سیف اللہ رحمانی ہوں گے۔

۱۴- عدالتوں میں زیر سماعت کیسیز کی مانیٹرنگ کے لئے وکلاء سے رابطہ کے لئے ارکان بورڈ کے نام دوبارہ خط جاری کیا جائے۔

۱۵- صدر بورڈ اور جنرل سکریٹری صاحبان، مولانا محمد ولی رحمانی صاحب (مرکزی کنوینر اصلاح معاشرہ کمیٹی) سے گفتگو کر کے

مرکزی اصلاح معاشرہ کمیٹی تشکیل دیں اور شریعت بیداری مہم کا مفصل پروگرام مرتب کیا جائے۔

۱۶- اتراکھنڈ کے دینی مدارس کے ذمہ داروں سے اپیل کی گئی کہ وہ حکومت کے دباؤ کے امکانات کو ختم کرنے کے لئے حکومت سے امداد لینا ترک کردیں اور اپنے وسائل سے مدارس کو چلانے کی کوشش کریں۔

۱۷- کشمیر کے منظور شدہ قانون شریعت بل کو اچھی طرح دیکھ لینے کے بعد ہی تحسینی خط روانہ کیا جائے اور ذمہ داران بورڈ کے کشمیر کے دورے کا پروگرام بنایا جائے۔

۱۸- بورڈ کا آئندہ اجلاس عمومی انشاء اللہ کلکتہ میں منعقد ہوگا۔

عاملہ کے اس اجلاس میں درج ذیل ارکان و مدعوئین حضرات نے شرکت فرمائی:

اراکین عاملہ بورڈ

۱- حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب صدر بورڈ	لکھنؤ
۲- حضرت مولانا ڈاکٹر سید کلب صادق صاحب نائب صدر بورڈ	لکھنؤ
۳- حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب جنرل سکریٹری بورڈ	پٹنہ
۴- جناب محمد عبدالرحیم قریشی صاحب سکریٹری بورڈ	حیدرآباد
۵- جناب عبدالستار یوسف شیخ صاحب سکریٹری بورڈ	تھانہ
۶- جناب پروفیسر ریاض عمر صاحب خازن بورڈ	دہلی
۷- جناب ظفریاب جیلانی صاحب ایڈوکیٹ	لکھنؤ
۸- جناب یوسف حاتم مچھالہ صاحب ایڈوکیٹ	ممبئی
۹- مولانا حکیم محمد عرفان الحسینی قاسمی صاحب	کلکتہ
۱۰- مولانا احمد علی قاسمی صاحب	دہلی
۱۱- مولانا محمد عبداللہ مغیثی صاحب	میرٹھ
۱۲- مولانا محمد برہان الدین سنبھلی صاحب	لکھنؤ
۱۳- جناب سید شہاب الدین صاحب	دہلی
۱۴- مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب	لکھنؤ
۱۵- مولانا ارشد مدنی صاحب	دہلی
۱۶- مولانا عبدالوہاب خلجی صاحب	دہلی
۱۷- ڈاکٹر قاسم رسول الیاس صاحب	دہلی
۱۸- جناب محمد جعفر صاحب	دہلی
۱۹- جناب اسدالدین اویسی صاحب	دہلی

مدعوئین کرام

۱- جناب شفیع مونس صاحب	دہلی
۲- مولانا عمیدالزماں کیرانوی صاحب	//
۳- مولانا عتیق احمد بستوی قاسمی صاحب	لکھنؤ
۴- ڈاکٹر مولانا سعود عالم قاسمی صاحب	علی گڑھ
۵- جناب منیر احمد خان صاحب	اندور
۶- مولانا محمود مدنی صاحب	دہلی
۷- علامہ عقیل الغروی صاحب	//
۸- جناب کمال فاروقی صاحب	//
۹- جناب رحیم الدین انصاری صاحب	حیدرآباد
۱۰- مولانا خالد رشید فرنگی محلی صاحب	لکھنؤ
۱۱- مفتی نذیر احمد صاحب	کشمیر
۱۲- جناب شاہد حسین صاحب	لکھنؤ
۱۳- جناب راغب احسن ایڈووکیٹ صاحب	پٹنہ
۱۴- حاجی عبدالرزاق صاحب	لکھنؤ
۱۵- جناب امین عثمانی صاحب	دہلی
۱۶- حاجی منظور علی صاحب	کلکتہ

وفیات:

بورڈ کے نائب صدر حضرت سید شاہ محمد محمد الحسینی صاحب کا انتقال

ملت اسلامیہ ہندیہ کا ایک نا قابل تلافی نقصان

(آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے نائب صدر حضرت سید شاہ محمد محمد الحسینی صاحب سجادہ نشیں روضہ منورہ بزرگ گلبرگہ کے انتقال پر صدر بورڈ اور جنرل سکریٹری بورڈ کی طرف سے درج ذیل تعزیتی بیان پریس کو دینے کے ساتھ ساتھ مرحوم نائب صدر کے صاحبزادہ گرامی محترم جناب سید شاہ خسرو الحسینی کے نام بھی بھیجا گیا۔ وقار لطیفی)

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے نائب صدر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے خلیفہ خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی کے خلیفہ خواجہ محمد گیسو دراز بندہ نواز کے خانوادے سے تعلق رکھنے والے حضرت سید شاہ محمد محمد الحسینی صاحب سجادہ نشیں روضہ منورہ بزرگ گلبرگہ کے انتقال پر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے صدر حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب نے اپنے تعزیتی بیان میں فرمایا کہ شاہ محمد محمد الحسینی صاحبؒ کے اس دنیائے فانی سے رخصت ہوکر جہان باقی کو رحلت کرنے سے ان کے سارے محبین اور متوسلین کے لئے ایک بڑا صدمہ ہے۔ اور ہمارے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے لئے جس کے وہ نائب صدر تھے۔ ایک خسارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے اور ان کے نہ رہنے سے جو صدمہ ہے اس میں ہم سب کو صبر اور رضا با لقضاء کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل اور انکی جو برکات رہی ہیں، ان سے مستفید فرمائے۔

بورڈ کے جنرل سکریٹری حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب نے اپنے تعزیتی بیان میں فرمایا کہ حضرت شاہ صاحبؒ کے انتقال کی خبر سے بیحد صدمہ ہوا، ان کے انتقال سے ملت کے اندر ایک بڑا خلا پیدا ہوگیا ہے، انہوں نے فرمایا کہ شاہ صاحبؒ ایک صاحب بصیرت عالم دین تھے، خانقاہ کے ماحول میں بھی عصری علوم (ٹیکنیکل وانجینئرنگ) کے بڑے بڑے ادارے قائم کئے اللہ نے ان کے اندر ملت کی خدمت کا دردمندانہ جذبہ اور خیر خواہی بدرجہ اتم پیدا فرمایا تھا، ملت کی فلاح وبہبود کے لئے ان کا دل ہمیشہ تڑپتا اور فکر مند رہتا تھا، پرسنل لا بورڈ کے اجلاسوں میں ضعف اور پیرانہ سالی کے باوجود پابندی کے ساتھ شرکت فرماتے اور ملت اسلامیہ کے مسائل کے بارے میں اہم رائیں دیتے، نہایت وسیع النظر اور باخبر علماء میں انکا شمار ہوتا تھا۔ ان کے انتقال سے بورڈ ہی نہیں بلکہ پوری ملت اسلامیہ ایک صاحب بصیرت عالم دین سے محروم ہوگئی، اللہ ان کی مغفرت فرمائے، ان کے درجات بلند فرمائے، ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کے مشن کو آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

مولانا نظام الدین صاحب نے مزید فرمایا کہ موت ایک دن برحق ہے ہر ایک کو ایک نہ ایک دن یہاں سے جانا ہے۔ اس موقع پر ہمیں صبر وسکون کے ساتھ مرحوم کے حق میں دعائے مغفرت کا اہتمام کرنا چاہئے اور خاص طور پر شاہ صاحبؒ نے خانقاہ سے جڑے ہونے کے باوجود عصری علوم کے قیام اور اس کی ضرورت پر جس طرح اپنی زندگی گزاری، ضرورت ہے کہ ان کے پسماندگان مرحوم کے اس مشن کو آگے بڑھائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے مشن پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اغراض ومقاصد

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

- ہندوستان میں ''مسلم پرسنل لا'' کے تحفظ اور شریعت ایکٹ کے نفاذ کو قائم اور باقی رکھنے کے لیے مؤثر تدابیر اختیار کرنا۔
- بالواسطہ، بلاواسطہ یا متوازی قانون سازی جس سے قانون شریعت میں مداخلت ہوتی ہو، عام ازیں کہ وہ قوانین پارلیمنٹ یا ریاستی مجلس قانون ساز میں وضع کئے جاچکے ہوں یا آئندہ وضع کئے جانے والے ہوں یا اس طرح کے عدالتی فیصلے جو مسلم پرسنل لا میں مداخلت کا ذریعہ بنتے ہوں انہیں ختم کرانے یا مسلمانوں کو ان سے مستثنیٰ قرار دیئے جانے کی جدوجہد کرنا۔
- مسلمانوں کو عائلی ومعاشرتی زندگی کے بارے میں شرعی احکام وآداب، حقوق وفرائض اور اختیارات وحدود سے واقف کرانا اور اس سلسلہ میں ضروری لٹریچر کی اشاعت کرنا۔
- شریعت اسلامی کے عائلی قوانین کی اشاعت اور مسلمانوں پر ان کے نفاذ کیلئے ہمہ گیر خاکہ تیار کرنا۔
- مسلم پرسنل لا کے تحفظ کی تحریک کے لیے بوقت ضرورت ''مجلس عمل'' بنانا جس کے ذریعہ بورڈ کے فیصلے پر عمل درآمد کرنے کی خاطر پورے ملک میں جدوجہد منظم کی جاسکے۔
- علماء اور ماہرین قانون پر مشتمل ایک مستقل کمیٹی کے ذریعہ مرکزی یا ریاستی حکومتوں یا دوسرے سرکاری ونیم سرکاری اداروں کے ذریعہ نافذ کردہ قوانین اور گشتی احکام (Circulars) یا ریاستی اسمبلیوں اور پارلیمنٹ میں پیش کئے جانے والے مسودات قانون (بل) کا اس نقطۂ نظر سے جائزہ لیتے رہنا کہ ان کا مسلم پرسنل لا پر کیا اثر پڑتا ہے۔
- مسلمانوں کے تمام فقہی مسلکوں اور فرقوں کے مابین خیرسگالی، اخوت اور باہمی اشتراک وتعاون کے جذبات کی نشوونما کرنا، اور ''مسلم پرسنل لا'' کی بقا وتحفظ کے مشترکہ مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے ان کے درمیان ربط اور اتحاد واتفاق کو پروان چڑھانا۔
- ہندوستان میں نافذ ''محمڈن لا'' کا شریعت اسلامی کی روشنی میں جائزہ لینا اور نئے مسائل کے پیش نظر مسلمانوں کے مختلف فقہی مسالک کے تحقیقی مطالعہ کا اہتمام کرنا اور شریعت اسلامی کے اصولوں پر قائم رہتے ہوئے کتاب وسنت کی اساس پر ماہرین شریعت اور فقہ اسلامی کی رہنمائی میں پیش آمدہ مسائل کا مناسب حل تلاش کرنا۔
- بورڈ کے مذکورہ بالا اغراض ومقاصد کے حصول کے لیے وفود کو ترتیب دینا، Study Teams تشکیل دینا، سمینار، سمپوزیم، خطابات، اجتماعات، دوروں اور کانفرنسوں کا انتظام کرنا، نیز ضروری لٹریچر کی اشاعت اور بوقت ضرورت اخبارات ورسائل اور خبرناموں وغیرہ کا اجراء اور اغراض ومقاصد کے حصول کے لیے دیگر ضروری امور انجام دینا۔

❁ ❁ ❁